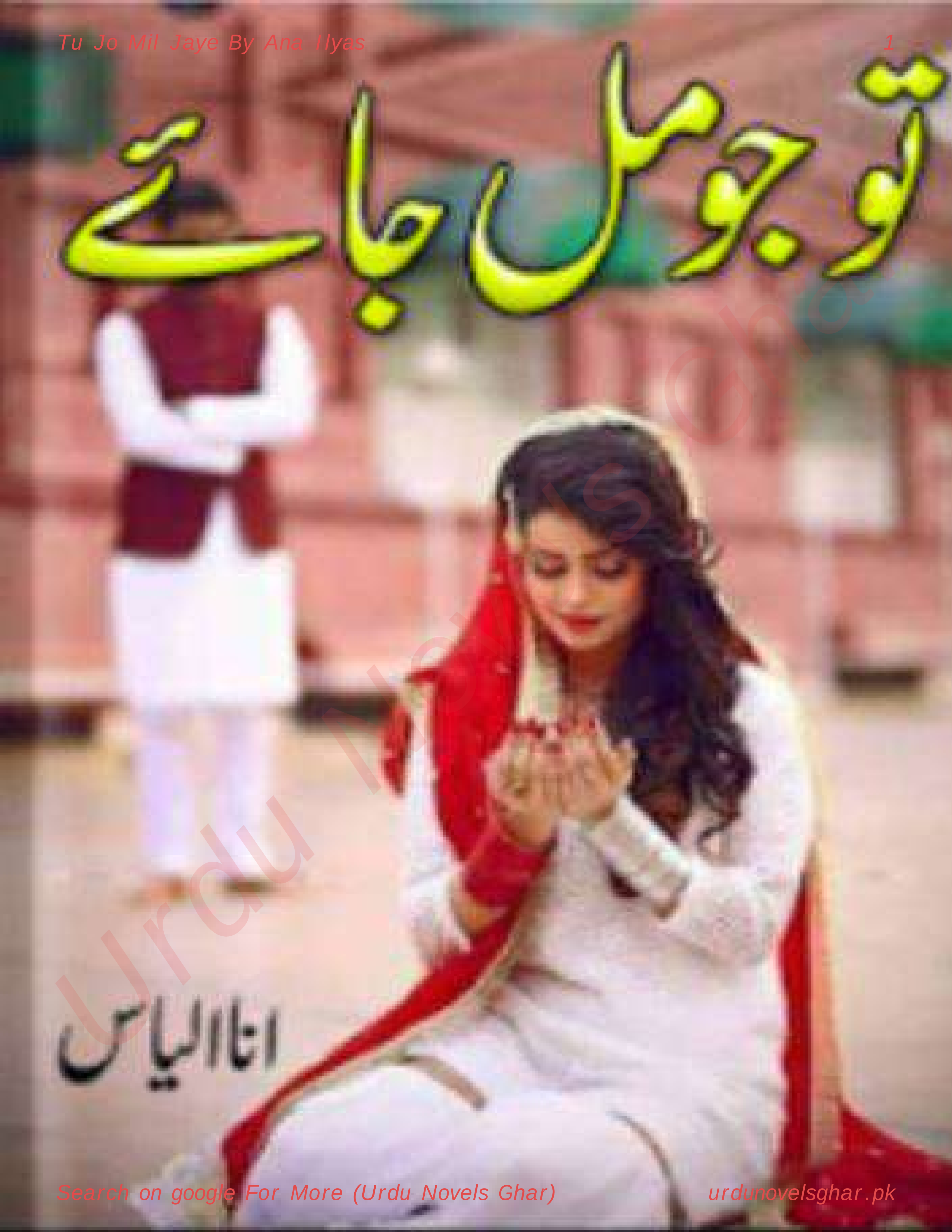

Search on google For More (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

تو جو مل جائے

انا الیاس

فجر کی نماز پڑھ کر وہ سوئیں نہیں بلکہ اوپر چھت پر آ گئیں وہ بھی آموں کی بھری ٹوکری لے کر۔ چھٹیاں تھیں اور ملک ہاؤس میں سب اکھٹے تھے۔

رات ساری جاگ کر بھی ان میں سے کسی کے چہرے پر نیند کا خمار نہں تھا۔

سب چڑھتے سورج کا خوش کن منظر دیکھنے کے بعد نیچے تپائی بچھا کر بیٹھیں آم کھانے میں مصروف تھیں۔

یہ آئیڈیا بھی وہبہ کا تھا جسے گھر بر میں سب کی لیڈر کہا جاتا تھا۔ نہ کسی سے ڈرتی تھی نہ کسی کے قابو آتی تھی ویسے بھی اسے رقیہ بیگم جو کہ کسی کی نانی اور کسی کی دادی تھیں، انکی بے جا حمایت حاصل تھی۔

یار ایک کام کرتے ہیں" وہبہ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا۔ آنکھوں میں ایک مخصوص شرارتی چمک تھی جو کوئی بھی شرارت کرنے سے" پہلے اسکی آنکھوں میں جھلکتی تھی۔

اب کیا تخریبی بات سوچ رہی ہو" نیہا جو اسکی رگ رگ سے واقف تھی آموں کی گٹھلیاں ایک پلیٹ میں رکھتی ہوئی بولی۔"

یار دور دور دیکھو تو چھتوں پر نہ تو کوئی بندہ اور نہ ہی کوئی بندے کی ذات نظر آ رہی ہے تو مجھے یکدم یہ خیال آیا ہے کہ کیوں نہ ہم پچھلے بنے" ہوئے گھروں کی چھت پر آموں کی گٹھلیاں پھینکنے کا ایک مقابلہ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ کس کی گٹھلی کتنی دور جاتی ہے۔۔ کیسا" اس نے پر جوش انداز میں کہتے سب کی جانب تادیبی انداز سے دیکھا۔

دل تو سب کا اس شرارت میں حصہ لینے کا کیا مگر خبیب۔۔۔۔۔۔۔اسکی دہشت انہیں کچھ بھی کرنے سے روکتی تھی۔

اگر بھائی کو پتہ چل گیا" فارا نے ہچکچاتے کہا۔ "

اف ایک تو تمہارا یہ بھائی۔۔۔ یار انہیں کون بتائے گا۔ یہاں جتنے لوگ ہیں وہ تو بتانے سے رہے" اس نے سوالیہ نظروں سے سب کی" جانب دیکھا۔

نہیں ہم تو نہین بتائیں گے" سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ وہ اس وقت چھ لڑکیاں چھت پر تھیں۔ سب کی عمروں میں چند سالوں کا"

فرق تھا مگر وہ سب مل کر سب شرارتیں کرتیں اور پورے خاندان میں شرارتوں کا ٹولہ کے نام سے مشہور تھیں۔ جن کی سردار وہبہ تھی۔

تو بس پھر ڈن ہو گیا ہم یہ چیلنج ابھی بھی پورا کریں گے۔ مگر آوازیں آہستہ رکھنی ہیں" سرگوشی نما آواز مین اس نے سب کو حوصلہ" دلایا۔

سب جوش سے اٹھیں اور پچھلی جانب بنے گھروں کی چھت پر باری باری آموں کی گٹھلیاں برسنی شروع ہوئیں۔

سب سے آخری باری وہبہ کی تھی۔

اس نے سب کی جانب پہلے ہی فاتحانہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا ایسے جیسے جیت تو اسی کی ہونی ہے۔

مگر بھلا ہو اس اوور کانفیڈینس کا جو اسے لے بیٹھا۔

جیسے ہی اس نے گٹھلی اچھال کر ہوا کے سپرد کی وہ بالکل پیچھے دائیں جانب بنے ہوئے گھر کی چھپ پر گری جس پر یکدم ایک سر نمودار ہوا۔

وہ ساکی سا اپنی چھت پر بیٹھ گئیں چاروں جانب کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔

شہریار جو پچھلے آدھے گھنٹے سے کانوں میں ہینڈ فری لگائے یوگا کا ایک آسن پورا کر رہا تھا۔ آنکھیں موندے لیٹے اور کانوں میں تیز میوزک لگائے وہ دنیا جہاں سے بے خبر تھا اور شاید بے خبر ہی رہتا جو آم کی گھٹلی اسکے منہ پر پڑ کر اسکے چودہ طبق روشن نہ کر دیتی۔ وہ بھنا کر اٹھا مگر کچھ سروں کو نیچے جھکتے دیکھنے کے علاوہ وہ کچھ نہ کر سکا۔ چھتوں میں فاصلہ زیادہ ہونے کے سبب وہ آگے ہو کر دیکھ نہیں سکتا تھا کہ کون ہے اور یہ حرکت کس نے کی ہے۔

وہ کچھ دیر وہاں کھڑا رہا کہ آخر کوئی تو ہل جل ہو گی اور وہ اس شخص کو پکڑے گا جس نے یہ حرکت کی مگر وہ نہین جانتا تھا کہ یہ وہ شیطانوں کا ٹولہ تھا جسکی تخریب کاری کو کوئی رنگے ہاتھوں کبھی نہین پکڑ سکا تھا۔ وہ سب آہستہ آہستہ سے تقریباً" رینگتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب بڑھیں۔

شہریار تنگ آکر واپسی کی جانب مڑا۔ جبکہ ان سب نے نیچے کی جانب دوڑ لگا دی۔

اسی وقت سیڑھیوں سے اترتے ہوئے خبیب نے اوپر سے آتے ریوڑ کو آندھی کی طرح سیڑھیاں اترتے دیکھا۔

مگر جب انہوں نے آخری سیڑھی پر کھڑے خبیب کو اپنی جانب گھورتے پایا تو سب کی سب وہیں دم سادھے کھڑی ہو گئیں۔

اسکی خشمگیں نگاہوں نے خون خشک کر دیا۔ سوائے وہیبہ کے۔ وہ تو ویسے بھی اماں جان کی لاڈلی تھی کوئی اسے کچھ کہہ کر تو دکھاتا۔

خبیب نے اسکے تاثرات کو نخوت سے دیکھتے ہوئے پیچھے ہٹتے ان سب کو ہاتھ کے اشارے سے نیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ جان گیا تھا کہ کچھ تو کر کے اتریں ہیں۔ دل تو کیا کہ ابھی کے ابھی کلاس لے لے۔ مگر صبح صبح وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے سر جھٹکتا جاگنگ کے لئیے نکل گیا۔

اف شکر بچت ہو گئی نہیں تو ابھی عزت ہو جانی تھی بھائی کے ہاتھ۔ "نیہا کے کہنے پر وہیبہ نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔ "

تم تو ساری زندگی ڈر ڈر کر گزار دینا اتنا کوئی جنات کا سردار نہیں ہے تمہارا بھائی "اسکی بات پر نیہا تلملائی۔ وہ جو اتنا غصیلا ہونے کے باوجود" سب کا پسندیدہ تھا نجانے وہیبہ کو اس سے کیا پرخاش تھا۔

تمھیں مسئلہ کیا ہے بھائی سے "اس نے تنگ آکر پوچھا۔ "

کوئی ایک مسئلے ہی مسئلے۔۔۔ مجھے ایسے ہیروٹائپ بننے والے لوگ بہت برے لگتے ہیں۔ نہ منہ نہ متھا جن پہاڑوں لتھا۔ "اوہ پلیز اب" اپنے بھائی کی شان میں قصیدے مت پڑھنے شروع کر دینا۔۔ میرے خیال میں تو ہمارے یہاں جتنی گجروں پر مبنی فلمیں بنتی ہیں ان مین تمہارے چہیتے بھائی کو کاسٹ کرنا چاہئیے۔ شان ایویں میں اپنا امیج خراب کرتا ہے۔ تمہارا بھائی سوٹیبل ہے ایسے رول کے لئیے "اس نے خبیب کی اس چیز کا مذاق اڑایا جو حقیقت میں اسے بہت سوٹ کرتی تھیں۔ گھنی مونچھیں اور داڑھی۔ "ہر وقت حکم نامے ہی ختم نہیں ہوتے ہر کوئی انکے حکم پر چلے۔ بیٹھے تو انکی اجازت سے، سوئے تو انکی اجازت، سے سانس لے تو ان سے پوچھ کر بھلا یہ کیا بات ہوئی۔ "وہ تو شدید چڑی ہوئی تھی۔

وہ تھا بھی ایسا انہتائی نفاست پسند اور ڈسپلنڈ۔ فضول کی باتوں میں نہ پڑھنے والا آجکل کے لڑکوں کی طرح اس نے کبھی وقت ضائع نہین کیا تھا۔ اس نے اپنی لائف کے کچھ گولز سیٹ کئیے تھے اور کامیابی سے انہین پورا کر رہا تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی اس مین سنجیدگی تھی۔ سنجیدہ مگر سب کی عزت کرنے والا سوائے وہیبہ کے وہ بھی اسکی اوٹ پٹانگ اور کسی حد تک بولڈ حرکتوں کی وجہ سے وہ عام لڑکیوں کی طرح ڈرتی ورتی کسی سے نہین تھی نا کسی کے رعب مین آتی تھی۔ اسی لئیے وہ اسے بہت بری لگتی تھی۔

اسے لڑکیوں میں دھیما مزاج پسند تھا اور وہ اسکے بالکل الٹ تھی اسی لئیے وہ کبھی بی اسکی گڈ بکس میں شامل نہیں رہی تھی۔ وہیبہ کو اس سے کبھی بھی کوئی فرق نہیں پڑھا تھا۔ اسکے خیال میں اس نے کون سا ساری زندگی خبیب کے ساتھ رہنا تھا۔ اور کبھی کبھی جب ہم کسی سے جتنی تیزی سے دور بھاگ جانا چاہتے ہیں اس شخص میں ایسی کشش ثقل پیدا ہو جاتی ہے جو ہمیں ہر جگہ سے کھینچ کانچ کر اس ایک

شخص کی طرف لے آتی ہے۔

اور اگلے دن وہ ہوا جس کے بارے میں ان کا گمان بھی نہ تھا۔

یار آج ہمارے ساتھ بہت بری ہونے والی ہے۔" فارار وہانسی شکل بنائے اندر داخل ہوتے بولی۔ "

ایک تو تم ہر وقت روتی رہتی ہو" وہیبہ نے بیزاری سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "

جو خود ڈائجسٹ پڑھنے میں مگن تھی۔

ہوا کیا ہے" ربیعہ نے پوچھا "

یار وہ کل صبح ہم نے جب گٹھلیاں پھینکیں تھین نہ اور آخر میں وہیبہ کی گٹھلی جس بندے کو لگی تھی وہ خبیب بھائی کا دوست ہے اور اس" وقت وہ ڈرائینگ روم مین آیا ہوا ہے۔ اس نے بتا بھی دیا ہے کہ ہمارے گھر سے کسی نے یہ حرکت کی ہے۔ اسے یہ تو نہین پتہ کہ کس نے کی ہے وہ یہی سمجھا ہے کہ کسی بچے کی حرکت ہے مگر یار خبیب بھائی نے ہمیں سیڑھیاں اترتے دیکھ لیا تھا انہیں سمجھ آگئی ہو گی کہ ہم ہی ہیں" فارا کی بات پر وہاں بیٹھی نیہا، ورشہ، فضا، اور صبغہ کی ہوائیاں اڑیں سوائے وہیبہ کے۔ وہ سب اپنے کام چھوڑ کر ہاتھ اور یقیناً اب تو سانس روکے بھی فارا کی جانب متوجہ تھیں۔ جبکہ وہیبہ کی کہانی اہم موڑ پر آچکی تھی۔

وہیبہ کچھ سنائی دیا ہے تمہیں "ان سب نے دانت پیستے ہوئے اسکی محویت پر چڑ ٹ کی۔ "

کچھ سنائی نہیں دے رہا۔۔۔ ایک تو تم لوگوں نے میرے ناول میں ٹانگ ضرور اڑانی ہوتی ہے۔ بمشکل تو ہیرو اور ہیروئن کا تیج اپ " ہوا تھا۔ کہ تم ٹپک پڑیں ولن بن کر" وہیبہ نے بدمزہ ہوتے ڈائجسٹ بند کر کے بیڈ پر پٹخا۔

ایک تو تمہارا بھائی جلاد اوپر سے اسکے دوست بھی ویسے ہی شکایتی ٹٹو۔۔۔ گٹھلی ہی ماری تھی کون سی گولی مار دی تھی جو منہ اٹھا کر بتانے" آگیا۔ ٹھہر جاؤ میں ابھی دو دو ہاتھ کر کے آتی ہوں" وہ ایک دم ہی شروع ہوتی کسی آندھی طوفان کی طرح باہر نکلی یہاں تک کہ ان سب کو کچھ سمجھنے کا بھی موقع نہیں دیا۔

اب وہ سب پچھتا رہیں تھیں کہ اس بھیڑوں کے چھتے کو کیوں چھیڑ دیا۔ اب تو لگ رہا تھا پانی پت کی جنگ ہو کر رہنی تھی دونوں میں۔

وہ تیزی سے ڈرائینگ روم کے دروازے کی جانب بڑھی اور اتنی ہی دیر میں خبیب اپنے دوست کے ساتھ باہر نکلا۔

انکے گھر کی کسی لڑکی کو یوں لڑکوں کے دوستوں کے سامنے آنے کی اجازت نہین تھی۔

وریسہ بھی اتنی بے باک نہیں تھی کہ یوں غیر مردوں کے سامنے چلی جاتی مگر اس وقت صرف اتفاق تھا وہ تو انکی باتین سننے کے لئیے جا رہی تھی کیا خبر تھی کہ ایسا تصادم ہو جائے گا۔

وہ ٹھٹھکی پھر جلدی سے مڑ کر واپس چلی گئی مگر خبیب کی قہر برساتی نظروں کو خود پر دیکھ چکی تھی۔

کچھ دیر بعد ان سب کی حاضری اماں کے کمرے میں ہوئی جہاں خبیب پھولے منہ کے ساتھ پہلے سے ہی موجود تھا۔

وریسہ بیٹا میں یہ کیا سن رہی ہوں "انہوں نے عینک کے پیچھے سے تاسف بھری ں ظروں سے دیکھا۔ "

مین سمجھتی تھی تم بڑی ہو چکی ہو "وہ پھر سے مخاطب ہوئین۔ "

اماں کیا ہے اب کیا ہم بڑھے ہو کر شرارتیں کریں گے۔ اور ویسے بھی ہم نے چھتیں خالی دیکھ کر یہ ایکٹیویٹی کی تھی، ہمیں کیا پتہ تھا کہ " ان کا دوست وہاں اینٹھ رہا ہے "اس نے سر کو ایک انداز سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

خبیب کا دل تو کیا اس مغرور حسینہ کا دماغ ٹھکانے لگا دے وہ ایسا کر بھی دیتا اگر وہ اماں جی کی لاڈلی نہ ہوتی۔

اماں جی کیا یہ سب ان لوگون کو زیب دیتا ہے۔ انکی تو ایک شرارت ہے نام تو ہمارا ہی بدنام ہو گا نہ کہ ہم نے ان لوگوں کو کوئی تمیز نہین " سکھائی۔۔۔ یہ لوگ اب اتنی بچیاں نہیں ہین اگلے گھروں مین جانے کی عمریں ہو چکی ہیں وہاں کیا یہ سب حرکتیں کریں گی "خبیب نے سب کو ہی لپیٹ مین لیا جانتا تھا کہ اس اکیلی کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

بیٹا جو بھی ہے بحر حال یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ تم جانتی ہو میں نے کبھی تمہیں کسی بات کے لئے نہیں روکا مگر تم نے انجانے مین ہی " سہی ایک بندے کو ہرٹ کیا ہے۔ چلو خبیب سے سوری کرو اور آئندہ احتیاط کرنا "ان کے کہنے پر وریسہ نے کچھ چڑ کر اسکی جانب دیکھا جو آنکھوں میں غصہ بھرے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

کیا میں نے حملہ انکے سر پر کیا تھا "اس نے اب کی بار بھول پن کا ریکارڈ توڑتے آنکھیں پٹپٹاتے اسکی جانب دیکھا کہ اسکی حرکت پر باقی " سب لڑکیاں کھی کھی کرنے لگیں۔

وریسہ "اماں جی کی تنبیہی پکار پر اس نے منہ بناتے سوری کہا۔ "

اور آئندہ کوئی بھی لڑکی مجھے ڈرائینگ روم کے قریب نظر نہ آئے خاص طور پر جب ہم لڑکوں کے دوست آئے ہوں "اس کا غصہ ابھی " بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا لہذا اٹھتے ہوئے وہ سب کو وارن کرتا باہر نکل گیا مگر جانے سے پہلے ایک تیز نظر اس پر ڈالنی نہیں بھولا تھا جو ابھی بھی غیر سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

تم سب جاؤ۔۔وہیبہ تو یہیں رکو"سب کو جانے کا اشارہ کرتیں وہ اس کو رکنے کا اشارہ کرنے لگیں۔ "

میری تربیت میں کہیں اخلاق سے گرنے کی گنجائش نہین لہذا آئندہ احتیاط کرنا"وہ جتنی مہربان تھیں اسی قدر سخت مزاج بھی تھیں۔"

وہیبہ نے ایک خاموش نظران پر ڈالی جو اپنی بات کہہ کر ہاتھ میں پکڑی کتاب کی جانب متوجہ ہو چکی تھیں۔اس کا مطلب تھا کہ اب باہر چلی جاؤ۔وہ اسی خاموشی سے باہر نکل گئی۔وہ انکے اس انداز کے آگے کبھی کچھ بول نہیں پاتی تھی۔

ملک ہاؤس میں رقیہ بیگم کا راج تھا جن کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیاں تھیں۔حبیب صاحب سب سے بڑے بیٹے تھے جن کی اہلیہ نفیسہ حقیقت میں بہت ہی نفیس خاتون تھیں۔انکے چار بچے سب سے بڑا وہاج،اسکے بعد خبیب پھر فارا اور پھر نیہا تھی۔

وہاج شادی شدہ تھا۔اسکی بیوی سمارا بہت ہی اچھے اخلاق کی اور سب میں ایسے گھل مل کر رہتی تھی جیسے شروع سے انہی کا حصہ ہو۔ان کا پیارا سا بیٹا عمر تھا۔خبیب کی شخصیت وہاج بھائی کی نسبت الٹ تھی و محبت سب سے بہت کرتا تھا مگر ہر کسی کو ایک حد میں رکھتا تھا۔فارا اور نیہا وہاج کی نسبت خبیب سے زیادہ ڈرتی تھیں۔کچھ وہ تھا بھی پولیس مین اور اپنی ڈاڑھی اور گھنی مونچھوں کے سبب نہ صرف خوبرو لگتا تھا بلکہ یہ دونوں چیزیں اسے اور بھی رعب اور دبدبہ والا بناتی تھیں۔

حبیب صاحب کے بعد فراز صاحب تھے ان کی اہلیہ خدیجہ بہت ہی عاجزی والی عورت تھیں جو ہر وقت رقیہ بیگم کی تنقید کا نشانہ بنی رہتیں پھر بھی اف تک نہیں کرتی تھیں۔جن کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔سب سے بڑی وہیبہ تھی جسے دادی نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔اس کے بعد ربیعہ تھی اور پھر سبحان تھا جو لاڈلا بھی تھا۔

تیسرے نمبر پر کامران صاحب تھے جن کی اہلیہ فہمیدہ بہت اچھی خاتون تھیں اپنی بھابھیوں کے ساتھ مل جل کر رہنے والیں۔ان کے دو بیٹے تھے اور دونوں ٹوئنز تھے۔ناشر اور عاشر۔

رقیہ بیگم کی بیٹیاں ایک ثمینہ تھین جو کہ حبیب صاحب سے چھوٹی تھیں مگر شادی چھوٹی عمر میں ہو گئی تھی اسی لئے ان کا بیٹا سمیر وہاج سے بھی بڑا تھا۔شادی شدہ تھا اور دو بچوں والا تھا۔اس سے چھوٹا کاشف خبیب کا ہم عمر تھا اور اس سے دوستی بھی بہت تھی۔

ثمینہ سے چھوٹی دونوں بہنیں فراز صاحب سے چھوٹی اور کامران سے بڑی تھیں۔شبانہ کے تین بچے بیٹا ریان میڈیکل کا اسٹوڈنٹ تھا جبکہ بیٹی فضا تھرڈ ائیر کے پہلے سال میں تھی اور اس سے چھوٹی صبغہ انٹر میڈیٹ کی طالبہ تھی۔شبانہ سے چھوٹی بہن حسنہ کے بھی ایک بیٹا اور بیٹی تھے۔بیٹا فوزان بی بی اے کر رہا تھا جبکہ بیٹی زوہا میٹرک کی طالبہ تھی۔

رقیبہ بیگم کے شوہر کی وفات بہت جلد ہو گئی تھی جب ابھی دو بیٹیاں اور ایک بیٹے کو انہوں نے بیاہا تھا۔سب لوگ ملک ہاؤس میں مل جل کر رہتے تھے۔بیٹیاں بھی پاس ہی رہتی تھیں۔مگر گرمیوں کی چھٹیاں ہوتے ہی سب بچے ملک ہاؤس ہی آجاتے تھے اور پھر خوب ہلا گلا ہوتا تھا۔جن مین وہیبہ جو کہ ایم اے سائیکالوجی کرنے کے بعد قریب کے ہی ایک کالج میں لیکچرار تھی۔مگر گھر میں ہونے والی اسکی

حرکتوں کو دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ یہ لیکچرار ہے۔ نیہا اور فارا سے پکی والی دوستی تھی۔ فارا بھی سائیکالوجی کر چکی تھی مگر خبیب نے اسے جاب نہین کرنے دی۔

جبکہ وہبہ کے معاملے مین کوئی کچھ نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی زندگی کے فیصلوں کا اختیار رفیہ بیگم کے پاس تھا۔

وہ سب اس وقت وہبہ کے کمرے میں تھیں۔ گھر کے بڑے خاص طور پر رقیہ بیگم کسی جاننے والے کی وفات پر گئی ہوئیں تھیں۔ گھر میں بڑوں میں صرف خدیجہ بیگم تھیں۔ جنہیں خاندان کے بہت کم مواقع پر لے جایا جاتا تھا۔ اب تو وہ رقیہ بیگم اور انکی بیٹیوں کے اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی عادی ہو گئیں تھیں۔ لہذا برا نہیں مناتی تھیں۔ لڑکیاں بھی جانتی تھیں کہ وہ کچھ نہین کہیں گی لہذا اپنے من پسند گانے سنے جا رہے تھے۔ گھر میں لڑکا بھی کوئی موجود نہین تھا۔

ابھی وہ سب بیٹھیں اپنے من پسند ناول پر تبصرے کر رہیں تھیں کہ یک لخت کوئی کمرے میں داخل ہوا۔

آنے والا خبیب تھا اور اسکے پیچھے ثمینہ پھوپھو کا کاشف جو کہ خبیب کا کزن ہونے کے ساتھ ساتھ جگری دوست بھی تھا۔ فارا کا اسکے ساتھ رشتہ بھی طے تھا۔

آواز اتنی اونچی تھی کہ وہ جو سب بیڈ کے دوسری طرف کمر بیڈ کے ساتھ ٹکائے بیٹھیں تھیں انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ کب خبیب کمرے میں آیا ہے۔

متوجہ تو تب ہوئیں جب

Measure

کے

Begin again

کی آواز بند ہوئی۔

یہ گھر ہے یا کلب۔۔۔؟" اس کی غصیلی نظروں نے سب کو باری باری اپنی لپیٹ میں لیا۔ "

انہین کیسے پتہ ایسے گانے کلبوں میں سنے جاتے ہیں لگتا ہے یہ جاتے رہتے ہیں" وہبہ کہاں اسکے غصے کو خاطر میں لانے والی تھی۔ فارا" کے کان میں شرارتی لہجے میں بولی جس کا سانس خشک ہو چکا تھا۔

سوری بھائی وہ۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ نیہا اور ربیعہ خبیب سے معافی مانگتیں وہبہ نے تنبیہی نظروں سے اس سب کی جانب دیکھا۔ "

کیا سوری اور کس بات کا سوری کریں ہم۔۔۔ گانے ہی سن رہے ہیں کلب کا ماحول تو نہین بنا دیا ہم نے" اسکی بات پر خبیب کا دل چاہا آج"

واقعی اسے ایک کرارا ہاتھ جڑ ہی دے۔

شٹ اپ آپکے تو میں منہ لگنا بھی پسند نہیں کرتا" اسکی بات پر وہبہ کے دماغ میں جو تصور بنا اس پر اس نے ہزاروں مرتبہ توبہ کی۔ "

مجھے بھی آپ سے بات کرنے کا شوق نہیں مگر آپ ہی ہر مرتبہ یہ فریضہ انجام دیتے ہیں اور کلب کی بات تو سنا دی۔ آپکو اتنی تمیز نہین کہ "کسی کے کمرے میں ناک کرکے آتے ہیں" کمر پر ہاتھ باندھے وہ بھی کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جب آواز اتنی اونچی ہوگی کہ آپکو میرے کمرے میں آنے تک کا نہیں پتہ تو ناک کی آواز کیا خاک آئے گی۔ ویسے بھی تمیز مجھے کافی اچھے " سے چھو کر گزری ہے اسی لئے آنے سے پہلے تین مرتبہ ناک کیا تھا۔" اس نے وہبہ کو جتا دیا کہ غلطی انہی کی تھی۔

ہمارے گانوں پر بڑا اعتراض ہے خود جو نصیبو لعل کے واہیات گانے سنتے ہیں وہ۔۔" وہبہ آج اسے بخشنے کو تیار نہین تھی۔ "

ہو پلیز" نیہا خوفزدہ تھی اسکی زبان اور خبیب کے غصے سے۔ "

اوہ تو اس کو بھی آپ سن چکی ہیں۔۔ اسی سے پتہ چلا ہے کہ ذہن کی گندگی کس قدر ہے۔" خبیب کے الٹا اسے لتاڑنے پر اس کا تو دماغ " ہی گھوم گیا۔

تو آپکے خیال میں اس گھر کی لڑکیاں ہی بگڑ سکتی ہیں لڑکے کیا گنگا سے نہا کر نکلے ہیں۔۔ اب ہم نظر نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا" اس " نے بے نیازی سے کہا۔

آپ کو کوئی خاص ضرورت نہیں کیوں مجھے آپکے نظر رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا میرے اچھے اور برے ہونے سے آپکا کوئی واسطہ ہونا " نہیں چاہئے میرے گھر والے بہت ہیں۔۔ اوروں کی گنجائش نہیں" سپاٹ لہجے میں کہہ کر وہ مڑا۔

اریٹیٹنگ عورت" بڑبڑا کر آگے بڑھا مگر اسکی بات سن کر وہبہ غصے سے اسکے سامنے آئی۔ "

اریٹنگ عورت" منہ میں ہلکے سے کہہ کر وہ دروازے کی جانب بڑھا۔ مگر وہ تیزی سے آگے آگئی۔ "

"یہ عورت کسے کہا"

عزت مآب وہبہ ملک صاحبہ کو" اس نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔ "

آپ عورت کی عزت کرنا کیا جانیں۔۔ جو عورت کو بس ایک قید میں بند کرکے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہاں یہ گھر جتنا آپکا ہے اس سے کہیں " زیادہ میرا ہے۔ لہذا میرا جو دل چاہے گا میں کروں گی اور جس کو چاہے اپنے ساتھ شامل کروں گی۔ ہر وقت دوسروں کی زندگیوں کو اپنے تابع کرنے والے سیک مائنڈڈ لوگ مجھے زہر لگتے ہیں۔ شکر کریں زیادہ واویلہ نہیں کر رہی۔ نہیں تو میرے کمرے مین آکر بے عزتی کرنے والے کو میں بخشتی نہیں۔ یو مے گو ناؤ" ہر بات کا بدلہ اس نے ایک ہی بار میں نکال لیا تھا۔

ضرور مجھے بھی اس بے باک فضا میں سانس لینے کو کوئی شوق نہین۔ لیکن اگر اس کمرے کی گندگی باہر تک آئے گی تو میں اسے ختم "

کرنے کے لئیۓ ہزار مرتبہ یہاں آؤں گا۔ ابھی تو جارہا ہوں دوبارہ مجھے اس ڈیک کی آواو آئ تو آپ سمیت یہ ڈیک ایسی جگہ پہنچاؤں گا کہ کوئ سراغ نہیں ڈھونڈ پائے گا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہ مانیں تو لاتیں لگانی پڑھتی ہیں" اسکی نظروں میں نظریں ڈالے وہ بھی اسے جتا گیا کہ اسکی باتون سے خبیب کو کوئ فرق نہیں پڑنے والا۔

وہ جو آم والے واقع کو بھول چکی تھی ہفتے بعد یکدم ہی اسکی زندگی میں ہلچل مچ گئ۔۔

خبیب کا وہی دوست جس سے وریبہ کا ٹکراؤ اتفاقیہ ہوا تھا وہ پسندیدگی کی شکل میں اس حد تک بدل گیا کہ ہفتے بعد ہی وہ لوگ سوالی بن کر انکے در پر آگۓ تھے وریبہ کا رشتہ لے کر۔

"ارے واہ تم نے تو ایس پی صاحب کے دل پر بجلیاں ہی گرا دیں۔"

یہ کیا بکواس کر رہی ہو کون۔۔ کس کی بات کر رہی ہو" وہ جو ابھی کالج سے آ کر سکون کا سانس بھی نہین لے پائ تھی کہ فارا کی بات پر اور بھی بھنا گئ۔

خبیب بھائ کا دوست جس کے سر پر گٹھلی پڑی تھی مگر لگتا ہے درد دل تک چلا گیا۔ وہ نہ صرف تمہیں پسند کر چکا ہے بلکہ رشتہ بھی بھجوا دیا ہے" فارا کی بات ختم ہونے تک اسکے چہرے کے زاویۓ بگڑ چکے تھے۔

پہلی بات تو یہ کہ یہ عشقیہ گفتگو میرے سامنے مت کیا کرو۔ دوسری بات یہ کہ اس کو اتنی ہمت کیسے ہوئ مین ابھی اماں سے بات کر کے آتی ہوں جب ایک دفعہ میں کہہ چکی ہوں کہ مجھے اس بکھیڑے میں پڑنا ہی نہیں تو یہ اس سب بکواس کا کیا مطلب ہے" وہ تن فن کرتی کمرے سے باہر نکلی سیڑھیاں اترتے ہوئے خبیب کا کمرہ ساتھ ہی تھا ابھی وہ اسکے پاس سے گزر کر نچلی منزل کی جانب جانے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ اس کے کمرے سے آنے والی اونچی اونچی آوازوں میں شامل اپنا نام سن کر ٹھٹھک گئ۔

آپ لوگ آج ہی انہین انکار کریں۔ میری ایک عزت ہے اس کے گھر میں اس وریبہ جیسی بے باک اور بد تمیز لڑکی اگر وہاں چلی گئ تو جو میری عزت بنی ہوئ ہے وہ سب ختم ہو جائے گی۔ اس قدر بد تہذیب ہے یہ۔۔ منہ پھٹ اور مغرور۔۔ میں یہ رشتہ کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا۔ جس کسی ایکس وائے زیڈ سے دادو اسکی شادی کروائیں مگر میرے کسی جاننے والے کے گھر نہیں۔ یہاں بھی اس کو بھگتو اور باقی کی زندگی بھی اسکے بوئے ہوئے بیج ہم کاٹیں۔" وہ یہ تو جانتی تھی کہ وہ اسے کبھی بھی کزن کی حیثیت سے بھی اسے اچھا نہیں سمجھتا مگر اتنی نفرت اور اتنا بغض اس نے اپنے دل میں وریبہ کے لئیۓ رکھا ہو گا اسے اس سب کی امید نہیں تھی۔

ہونٹوں کو سختی سے بھینچتی وہ تیزی سے مڑی کے اس سے آگے سننے کی اس مین ہمت نہیں تھی۔ بمشکل اپنے امڈ آنے والے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا۔

اور سیڑھیاں اترتے اماں کے کمرے کی جانب بڑھی۔

اسلام علیکم "اندر آتے ہی انہیں سلام کیا جو اپنی راکنگ چیئر پر بیٹھیں کوئی کتاپڑھ رہی تھین۔ "

عینک کے پیچھے سے اسے دیکھا پھر اتار کر عینک ہاتھ میں پکڑتے اس کے غصے سے لال ہوت چہرے کی جانب دیکھتے جواب دیا۔

یہ رشتہ کیوں آیا ہے اور اگر آیا تھا تو آپ نے منع کیوں نہیں کیا آپکو پتہ ہے نہ مجھے شادی وادی میں کوئی انٹرسٹ نہین "اس نے بغیر کوئی" تمہید باندھے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

انہوں نے ناگواری سے اسکی خود اعتمادی کو دیکھا جو انکی ہی دی ہوئی تھی۔

میں نے ساری عمر تمہیں اس گھر مین بٹھا کر نہین رکھنا "انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "

مت رکھیں میں کسی ہاسٹل میں شفٹ ہو جاؤں گی مگر مجھے شادی نہیں کرنی اور دوبارہ کوئی رشتہ آئے تو اسے دروازے سے چلتا کریں" نہیں تو میں آنے والوں کی بہت بے عزتی کروں گی جو یقیناً آپکو کسی صورت گوارا نہیں ہو گی "اس نے انکی آنکھوں مین آنکھیں ڈال کر دیکھتے سپاٹ لہجے مین کہا۔

یہ کس انداز میں تم مجھ سے بات کر رہی ہو "انکے چہرے پر اب کی بار غصہ چھلکا۔ "

وہ کچھ عرصے سے نوٹ کر رہیں تھیں کہ اس کا لہجہ ان کے ساتھ گستاخ ہوتا جا رہا ہے مگر سمجھنے سے قاصر تھیں کہ کس وجہ سے۔

اسی لہجے مین جس کی آپ نے مجھے تربیت دی ہے "آپ پر زور دیتی وہ اور بھی تلخی سے بولی اور اپنی بات کہہ کر وہاں ٹھہری نہیں۔ جس" تیزی سے آئی تھی اسی تیزی سے نکل گئی۔

جب کہ وہ پیچھے اس کے انداز پر حیران پریشان تھیں۔

اسی شام خبیب کے دوست کو انکار بھجوا دیا

وہبہ بیٹے میں نے لنچ بنا دیا ہے تم لے جانا کل بھی نہیں لے کر گئیں تھیں "وہ جو تیزی سے کچن مین آکر ڈائننگ ٹیبل پر سے ایک سلائس اٹھا کر جلدی جلدی سلائس پر مارجرین لگا رہی اور ساتھ ہی کھڑے کھڑے دودھ کا گلاس پینے میں مگن میں تھی۔ اس نے خدیجہ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور بے تاثر چہرے کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا۔

ہبہ "ان کی پکار پر اس نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا۔ "

مجھے اس انداز سے بلانے کا اختیار میں نے کبھی بھی آپکو نہیں دیا۔ آنٹی۔۔۔ "وہ چیخ کر بولی اندر آتا خبیب اسکے انداز پر ٹھٹھک کر"

دروازے پر ہی رک گیا۔

آئندہ میرے لئے یہ سب تردد کرنے کی ضرورت نہیں میری اماں نے مجھے بہت سے پیسے دئیے ہوئے ہیں کچھ بھی کھالوں گی۔ان" سب دکھاوؤں کی مجھے نہ تو کبھی ضرورت رہی تھی اور نہ ہی اب ہے۔"غصے سے ان کی جانب ایک نظر دیکھ کر وہ دروازے کی جانب مڑی تو اس میں استعادہ خبیب کو دیکھ کر اور بھی غصے سے کھول گئی۔تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی جہاں وہ پھیل کے کھڑا تھا۔

ایکسکیوزمی راستہ چھوڑ کے کھڑے ہوا کریں آپ اکیلے اس گھر میں نہیں رہتے کہ جب جہاں دل چاہے کھڑے رہیں"ایک ایک لفظ چبا" کر بولتی وہ خبیب کو بھی غصہ دلا گئی۔رستہ چھوڑتا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ آندھی طوفان کی طرح وہاں سے چلی گئی۔

اس نے سر جھٹکتے جیسے ہی خدیجہ کی جانب دیکھا انہیں آنسو بہاتے پایا۔

افوہ چچی آپ بھی کس خبطی کی باتوں کو دل پر لے لیتی ہیں"وہ انکی جانب بڑھا اور آہستہ سے انہیں اپنے ساتھ لگاتے وہبہ کے لفظوں کے" نشتر کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ تو ہے ہی غصے کی تیز پلیز آپ اسکی باتوں کو دل پر نہ لیا کریں۔دادو نے کچھ زیادہ ہی اسے سر پر چڑھا دیا ہے"اس نے انکے آنسو صاف" کرتے انہیں تسلی دی۔اسے اپنی یہ چچی بہت اچھی لگتی تھیں ملنسار سی،سب کے دکھوں پر ان کا مداوا کرنے والیں۔مگر ہر وقت وہبہ اور رقیہ بیگم کے غصے کا نشانہ بنی رہتیں۔

پتہ نہیں یہ کب میری محبتوں کو محسوس کرے گی"انہوں نے آنسو پونچھتے کس قدر حسرت سے کہا۔خبیب کا دل کیا ابھی اور اسی وقت" جا کر اس مغرور لڑکی کا دماغ ٹھکانے لگا دے جو انہیں نجانے کس بات کی سزا دیتی تھی۔

مان لے گی آپ بس اللہ پر یقین رکھیں اور پلیز اب مجھے اپنے بیٹے کو تو کچھ پوچھ لیں کہ بیٹی کے غم میں مجھے بھوکا رکھنا ہے۔"اس نے" جلدی سے ان کا دھیان اپنی جانب لگا کر وہبہ کی تلخیوں کا اثر بھلانے کی کوشش کی اور وہ بہل بھی گئیں۔

ارے کیوں نہیں میری جان بیٹھو نا"وہ تیزی سے چولہے کی جانب مڑتیں اس کے لئے ناشتہ بنانے لگیں۔"

یار جلدی کرو بھائی ہمیں آئسکریم کھلانے لے جا رہے ہیں"نیہا تیزی سے اس کے کمرے میں آتے ہوئے بولی جو اپنا کل کا لیکچر بنانے" مین مگن تھی۔

تم لوگ جاؤ مجھے نہیں جانا"وہ سپاٹ چہرہ لئیے بولی۔وہ کبھی بھی اب خبیب کے منہ سے نکلنے والے وہ نفرت بھرے انداز نہیں بھول سکتی"

تھی۔ جو پہلے کزن ہونے کے ناطے وہ اسے تھوڑا بہت مارجن دے دیتی تھی اب تو اس کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

یار تم نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرور الگ رکھنی ہوتی ہے۔ اٹھو بس مجھے نہیں پتہ" نیہا نے اسے زبردستی اٹھانے کی کوشش کی۔ "

کیا مصیبت ہے جب میں نے کہہ دیا کہ نہیں جانا تو نہیں جانا۔۔ بخش دو مجھے اور چھوڑ دو میرے حال پر" یکدم وہ روتے ہوئے واش" روم میں بند ہو گئی۔ نیہا تو اسکے تیور دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ جب سے اس رشتے کی بات ہوئی تھی تب سے وہبہ بجھ کر رہ گئی تھی۔ آخر ایسا کیا ہوا ہے کہ وہ ان سب سے چھپا رہی ہے۔ وہ جو ایک دوسرے کی ہر بات سے واقف ہوتی تھیں اب تو جیسے اسے جاننے سے قاصر تھیں۔ ایک عجیب سا شیل اس نے اپنے گرد بنا لیا تھا۔

وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

گھنٹے بعد سب کی واپسی ہوئی تو اب کی بار فارا اس کے کمرے مین آئی۔ نیہا اسے بتا چکی تھی کہ وہبہ نے اسکے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا ہے۔ لہذا اب اس مین دوبارہ اس کے پاس جانے کی ہمت نہین تھی۔

وہبہ یار ہم لوگ تمہارے لئیے آئسکریم لائے ہیں تم جا نہیں سکتی تھیں مگر کم از کم اب گھر میں تو کھا سکتی ہونا" وہ لوگ جانتے تھے کہ " اسے آئسکریم سے عشق ہے۔ جتنی مرضی ٹھنڈ ہوتی وہ آئسکریم کبھی نہیں چھوڑتی تھی۔

میں نے تم لوگوں کو کہا تھا کہ میرے لئیے لاؤ" تیز نظروں سے اس نے فارا کو دیکھا۔ "

کیا ہو گیا ہے یار اتنی خونخوار کیوں ہو رہی ہو۔ کیا تم اس لڑکے کو دل دے بیٹھی تھیں" فارا نے اپنی طرف سے مذاق کر کے اس کو نارمل" کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ کیسا آتش فشاں پھٹے گا۔

میری جوتی کی نوک پر وہ شخص بلکہ ہر لڑکا۔ آئندہ یہ گھٹیا مذاق کیا نا تو میں کسی کا بھی لحاظ نہین کروں گی اور تمہارا ابھی منہ توڑ دوں گی۔ یہ" آئسکریم کون لایا ہے میرے لئیے" وہ جو ابھی تک بیڈ پر بیٹھی کتابیں پھیلائی بیٹھی تھی۔ فارا کی بات پر غصے سے نوٹس اٹھا کر کارپٹ پر پھینکتی حلق کے بل چیختی اس کے مذاق کا جواب دے کر آخر مین استفسار کیا۔

ہبہ "وہ تو اس کے انداز دیکھ کر صدمے کا شکار ہو گئی۔ "

جو پوچھا ہے اس کا جواب دو" اپنی لال انگارہ آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑتے دوبارہ اس سے پوچھا"

بھائی۔۔۔ خبیب بھائی" فارا کے اتنا سا کہنے کی دیر تھی وہ آندھی طوفان کی طرح کمرے سے نکلی پہلے فریج کی جانب گئی۔ سامنے ہی کارنیٹو" پڑی نظر آ گئی۔

وہ غصے سے اسے ہاتھ میں دبوچے خبیب کے کمرے کی جانب بڑھی۔ غصے میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ دروازے پر نوک ہی کر لیتی۔

وہ جو نائٹ بلٹ آن کئے بیڈ میں کمفرٹر لئے لیٹا موبائل پر میسجز چیک کر رہا تھا۔ ویسٹ اور ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا۔ اسے طوفان کی طرح اندر آتے دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھا۔ شکر تھا کا شرٹ پاس ہی رکھی تھی۔ جبکہ وہ اپنے غصے کی وجہ سے کسی اور چیز پر دھیان دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

"کس خوشی میں آپ نے یہ مہربانی کی ہے مجھ پر" غصے سے کارنیٹو لہراتی وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سرد لہجے میں بولی۔

خبیب ناگواری سے اسکی جانب دیکھتا ہوا اٹھا شرٹ پہنی پھر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے ناک کرتے ہیں مگر آپکو تو تمیز چھو کر نہیں گزری۔ اور رات کے اس پہر چاہے کوئی لڑکا آپکا کزن اور بہت شریف ہو پھر بھی اسکے کمرے میں نہیں جاتے۔۔ مگر آپ نے تو بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑنے کا ٹھیکا لیا ہوا ہے۔ رہ گئی بات اس آئسکریم کی تو مین نے اپنی بہنوں کے مجبور کرنے پر لی تھی۔ آپ جیسیوں پر مجھے اپنے پیسے ضائع کرنے کا شوق نہین" اپنی گھمبیر آواز میں دھیمے مگر طنزیہ لہجے میں بولتا وہ اسے اچھی طرح جتا گیا کہ وہ اسے کیا سمجھتا ہے۔

"آپکی حرام کمائی کھانے کا مجھے بھی کوئی شوق نہیں اور میرے بارے میں کس حد تک گری ہوئی سوچ آپ رکھتے ہیں یہ بتا کر آپ نے یہ ضرور ثابت کر دیا ہے کہ آپ جیسوں کا تعلیم بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اس سوغات کو اپنے ہی جیسی گھٹیا عورتوں پر ضائع کی جئیے گا" کاٹ دار لہجے مین کہتی وہ کارنیٹو اسکے منہ پر مار کر کمرے سے جانے لگی مگر اسکی اس حرکت پر وہ ایک جست میں اسکی طرف بڑھتا جارحانہ انداز میں اس کا بازو تھام کر اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔ وریبہ تو اس حرکت پر بھونچکا رہ گئی۔

"اس حرکت کا جواب مین بہت اچھے سے آپکو دے سکتا ہوں مگر میری ماں کی تربیت نے مجھے ہر حال میں عورت کی عزت کرنی سکھائی ہے چاہے وہ کوئی کوٹھے والی ہو۔۔۔ یا آپ جیسی اخلاق سے گری ہوئی" جبڑے بھینچے وہ اسے کس کے ساتھ ملا گیا تھا اور کس تربیت کا طعنہ دے گیا تھا۔

"میری تربیت پر حرف اٹھانے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ میری تربیت اسی عورت نے کی ہے جس نے آپکی باپ کی تربیت کی ہے" اس کے خیال میں اس نے خبیب کا دماغ اچھی طرح اس بات سے ٹھکانے لگا دیا تھا۔

"ہاں مگر انہی کے بے جا لاڈ پیار نے آپکو چھوٹ دی ہے کہ ہر جگہ انکی تربیت پر سوالیہ نشان اٹھائیں۔ خود کو اشتہار بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں" جس بات کا طعنہ وہ دے رہا تھا اسے اچھی طرح سمجھ آ گیا تھا۔

میں آپ کی ذمہ داری نہیں کہ آپ مجھ پر اس طرح کے کوئسچنز اٹھاتے پھریں۔اندھے دوستوں سے دوستی کیا کریں یا پھر انہیں گھر کے" باہر ہی رکھا کریں۔اور میری بے باکی پر تو بڑے لیکچر دے رہے ہیں اپنی بہنوں کو کیا برقعہ میں لے کر باہر جاتے ہیں "اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑاتے وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر استہزائیہ مسکراہٹ اس پر اچھالتے ہوئے بولی۔

نہین کیونکہ انہیں اپنی حدود پتہ ہیں۔ "نجانے اسے کیا پرخاش ہو گئی تھی وہبہ سے۔ "

تو مجھے کب کسی کے ساتھ ڈیٹ مارتے دیکھا ہے یا کسی کو گھر تک لاتے دیکھا ہے "وہ دانت پیس کر بولی۔ "

"وہ بھی کسی دن ہم دیکھ لیں گے جو آپکے حالات ہیں ابھی ایک آیا ہے کل کو نجانے اور کتنے آئیں گے"

یہ آپکا مسئلہ نہیں "اس نے دوبدو اسکی بات کا جواب دیا۔ "

جب تک آپ اس گھر سے جڑی ہیں یہ ہم سب کا مسئلہ ہے "وہ بھی اسے زچ کرنے کی ٹھان چکا تھا۔ "

اور یہ گند صاف کریں میرے بیڈ پر سے۔۔۔بیڈ شیٹ بھی چینج کریں "وہ اسکی توجہ اس پگھلی ہوئی آئسکریم کی جانب دلا کر بولا جواب" اسکے بیڈ کا نقشہ بدل رہی تھی۔

نوکر نہیں ہوں آپکی "تڑخ کر اس کی بات کا جواب دیتی وہ پھر سے جانے لگی کہ اس نے دوبارہ اسکی کلائی پکڑ کر اب کی بار مروڑی۔ "

میں آپکو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ اپنی نوکرانی کا درجہ دوں۔۔۔اسے صاف کریں نہین تو اس کمرے مین لاک کر کے چلا جاؤں گا۔" پولیس والا ہوں لوگوں کو سیدھا کرنے کے ہزاروں طریقوں سے واقف ہوں مجبور نہ کریں کہ آپ پر آزماؤں "اسکے لہجے اور ہاتھ کی سختی پر اس کا دل کیا اس بندے کا منہ توڑ دے۔

ہاتھ چھوڑیں میرا، جانتی ہوں وحشی ہیں آپ مجھے بار بار بتانے کی ضرورت نہیں "ٹیڑھی نظروں سے اپنے پیچھے کھڑے خبیب کو دیکھ" کر بولی۔

تو پھر اس وحشت کو باہر آنے سے پہلے انسانوں کی طرح سب ٹھیک کر کے جائیں میں واش روم میں جا رہا ہوں باہر آؤں تو سب صاف" ہو اور آپ کا چہرہ مجھے یہاں نظر نہ آئے اور اگر یہاں سے کچھ صاف نہیں ہوا تو یاد رکھنا میں آپکے کمرے میں آکر آپکو اٹھا کر دوبارہ یہاں لاؤں گا چاہے اسکے نتائج کچھ بھی ہوں "کہتے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑتا وہ واش روم میں بند ہو گیا۔ جس قسم کے اسکے عزائم تھے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔اتنا گھٹیا اور بلیک میلر ہو گا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی جلدی سے الماری کی جانب بڑھی کھولتے دماغ سے سارا کچھ ٹھیک کیا مگر دل بار بار کچھ ایسا کرنے پر اکسا رہا تھا کہ اس سب کا بدلہ پورا ہو جائے۔ہاتھ چلاتے ساتھ ساتھ دماغ بھی تیزی سے کام کر

رہا تھایکدم اس کے موبائل پر نظر پڑی تو تیزی سے اٹھا کر موبائل نیچے رکھااور تیزی سے جوتی اس پر ماری کہ اسکرین پر جگہ جگہ لکریں پڑ کر وہ ٹوٹ گئ۔ خود کو غائبانہ تھپکی دیتے اس نے موبائل اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں رکھااور گندی شیٹ ہاتھوں میں اٹھائے تیزی سے باہر نکل۔

نکلتے ساتھ ہی یاہو کا خاموش نعرہ ہوا کے سپرد کیا۔اسے لگا جیسے دل میں ٹھنڈ پڑ گئ ہو اب۔

تیزی سے کمرے میں جاکر دروازہ لاک کیا۔

خبیب جس وقت واش روم سے باہر آیا وہ جاچکی تھی اور دوسری بیڈ شیٹ سلیقے سے بچھی ہوئ تھی۔

وہ دل میں خوش ہوتا دروازہ بند کر کے بیڈ پر لیٹا۔ پھر کچھ یاد آنے پر موبائل ڈھونڈنے لگا ادھر ادھر بیڈ سائیڈ ٹیبلز پر دیکھا۔ تشویش ہوئ کہ کہیں وہ نہ اڑا کر لے گئ ہو۔ جیسے ہی دراز کھولی تو الٹا پڑا ہوا موبائل نظر آیا۔ سکھ کا سانس لیتے جیسے ہی اسے پکڑ کر سیدھا کیا اسکی چکنا چور اسکرین دیکھ کر غصے سے مٹھی بھینچی۔ دل تو کیا ابھی جاکر اس کا دماغ ٹھکانے لگادے پھر ضبط کر کے کچھ سوچتا ہوا وہ لیٹ گیا۔

اگلے دن ناشتے کی میز پر وریبہ کا ٹکراؤ خبیب سے ہوا مگر اسے انتہائ نارمل دیکھ کر پہلے تو وہ حیران ہوئ۔ کیونکہ اسکے غصے سے گھر میں سب ڈرتے تھے۔ مگر اس وقت وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے کل رات کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ حالانکہ وہ اپنی چیزوں کے بارے مین بہت پوزیسیو تھا کسی کو اپنی چیزوں کو ہاتھ نہین لگانے دیتا تھا۔ اسی لئیے وریبہ کا حیران ہونا بنتا تھا۔ مگر پھر یہ سوچ کر خوش ہوئ کہ یقیناّ اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ وریبہ سے پنگا لینے کا انجام کیا ہے۔ دل میں خوش ہوتی وہ جلدی جلدی ناشتہ کرتی اپنی فائل موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھاتی باہر کی جانب نکلی۔ ابھی لان کی سیڑھیوں پر ہی پہنچی تھی کہ پیچھے سے کسی نے بہت تیزی سے آکر اس سے پہلے سیڑھیاں اترتے اس کا رستہ روکا۔

خبیب کو اپنے سامنے دیکھ کر اسکی تیوریاں چڑھیں۔ جو فل یونیفارم میں خوبرو لگ رہا تھا۔ مگر وریبہ کو اس وقت کسی زہر سے کم نہیں لگا تھا۔

پیچھے سے وار کرنے والوں کو میری لغت میں بزدل کہتے ہیں مزہ تو تب ہے جب سامنے سے بہادروں کی طرح بدلہ لیا جائے۔۔۔" ایسے۔۔۔" وہ جو ابھی اسکی بات کو پوری طرح سمجھ نہیں پائ تھی۔ یکدم خبیب نے اس کا موبائل اسکے ہاتھ سے جھپٹا اور زور سے سیڑھیوں پر دے مارا۔۔

آئندہ مجھ سے بدلہ لینے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔ میں اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔اس معاملے میں کافی بخیل ہوں"اسے" وارن کرتا گہری نظروں سے اسے دیکھتا وہبہ کو حیران چھوڑ کر آنکھوں پر گاگلز لگاتا ایک شان سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

گاڑی گیٹ سے نکالتے ہوئے بھی وہ ایک نظر اسے دیکھنا نہیں بھولا تھا جو اپنے چکنا چور موبائل کو حسرت سے دیکھ رہی تھی۔

پہلے بھی ان کے درمیان لڑائیاں ہوتی تھیں مگر اس حد خبیب کبھی نہیں آیا تھا۔ نجانے یکدم اسے کیا ہوا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ تو اکثر اسے اس سے بھی زیادہ زچ کر دیتی تھی۔یہاں تک کہ اسکی سی ڈیز خراب کرنا۔۔اسکی شرٹس کو قینچی سے کاٹ دینا اور بھی نجانے کیا کیا مگر اس نے کبھی وہبہ کو اس طرح کے نہ تو طعنے دیا تھے جیسے کل رات بے باک اور بے شرم ہونے کے۔ تو پھر اچانک سے یہ سب کیوں؟؟

میری سمجھ سے باہر ہے اماں آپکو ہو کیا گیا ہے آخر"کل ہی حسنہ سے انہیں پتہ چلا کہ رقیہ بیگم نے وکیل کو بلا کر کس کو کیا کیا حصے دئیے" ہیں۔ابرار ملک جو کہ رقیہ بیگم کے شوہر تھے۔ اچانک ہونے والے ہارٹ اٹیک نے انکی جان ہی لے لی اتنا بھی موقع نہ مل سکا کہ اپنے سامنے اپنے بچوں میں جائیداد کا بٹوارہ کرتے۔ رقیہ بیگم کی بھی طبیعت کچھ دنوں سے ناساز تھی انہوں نے وکیل کو بلا کر اپنی اس ذمہ داری کو پورا کیا۔ سب بچوں میں برابر کی جائیداد بانٹ کر جس کا جتنا حصہ بنتا تھا وکیل کو پیپرز تیار کروانے کا کہا اور اپنے حصے کی جائیداد وہبہ کے نام کر دی۔ وہ ہمیشہ اسے اپنی چھوٹی بیٹی کہتی تھیں تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اسے اس جائیداد میں سے کچھ نہ دیتیں۔ بھائیوں کو تو نہیں ہاں بہنوں کو یہ سن کر بہت غش چڑا کہ ایک ہی بھائی کے پاس دو دو حصے چلے جائیں گے۔ آخر تو وہ بیٹی فراز صاحب کی ہی تھی اس لحاظ سے رقیہ بیگم کا حصہ جو وہبہ کو ملتا تو وہ بھائی دو حصوں کا دعویدار ہو جاتا۔

پیسہ چیز ہی ایسی ہے جو رشتوں کی حقیقت کو ختم کر کے صرف ہوس اور لالچ کو بیچ میں لے آتی ہے۔ان بہنوں کے دل مین بھی ایسا ہی لالچ اور حسد جاگا تھا اور پھر وہ بھائی جس سے انہیں ویسے بھی پر خاش تھا۔ جس کی بیوی کو انہوں نے ہمیشہ نوکر ہی سمجھا تھا۔اور جب رقیہ نے اسی بھائی کی بیٹی کو گود لے لیا تب بھی وہ سب ماں کو بہت بول کر گئیں۔ پھر سوچا کہ چلو شادی ہو جائے گی تو چلی جائے گی یہاں سے مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ جس ماں کی محبت مین وہ حصے دار بنی تھی ان کی جائیداد میں بھی حصے دار بن جائے گی۔ان کی نفرت وہبہ سے کچھ اور بڑھ گئی۔

کیا کر دیا ہے اب میں نے"وہ جو بیڈ پر لیٹیں رضائی اوپر تک لئے اخبار پڑھ رہیں تھیں۔اس پر سے نظر ہٹا کر اپنی بیٹی کے چہرے پر نگاہ" ڈالی جس پر شکایت اور ناگواری دونوں جذبات موجود تھے۔

آپ نے اس چڑیل کی بیٹی کو اپنا حصہ دے دیا" وہ لوگ خدیجہ کو ہمیشہ ایسے ہی ناموں سے بلاتی تھیں۔ "

وہ صرف اس بدذات کی اولاد نہیں میرے بیٹے کی اولاد ہے اور پالا میں نے ہے اسے " انہوں نے جیسے ثمینہ کو یاد دلانا چاہا۔ "

ہاں تو بس ٹھیک ہے ناپال لیا اب اتنی مہربانیان کرنے کی کیا ضرورت ہے " وہ نفرت سے بولیں۔ "

کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو تمہارے حصے مین سے تو اسے نہیں دیا اپنے حصے میں سے دیا ہے نا " انہوں نے حیرت سے بیٹی کے منہ کے " بگڑے زاویئے دیکھے۔

اور ویسے بھی میں نے اسے اپنی بیٹی کی طرح ہی پالا ہے تو پھر میں کیوں نہ اسے حصہ دوں۔۔ بس اب اس معاملے مین میں مزید کوئی " بات نہ سنوں " انہوں نے حتمی انداز مین کہہ کر نظریں واپس اخبار کی جانب کیں۔

اچھا اسکی شادی کب کرنی ہے آخر اسی طرح وہ رشتوں سے انکار کرتی رہی تو ساری عمر کیا یہیں بیٹھی رہے گی۔ بیٹی بنایا ہے تو ہماری طرح " اسے بھی چلتا کریں اب۔ ہماری تو چھوٹی عمروں مین شادیاں کر دیں وہ بائیس سال کی ہو کر بھی یہیں دندناتی پھر رہی ہے " ان کے لہجے مین چھپا حسد اور نفرت کم نہیں ہو پا رہے تھے۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ سب وہبہ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں رکھتیں یہ تو ان کا فیصلہ تھا اسے اپنے پاس رکھنے کا۔

کوئی اچھا رشتہ آئے گا تو کر دیں گے۔ " انہوں نے پھر بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔ "

میری ایک فرینڈ ہے وہ آج کل اپنے بیٹے کے لئے رشتہ ڈھونڈ رہی ہے بہت کھاتے پیتے ہیں ہم سے بھی کہیں زیادہ اپنا بزنس ہے " لڑکا بھی اچھا اور شریف ہے۔ کہیں تو میں لے آتی ہوں کسی دن مگر اس اڑیل کو پہلے سمجھا لیجیئے گا مین کوئی بدمزگی نہیں چاہتی اپنی دوست کے سامنے " وہ ماں کے کان میں بات ڈال کر مطمئن ہو گئیں۔ رقیہ بیگم بھی اسکی شادی کی وجہ سے پریشان تھیں۔ اور وہ تھی کہ اسے کوئی پرواہ نہیں تی بس ایک ہی رٹ رہتی کہ میں نے شادی نہیں کرنی۔

انہوں نے ثمینہ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس ہنکارا ابھرا۔ جس کا مطلب تھا کہ انہیں بات ناگوار نہیں گزری اور وہ اس پر سوچیں گی۔

جب میں نے آپکو کہہ دیا ہے کہ مجھے کہین بھی اور کسی سے بھی شادی نہین کرنی تو پھر وہی بات بار بار کر کے آپ لوگ مجھے کیوں " فرسٹریٹ کرتے ہیں " اسی رات رقیہ بیگم نے وہبہ کو کمرے مین بلا کر ثمینہ والے رشتے کی بات کرنی چاہی مگر وہ تو سنتے ساتھ ہی ہتھے سے اکھڑ گئی۔

کیوں نہیں کرنی شادی مسئلہ کیا ہے" انہوں نے زچ ہوتے ہوئے پوچھا آج پہلی مرتبہ انہیں لگا کہ اس کی ہر بات مان مان کر انہوں نے اسے خود من مانیاں کرنے کی چھوٹ دی ہے۔

بس مجھے نہین کرنی تو نہیں کرنی کوئی زبردستی ہے کیا مجھے دلچسپی ہی نہیں اس رشتے میں اور جس میں دلچسپی نہ وہ کام انسان کو کرنا ہی نہیں چاہئیے" وہ انہیں سبق پڑھا رہی تھی آج جسے انہوں نے ساری زندگی سبق پڑھائے تھے۔

بغیر وجہ کے تو میں تمہیں یہ سب حماقت نہیں کرنے دے سکتی" ان کی بات پر وہ بغیر کوئی جواب دیئے کمرے سے یہ جا وہ جا ہو گئ۔" انہوں نے غصے سے ہاتھ میں پکڑی کتاب کو بیڈ پر پٹخا پھر کچھ سوچ کر ثمینہ کو فون کر کے وہ بیہ کاری ایکشن بتایا۔

میں اور حسنہ کل خود آتے ہیں اور اس سے بات کرتے ہیں آپ پریشان نہ ہوں" انہوں نے ماں کو تسلی دلائی۔ جبکہ دل میں وہ اچھا خاصا" تلملائیں۔ اس کی زبان درازی کو وہ جانتی تھیں کہ وہ کسی کا لحاظ نہیں رکھتی۔ منہ پر بات کرنے والون میں سے ہے۔ پھر بھی انہوں نے یہ بیڑا اٹھا لیا تھا۔

اگلے دن کالج سے آتے ہی اسکی رقیہ بیگم کے کمرے میں حاضری تھی۔

سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ثمینہ نے پوچھا جو اس وقت بلیک جینز پر مسٹرڈ کرتا پہنے اسی رنگ کا کیسی ہو" ناقدانہ نظروں" اسکارف نمہ دوپٹہ گلے میں ڈالے انکے سامنے کھڑی تھی۔ عام لڑکیوں کی طرح چہرے کو رنگنے کی اس نے کبھی خواہش نہیں کی تھی نہ اسے ضرورت تھی۔ کوئی بہت سرخ و سپید رنگ نہین تھا گندمی سا رنگ تھا ہاں مگر نقش اللہ نے بہت جاذب نظر دئیے تھے جو ایک عجیب سی کشش لیئے ہوئے تھے۔ دیکھنے والے چونکتے ضرور تھے۔

الحمد اللہ بالکل ٹھیک" اس نے اپنے مخصوص لاپرواہ مگر کسی قدر بے تاثر لہجے مین جواب دیا۔ ان کی جانب متوجہ ہونے کی بجائے بیڈ کی" پائنتی پر بیٹھی وہ رقیہ بیگم کے پاس رکھی کتاب اٹھا کر اسکے صفحے ادھر ادھر کرنے لگی۔ اس کے اس لاپرواہ اور کسی قدر ہتک آمیز انداز نے ان دونوں کے غصے کا گراف بڑھا دیا۔

تم نے آخر اماں کو اتنا پریشان کیوں کیا ہوا ہے۔ اب اتنی ننھی نہین ہو تم کے گھر آئے ہر رشتے کو ٹھکراتی جاؤ۔ اچھی بھلی سمجھدار ہو اور کسی" حد تک آزاد خیال بھی تمہیں تو ہم سے بھی زیادہ پتہ ہو گا کہ اس طرح رشتے ٹھکراتے جاؤ تو تم جیسی عقل کی مالک لڑکیاں پھر ساری عمر گھروں پر ہی بیٹھی رہتی ہیں" جس انداز میں ثمینہ نے بات کی وہ رقیہ بیگم کو بھی ناگوار گزرا تھا۔

ثمینہ "انہوں نے تنبیہی انداز مین انہیں ٹوکا۔ "

پلیز اماں اس کے معاملے میں آپ نے ہمیشہ ہمین چپ کروا کر اسے کھلی چھوٹ دی ہے مگر اب اور نہیں۔اس کو نہیں پتہ اسکی بے جا" ضد سے ہماری بیٹیوں کی زندگیوں پر بھی اثر پڑے گا۔ظاہر ہے جب لوگ ہم سے پوچھتے ہین کہ اسکی شادی آپ لوگوں نے ابھی تک کیوں "نہیں کی تو ہم جس قدر شرمندگی سے دوچار ہوتے ہیں وہ ہم ہی جانتے ہیں۔آخر کو یہ ہمارے خانداں کا حصہ ہے۔۔۔۔

ایک منٹ ایک منٹ "حسنہ جو منہ میں آیا آج بول رہیں تھیں۔وہبہ نے ناگواری اور تلخی سے انکو بیچ میں روکا۔ "

ناتو میں آپکی ذمہ داری ہوں اور نہ ہی آپکو میرے لئے اتنی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔میں اماں کی ذمہ داری ہوں لہذا اس موضوع" پر میں اس گھر کے کسی بندے سے کوئی بات کرنا پسند نہیں کرتی۔آپ لوگ اپنا ٹائم ویسٹ مت کریں۔شادی کی عمر نکل بھی گئی تو آپکے در پر نہیں آکر بیٹھ جاؤں گی۔اپنا کھاتی کماتی ہوں کسی کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں نہ ہونی چاہئے" کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ کر جانے لگی۔

ہاں بس اسی بات کا غرور ہے نجانے دل مین کیا ہے جو ہر رشتے سے منع کرتی پھرتی ہے۔کیا پتہ کوئی چکر۔۔"حسنہ کی بات پر وہ غصے سے" بل کھا کر مڑی۔آپ کی "آپکی بیٹی بھی باہر جاتی ہے وہ بھی کیا باہر جا کر چکر چلاتی ہے۔میں تو اسکے پاسنگ بھی نہین بقول آپکے مجھے تو کوئی ایک سے دوسری مرتبہ نہ دیکھے آپکی بیٹی تو حسینہ عالم ہے نا کتنے اس نے پیچھے لگوائے ہوئے ہیں"۔

بکواس بند کرو" وہ غصے سے کہتے اپنی کرسی سے اٹھیں۔ "

"میں بکواس بند کروں اور آپ شروع کرتی رہیں"

وہبہ کیا ہو گیا ہے اور حسنہ تم یہ بات کرنے آئی ہو تم لوگ "رقیہ بیگم تو دونوں کے تیور دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ "

تو پوچھیں اس سے کے کس کے پیچھے ہر ایک کو نہ کرے جا رہی ہے شریف لڑکیوں کے یہ چالے نہین ہوتے کہ ایسی باتوں مین بھی" بڑوں کے دوبدو آئیں اور بس ایک انکار کی رٹ پکڑ لیں "ثمینہ بھی اب کی بار میدان میں آئیں۔

آپ جیسی سطحی ذہنیت کے لوگ بس یہی سوچ سکتے ہیں "اس نے تاسف سے کہتے ان دونون کی جانب دیکھا۔ "

وہبہ بس تمہارا لہجہ بہت گستاخ ہوتا جا رہا ہے "رقیہ نے اب کی بار برا مناتے اسے ٹوکا۔ "

اور یہ جو یہاں مجھ پر تہمت لگا رہی ہیں۔وہ آپکو نظر نہیں آتا۔۔۔کتنے لڑکے میرے پیچھے لگ کر اس گھر میں آئے ہیں یا کتنی مرتبہ" انہوں نے مجھے لڑکوں کے ساتھ پکڑا ہے۔جس کا دل کرتا ہے اٹھ کر میرے کردار کے بخیے ادھیڑنے لگ جاتا ہے۔نہین کرنی مجھے شادی

اپنی پیٹیون کی فکریں کریں یہ" وہ تو گویا پھٹ پڑی۔

دیکھا آپ نے ایسے ہی لڑکیاں بے باک نہیں ہو جاتیں کوئی ہوتا ہے جس کے بل پر بولتی ہیں جیسے اسکی ماں۔۔وہی چلن ہیں۔۔"حسنہ کی" بات نے اسے سن کر دیا۔اس ماں کا طعنہ دے گئیں تھیں جس کی ممتا کو اس نے کبھی محسوس بھی نہیں کیا تھا۔اور اب بات اسکی ذات سے بڑھ کر اسکے خون پر آ گئی تھی۔یہاں وہ بے بس ہو گئی تھی ہر ضد لمحوں میں دم توڑ گئی تھی۔

دیکھا کیسے چپ کی ہے اب کرے ناں اپنا دفاع"حسنہ نے فاتحانہ نظروں سے بہن کو دیکھتے رقیہ کو کہا۔"

وہ جانتی ہی نہیں تھیں کہ اسکے لفظوں نے کیسے کیسے درد نہیں جگائے تھے جنہیں وہ پچھلے دو تین سالوں سے دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔آج اسی لمحے میں دل میں بہت شدید درد جاگا تھا۔

یکدم سر نیچے کرتے اس نے اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کی۔

جہاں چاہے شادی کر دیں"ہارے ہوئے جواری کے سے لہجے میں کہتی وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ "

اور ان دونوں نے اسکے اس انداز پر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرتے شکر کا کلمہ پڑھا۔

بس اتنی سی بات تھی۔آپ اسکی بے جا ضد کے آگے ہتھیار ڈال رہی تھیں تو کیسے نہ اسکا دماغ آسماں پر جاتا۔ایسے بچے محبت سے نہیں" سختی سے بات مانتے ہیں جو آپ نے اس کے معاملے میں کبھی نہیں کی۔"ثمینہ کے کہنے پر انہوں نے ایک نظر انہیں دیکھ کر لڑکے والوں کو لانے کی بابت دن طے کرنے لگیں۔

اور پھر وہ نہیں جانتی تھی کہ کون رشتہ لے کر آیا۔۔کس نے اسے دیکھا۔۔کب رشتہ طے بھی ہو گیا۔۔اس نے ہر چیز سے اپنا دل، دماغ حتیٰ کہ آنکھیں بھی بند کر لیں تھیں۔وہ چند لفظوں کی پاداش میں اپنے خون کو سوالیہ نشان نہیں بنانا چاہتی تھی۔اس عورت پر ایک حرف نہیں آنے دینا چاہتی تھی جس نے اسے پیدا کیا۔

منگنی کے دن وہ لائٹ پرپل اور سی گرین لانگ شرٹ اور چوڑی دار پاجامے میں دلہن کے روپ میں سوگوار سی ہر کسی کو مبہوت کئے دے رہی تھی۔ منگنی کا انتظام انکے گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔گھر کے ہی زیادہ تر لوگ تھے تو ارینجمنٹ اچھا ہو گیا تھا۔لڑکے والوں کی طرف سے لڑکے کے کچھ دوست اضافی تھے۔

اسے نیچے سب کے درمیان لے جانے سے پہلے فراز صاحب پہلی مرتبہ اسکے کمرے میں آئے۔

مجھے اس سے کچھ بات کرنی ہے۔"انہوں نے سب کو کمرے سے جانے کا اشارہ کیا۔سب باری باری جا چکی تھیں۔ "

وہ اپنی بیٹی کا یہ حسین روپ دیکھ کر آبدیدہ ہو گے۔کب وہ اتنی بری ہو گئ تھی انہیں تو پتہ بھی نہ چلا وہ شدت جذبات سے آگے بڑھ کر پہلی مرتبہ اسکے سر پر ہاتھ رکھنا چاہتے تھے کہ وہ یہ جیسے ہوش میں آئ اور ان کا ہاتھ سر پر رکھنے سے پہلے ہی تھوڑا سا پیچھے کھسک گئ۔

پلیز مجھے اس محبت کی عادت نہیں ہے اور نہ اب ضرورت "اس کی بات نے انہین گویا پاتال میں دھکیل دیا تھا۔ "

ان کا ہاتھ پہلو میں گرا۔انہیں لگا وہ اب کچھ کہنے کے قابل نہیں ہیں۔

انہوں نے بمشکل اپنے آنسوؤں کو پیتے ایک ہاتھ اسکی جانب بڑھایا جس میں کوئ چیک تھا۔

میں اور تو کچھ لے نہین سکا تو یہ تمہارا گفٹ ہے۔اللہ تمہیں بہت خوشیاں دے "انہون نے کہتے ساتھ اسے دعائیں دیں۔ "

وہ میرے نصیب میں نہیں نہ خوشیاں نہ محبتیں۔ہاں بس یہ پیسہ میرا نصیب ہے مگر اب مجھے اسکی بھی ضرورت نہیں میری ضروریات" اور خواہشات اتنی زیادہ ہیں ہی نہیں جن کو آپکے پیسوں کی ضرورت پڑے۔میرے لئے امان کا پیسہ بہت ہے۔آپ یہاں میرے کمرے میں آئے اس کے لئیے شکریہ۔"جس سرد انداز میں آنکھیں جھکائے اس نے انہیں حقیقت دکھائ تھی اسکی تکلیف بہت شدید تھی۔

وہ خاموشی سے کچھ بھی اور کہے بنا چلے گ ءے۔یہ بھی نہ دیکھا انکے سامنے مضبوطی کا مظاہرہ کرنے والی انکے جانے کے بعد آنسوؤں پر بندھ نہیں باندھ سکی

کچھ دیر بعد کزنز کے جھرمٹ میں وہ باہر لان میں آئ جہاں منگنی کے فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا۔اس نے نہ تو لڑکے کو دیکھا تھا نہ اسے کوئ دلچسپی تھی۔ہارون اچھی شکل صورت کا تھا۔جس لمحے اسے اسٹیج پر ہارون کے ساتھ بٹھایا گیا اس وقت کسی کی حسرت بھری نظروں نے اسکے سجے سنورے روپ کو دور سے ہی دیکھ کر اسکی بلائیں لیں تھیں۔اور یہ نظریں خدیجہ کے سوا بھلا کس کی ہو سکتی تھیں۔وہ اسکے پاس جانے کی ہمت نہیں رکھتیں تھیں۔جب اس نے باپ کی محبت کو کسی کھاتے میں نہیں رکھا تھا تو پھر وہ کیسے جا کر اسکے روپ کو پیار اور محبت سے چھوتیں بس وہ نظروں ہی سے اسکے روپ کو دل میں اتار رہیں تھیں اور اسکی ابدی خوشیوں کی دعا مانگ رہیں تھیں۔

یار لڑکی تو بڑی فٹ ہے "وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ اسکی سب حسیات بند ہو چکی ہیں اپنے قریب سے آنے والی ایک مردانہ آواز سن کر" چونکی۔

یہ آواز ہارون کے کسی دوست کی تھی جو انکے صوفے کے پیچھے کھڑا تھا۔اور جھک کر ہارون کے کان مین کہہ رہا تھا مگر آواز اتنی اونچی ضرور

تھی کہ وہبہ باآسانی سن سکتی تھی۔

فٹ نہیں ٹائٹ ہے "اور یہ اتنے قریب سے آنے والی آواز کسی اور کی نہین ہارون کی تھی۔ "

وہبہ کو تو یقین نہیں آیا کہ ایک لڑکا اپنی منگیتر کو اس گھٹیا انداز میں اپنے دوستوں کے ساتھ ڈسکس کر سکتا ہے۔

سن آج کی رات بک کرالے "ایک اور گھٹیا آواز آئ۔ "

ہاۓ اۓ کاش ایسا ہو سکتا مگر ممی بتارہیں تھیں بڑے دقیانوسی سے لوگ ہیں مگر یقین کر اسکا فگر دیکھ کر تو دل مچل گیا ہے۔۔"ہارون کی" گھٹیا گفتگو سن کر اسے لگا وہ اب ڈھے جاۓ گی اور ہوا بھی یہی یکدم اسے اتنی گھٹن محسوس ہوئ کہ وہ چہرہ ہاتھون میں دئیے رونے لگ گئ۔

خبیب جو تصویریں بنا رہا تھا سب سے پہلے اسی کی نظر اس پر پڑی۔ اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد سے اسکے چہرے کے تاثرات جتنی تیزی سے بدل رہے تھے وہ اسے مخمصے میں ڈال گۓ۔ اوپر سے ہارون کی وہبہ پر اٹھنے والی نظروں میں جو ہوس تھی وہ اسکی زیرک نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی۔

اسے وہ بہت عجیب سا بندہ لگا کچھ اسکے دوست بھی عجیب بے ہنگم تھے۔ کانون مین بالیاں بے شک سوٹڈ بوٹڈ تھے مگر شکلوں سے سب کے وحشت ٹپک رہی تھی۔

وہ اپنی لڑکیون میں سے کسی کو بھیجنے کی بجاۓ خود تیزی سے اسٹیج پر آیا۔

وہبہ کیا ہوا ہے "وہ تشویش سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "

ہارون نے بڑی ناگواری سے یہ .ں ظر دیکھا۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے یہاں سے لے جائیں "وہ اس وقت جس تکلیف سے گزر رہی تھی یہ بھی بھول گی کہ اپنے دشمن اول کو" اپنا حال سنا رہی ہے۔

اسکا متورم چہرہ دیکھ کر اس نے پاس کھڑی اپنی ماں کو آواز دے کر وہبہ کی جانب متوجہ کیا۔

یکدم ہلچل مچ گئ۔ جلدی جلدی منگنی کی رسم ادا کرے اسے واپس کمرے میں لے جایا گیا۔

کمرے مین بھی آکر اسکے رونے میں کمی واقع نہ ہوئ۔ سب پوچھ پوچھ کر تھک گۓ کہ آخر ہوا کیا ہے مگر اس نے بھی ہونٹوں پر پڑا قفل نہ توڑا۔ اب وہ مزید کسی بات کا بتنگڑ نہیں بنانا چاہتی تھی۔

ابھی اس منگنی کو گزرے چند دن نہین ہوئے تھے کہ لڑکے والوں کے گھر سے ڈیمانڈ آنے لگ گی کہ ہارون ویبہ سے ملنا چاہتا ہے۔

کیا آپ جانتی نہین ہیں کہ ہمارے یہاں یہ سب پسند نہین کیا جاتا۔ اگر اتنے ہی ایڈوانس تھے وہ لوگ۔۔ تو یہ رشتہ کرنے کی ضرورت ہی" کیا تھی۔ معاف کیجیئے گا میں یہ سب نہیں کر سکتی۔ "ثمینہ جو اسکے مسلسل انکار پر آج پھر سے اسکا دماغ ٹھکانے لگانے آئیں تھیں۔ اس کے منہ توڑ جواب پر تلملا کر رہ گئیں۔

ویسے تو بڑی بے باک بنی پھرتی ہو۔۔ منگیتر ہے تمہارا کوئی غیر نہین اگر ایک دو مرتبہ مل لو گی تو کیا عذاب آجائے گا۔۔ نخرے ہی ختم" نہین ہوتے تمہارے۔ یہ رشتہ بھی ہاتھ سے نکل گیا تو سر پکڑ کر رو گی اور ہم سب کو رلاؤ گی "ایک ایک لفظ چباتے وہ بولیں۔

رقیہ آج بھی خاموش تماشائی بنی بیٹھیں تھیں۔ یہ سب انہین خود پسند نہین تھا مگر بیٹی نجانے کیا ٹھانے بیٹھی تھی۔ وہ نہین چاہتی تھیں کہ اسے ناراض کر کے بھیجیں۔

میں خود اعتماد ہوں مگر بے باک نہیں اور ان دونوں میں فرق حیا اور بے حیائی کا ہوتا ہے۔ جہاں تک بات منگنی کی ہے تو یہ اس رشتے کی" بنیاد پر وہ لڑکا میرا محرم نہیں بن گیا کہ جس سے میں کھلے عام پھروں اور اگر اس رشتے کے بدلے میری حیا ختم ہوتی ہے تو میں اس رشتے کو سات سلام کر کے اس سے الگ ہونا بہتر سمجھتی ہوں "اپنی بات ختم کر کے وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

کتنی اکڑ ہے اس میں آپ سمجھاتی کیوں نہیں "اب ان کا رخ ماں کی جانب تھا۔ "

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ اس نے انکار کیا ہے۔ میری یہ تربیت ہی نہیں کہ میری اولاد حرام رشتے بنائے۔ جو چیز مجھے نہیں پسند اسکے لئیے" میں اسے کبھی بھی فورس نہین کروں گی اور نہ ہی تم کرو "انہوں نے بات ختم کر دی۔

مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس بات کا جواب لڑکے کی ماں کو خود ہی کیوں نہیں دے دیا۔ ہم تک پہنچانے کی ضرورت پڑنی ہی نہیں چاہیئے تھی۔ "ان کی بات پر وہ جز بز کر گئیں۔

اماں اب دور بدل گیا ہے یہ سب اتنا معیوب نہین لگتا "انہوں نے اپنی طرف سے بڑا اچھا جواز ڈھونڈا۔ "

دور بدلا ہے مذہب نہیں بدل گیا "انکے طنز پر اب کی بار وہ خاموش ہو گئیں۔ "

لڑکے والوں کی جانب سے یکدم شادی جلدی کرنے کی خواہش نے زور پکڑ لیا اور یوں مہینے بعد کی ڈیٹ فکس ہو گئی۔ ویبہ کو لگا وہ پاگل

Urdu Novels Ghar

ہو جائے گی۔ایسی گھٹیا سوچ رکھنے والے بندے کے ساتھ کیسے عمر بھر رہ پائے گی۔وہ اپنی منگنی والے دن کی ہارون کی بے باک گفتگو بھول نہیں پائی تھی۔جس انداز سے اس نے رنگ پہناتے اس کا ہاتھ تھاما تھا اسے لگا تھا کسی اژدھے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ہو۔

عورت خود پر پڑنے والی نگاہ کی نیت کو بھی جان جاتی ہے۔

ہارون کے انداز میں جو ہوس اور گندگی تھی وہبہ نے کمرے میں آکر کتنی ہی مرتبہ اس ہاتھ کو دھویا تھا جسے اس نے انگوٹھی پہنانے کے لئے تھاما تھا۔اسکے لمس میں ہی عجیب بے باکی اور وحشیانہ پن تھا۔اسے لگا بہت سارا گند اسکے ہاتھ پر لگ گیا ہو جو اتر نہیں پا رہا۔تو پھر شادی کے بعد وہ خود کو کیسے ایسے شخص کے سپرد کر دے گی جس کے ساتھ کی وحشت کو صرف سوچ کر اس کا دم گھٹ رہا تھا۔وہ اپنی کیفیت کسی کو بتا نہیں پا رہی تھی۔

وہ بہت دنوں بعد سب کے اصرار پر اپنی شادی کی شاپنگ پر جا رہی تھی۔

قسمت سے خدیجہ بھی آج انکے ساتھ تھیں۔گاڑی خبیب چلا رہا تھا ساتھ میں خدیجہ بیٹھی تھین اور پیچھے وہبہ، نیہا اور فارا تھیں۔سب خوش گپیوں میں مگن تھے اور وہ اپنی ہی سوچوں میں۔

خبیب نے اس رشتے کے بعد سے اسے بہت خاموش دیکھا تھا۔وجہ وہ جاننے سے قاصر تھا۔

ایک دکان پر اتر کر وہ کام والے کپڑے دیکھ رہیں تھیں۔

ہبہ بیٹے یہ اچھا لگ رہا ہے نا" خدیجہ آج بے حد خوش تھیں کہ اسکی شادی کی شاپنگ کے لیئے آئی ہیں۔وہ جو خالی الدماغی کے ساتھ " اپنے سامنے پھیلے کپڑے دیکھ رہی تھی۔ان کی بات پر خشمگیں نظروں سے انکی جانب دیکھا۔

کتنی مرتبہ آپکو کہوں کہ میں آپکی کچھ نہین لگتی نہ آپکا مجھ پر کوئی اختیار ہے۔مت کہا کریں مجھے بیٹا۔نفرت ہوتی ہے اپنے آپ سے"""

نجانے کس کس بات کا غصہ وہ ان پر نکال گئی تھی۔

شٹ اپ۔۔بالکل ہی بات کرنے کی تمیز ختم ہو گئی ہے آپ میں" خبیب اس کا یہ لہجہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔ "

ٹھیک ہے وہ سوتیلی ماں تھیں مگر اس سے بڑی تھیں کچھ تو عزت کرنی بنتی تھی۔

آپ میں ہے نا تو ایک کام کریں تمیز پر لیکچر زدینے سٹارٹ کر دیں بہت کامیاب ہوں گے۔" سینے پر ہاتھ باندھے اب اسکی توپوں کا رخ" خبیب کی جانب ہوا۔

دکاندار حیران سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔یکدم خبیب کی ں ظر ان پر پڑی تو سختی سے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھتے واپسی کی جانب قدم

بڑھائے۔

خدیجہ بوجھل دل لئے گاڑی میں بیٹھیں۔ نجانے اسکی یہ نفرت انکے لئے کب کم ہونی تھی۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

وہ جو لاؤنج سے گزر رہی تھی۔ فون کی گھنٹی پر آگے بڑھنے کی بجائے فون اٹھالیا۔ خبیب وہیں صوفے پر بیٹھا نیوز چینل دیکھ رہا تھا۔ شام کا وقت تھا گھر کی سب خواتین وریبہ کی شادی کی شاپنگ کے لئے گئی ہوئیں تھیں۔ سوائے اس کے۔

"ہیلو" اس نے نمبر دیکھے بنا فون اٹھالیا تھا۔

مگر نجانے دوسری جانب کون تھا کہ پہلے تو اس کے چہرے کا رنگ اڑا۔ خبیب جس کی بے ارادہ نظر اسکی جانب اٹھی تھی وہ وہیں پر ساکت ہو گئی۔ وریبہ کے چہرے کی اڑتی رنگت اس سے مخفی نہیں رہ سکی۔

تھوڑی دیر بعد اسے محسوس ہوا کہ جیسے وہ کپکپا رہی ہو۔

"سوری رانگ نمبر" اور پھر چند ہی سیکنڈز کے بعد اس نے آہستگی سے فون رکھ دیا۔ مگر اسے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔

وہ اتنی ڈسٹر بڈ لگی کہ وہاں خبیب کی موجودگی کو بھی فراموش کر گئی۔ چند قطرے اسکی آنکھوں سے بہے اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

خبیب خاصا الجھ گیا۔ تیزی سے اٹھ کر اس نے جیسے ہی سی ایل آئی پر نمبر چیک کیا تو وہ ہارون کے گھر کا تھا۔

نمبر دیکھ کر وہ اور بھی الجھ گیا کہ آخر ایسی کیا بات ہوئی ہے کہ وریبہ نے رانگ نمبر کہہ کر فون رکھ دیا ہے۔

وہ اسے اتنی دقیانوسی نہین سمجھتا تھا کہ اس کے منگیتر کا فون آئے اور وہ رانگ نمبر کہہ کر بند کر دے۔

آخر شروع سے اسے خاندان میں سب نے بے باک مشہور کیا ہے۔ اور اسکی پھوپھیوں نے تو اسکی بے باکی کے کافی قصے بھی سنائے ہیں۔

تو پھر۔۔۔

"جی اماں آپ نے بلایا تھا" وہ جو ابھی بھی کالج سے آئی تھی۔ اماں کا پیغام ملتے ہی انکے کمرے میں چلی آئی۔

آج اس کا کالج میں آخری دن تھا شادی میں دو ہفتے رہ گئے تھے آج اس نے ریزائن کر دینا تھا۔

"ریزائن دے آئیں" اماں حسب سابق اپنے بیڈ پر بیٹھی تھیں۔

"جی اماں" اس نے مختصر جواب دیا۔ انہوں نے اسے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تمہاری ساس کا فون آیا تھا وہ آج شام میں کچھ شاپنگ تمہارے ساتھ تمہاری مرضی کی لینا چاہتی ہیں لہذا وہ تمہیں لے جائین گی۔ تم شام میں تیار رہنا"

مگر اماں اس سب کی کیا ضرورت ہے انہیں کہیں جو بھی وہ لیں گی میں پہن لوں گی آپ جانتی تو ہیں مجھے ان چیزوں کا نہ تو شوق ہے نہ "
کریز"رقیہ بیگم کی بات سن کر اسکے تو اوسان خطا ہو گئے۔
ہر بات میں ضد نہیں کرتے۔ سب گھروں میں یہی ہوتا ہے۔ وہ کون سا اپنے گھر لے جائیں گی۔ واپس چھوڑ جائیں گی تمہیں اور ویسے "
بھی ڈرائیور کے ساتھ ہی آئیں گی تو تمہین کیا تکلیف ہے جانے میں"رقیہ بیگم اسکے ہر وقت کی انکار اور نکتہ چینیوں سے اب خود بھی تنگ پڑنے لگ گئیں تھیں۔
اسے ڈپٹا۔ وہ خاموش ہو گئی۔ بات تو وہ ٹھیک کر رہی تھین۔ کون سا ہارون آئے گا۔
شام میں جس وقت اسکی ساس آئیں تو وہ واقعی میں اکیلی ہی تھیں۔ دو بیٹے تھے ان کے ایک ہارون تھا اور دوسرا ازارون تھا جو ملک سے باہر ہوتا تھا۔
وہ چپ چاپ انکے ساتھ آکر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ خود بھی مغرور عورت تھیں۔ وہیبہ سے کوئی خاص گفتگو نہیں کی۔ بس حال چال پوچھ کر ڈرائیور کو کسی مال کے سامنے رکنے کا کہنے لگیں۔
شاپنگ وہیبہ کی پسند سے کیا کرنی تھی وہ خود ہی اپنی مرضی سے سب لیئے جا رہی تھیں۔ وہیبہ ویسے بھی ان کاموں میں کوری تھی۔ اسکے اپنے کپڑے ابھی تک نیہا یا پھر ربیعہ لاتی تھیں۔ لہذا اس نے شکر ہی کیا کہ انہوں نے اسکی پسند نہیں پوچھی۔
ایک گھنٹہ شاپنگ کرنے کے بعد یکدم انہین کوئی سہیلی نظر آ گئی اور وہ وہیبہ کو مال کے درمیان میں لگے فاؤنٹین کے پاس رکنے کا کہہ کر نجانے کس سمت غائب ہو گئیں۔
کچھ دیر تو وہ یونہی کھڑی رہی مگر پھر آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی انکی واپسی نہ ہوئی تو وہ تھوڑا پریشان ہوئی۔ ان کا نمبر اس کے پاس سیو نہین تھا۔ نہیں تو فون کر کے ان سے پوچھ لیتی کے کب تک آئیں گی نہیں تو وہ کیب لے کر گھر چلی جاتی۔
عجیب مصیبت میں پھنس گئی ہوں"وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ "
ہیلو"یکدم اپنے پیچھے سے آنے والی آواز کی جانب مڑی اور سامنے والے کو دیکھ کر اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ وہ کوئی اور نہیں ہارون "
تھا۔
وہیبہ نے تھوک نگلی۔
کیسی ہو ڈارلنگ"اس کے گھٹیا طرز تخاطب پر وہیبہ کا دل کیا اسکا منہ توڑ دے۔ مگر خاموش رہی اور کوئی جواب دئیے بنا ادھر ادھر "
دیکھنے لگ گئی۔ جیسے ابھی بھی اکیلی کھڑی ہو۔ ہارون کا اپنا یوں نظر انداز کیا جانا کھولا گیا۔
ممی کے ساتھ آئی ہو"ایک اور سوال۔ "

جی "اس نے پھر ہارون کی جانب دیکھے بنا بادل نخواستہ جواب دیا۔ وہ اسکے انداز پر دانت کچکچا کر رہ گیا۔"

ممی باہر گاڑی میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں "اسکی بات پر حیرت سے اس نے ہارون کی جانب دیکھا۔ "

تو پہلے کیوں نہیں بتایا آپ نے اور آنٹی تو ابھی کسی دوست سے ملنے گئیں تھیں "اس نے کچھ مشکوک نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ "

میں کیا جھوٹ بول رہا ہوں میں آفس سے کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ ممی باہر کھڑیں تھیں کہنے لگیں وہ گاڑی میں بیٹھنے جا رہی ہیں" تو میں آپکو اندر سے بلا لاؤں۔ اگر اب بھی آپکو یقین نہیں تو میں فون پر آپکی بات کروا دیتا ہوں۔ پتہ نہین آپ اتنی بے اعتبار کیوں ہو رہی ہیں۔ "اس نے جھنجھلاتے ہوئے موبائل نکال کر نمبر ڈائل کرنا چاہا۔

نہیں رہنے دیں۔ چلیں "وریبہ اسے روکتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔ "

آپ مجھے گاڑی کا نمبر اور جگہ بتا دیں جہاں پارک ہوئی ہے میں چلی جاتی ہوں کیونکہ مجھے یاد نہین کہ کس سائیڈ پر پارک کی تھی "وہ آتے" وقت خود سے اتنی الجھی ہوئی تھی کہ یہ یاد ہی نہ رکھ پائی کہ گاڑی کہاں پارک تھی۔ اسی لئے جلدی سے ہارون سے پوچھا تاکہ اس سے تو جان چھٹے۔

ارے میں لے جاتا ہوں نا آپکو کیا اتنی سی آپکی ہیلپ نہیں کر سکتا میں "وہ تیز سے چلتا ہوا بولا اور یکدم اسکا ہاتھ بھی تھام گیا۔ "

میرا ہاتھ چھوڑیں آپ "وہ جو اسے تقریباً دوڑاتا ہوا لے جا رہا تھا۔ اسکی اس حرکت پر وریبہ کا دماغ غصے سے گھوم گیا۔ اسے خطرے کی بو" آئی۔

چھوڑ دیں گے جانم۔۔۔ پہلے صحیح سے مل تو لیں "اسکے طرز تخاطب ایک مرتبہ پھر وریبہ کی جان جلا گیا۔ "

آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں "ایک تاریک کونے کی جانب اسے بڑھتا دیکھ کر وہ چلائی۔ مگر اس سے بھی پہلے ہارون نے تیزی سے اسکے" منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکی آواز بند کی۔ ارد گرد کوئی تھا بھی نہیں۔ یہ مال کا نجانے کون سا حصہ تھا۔

ایک لفظ بھی اور نکالا تو یہیں پر وہ سب کر جاؤں گا جس کا شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔ آرام سے جہاں لے جا رہا ہوں چلی چلو۔ صرف کچھ" وقت کے لئیے تمہاری خوبصورتی کو خراج بخشوں گا "اسک بات کا مفہوم سمجھ کر اسکی جان نکل گئی۔

میں کہہ رہی ہوں کہ چھوڑو مجھے نہیں تو میں تمہارا بہت برا حشر کروں گی۔ "وہ غصے سے اپنا ہاتھ کھینچتی مزاحمت کرتی چلائی۔ "

اسکے چلانے کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی جو وہیں قریب کھڑے خبیب کو بآسانی آ گئی۔ وہ بھی کسی کام سے اسی مال میں اتفاقاً آیا تھا۔ مال کے اندر اتنا شور ہنگامہ تھا کہ باہر ہونے والی کسی بھی کاروائی کا کسی کو پتہ نہین چل سکتا تھا۔

خبیب شاید پولیس میں ہونے کی وجہ سے حساس حسیات کا مالک نہ ہوتا تو ایک نسوانی آواز سننے سے محروم رہتا۔

وہ تیزی سے اس حصے کی جانب بڑھا جہاں سے آواز آئی تھی۔

خبردار اگر کوئی تماشا کیا یہیں زمین میں گاڑ دوں گا" اسکے چیخنے پر ہارون اسکے بال مٹھی میں دبوچتا ہوا غرایا۔ "

یکدم دونوں کی نظر اس سائے پر پڑی جو تیزی سے ان کی جانب آ رہا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ سمجھ نہیں پائے کہ کون ہے۔

اگر یہ کچھ آکر پوچھے تو یہی کہنا کتا پاس سے گزرا تھا تو میں ڈر گئی۔ کوئی اور بکواس کی تو نتیجے کی ذمہ دار تم خود ہو گی" وہ اسکے کان کے " قریب آکر بولا۔ "کون ہے۔ یہاں اور یہ لڑکی کیوں چلائی" وہ جو بولتا ہوا نزدیک آیا مگر چاند کی مدھم روشنی میں وریبہ کے تکلیف زدہ چہرے اور ہارون کی کمپوزڈ چہرے کو دیکھ کر یک لخت ساکت ہو گیا۔

ارے یہ تو آپ ہیں مسٹر کزن "ہارون بھی اسے پہچان گیا۔"

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ "اس نے کچھ لمحوں کی تاخیر کے بعد ہارون کو سلام کرتے مصافحہ کے لئیے ہاتھ بڑھایا۔ مگر ایک نظر وریبہ " کے زرد پڑتے چہرے کی جانب دیکھنا نہیں بھولا تھا۔

مجھے پوچھنا تو نہیں چاہئیے مگر چونکہ ہماری فیملی میں شادی سے پہلے یوں ملنا معیوب سمجھا جاتا ہے سو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ " دونوں یہاں کیسے " سنجیدہ لہجے میں اس نے ہارون پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھا۔

وہ ابھی گھر سے ہی آ رہا تھا اور اسکی اطلاع کے مطابق وریبہ اپنی ساس کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی۔ وہ جس وقت رقیہ بیگم کو سلام کرنے گیا تب سرسری سا انہوں نے بتایا تھا جسے اسے نے بھی سرسری سا سنا تھا۔ مگر یہاں اسے وریبہ کی ساس کہیں دکھائی نہیں دے رہیں تھیں۔ اور بالفرض ان دونوں نے چھپ کر ملنے کا کوئی پلین بھی بنایا تھا تو وریبہ کے چہرے پر جس طرح کے تاثرات تھے وہ اپنے من پسند بندے یا منگیتر سے ملنے والے قطعاً نہیں تھے۔ صرف تکلیف اور دہشت تھی۔

اسی لئیے خبیب کا الجھنا بنتا تھا۔

ہم تو شادی کی شاپنگ پر آئے تھے۔ کیا یہ بھی معیوب ہے آپکی فیملی میں "خبیب کے سوال پر پہلے تو ہارون کا رنگ اڑا پھر بات سنبھالتا" ہوا وہ طنز سے بولا۔

نہیں مگر مجھے معلوم ہوا تھا آپکی ممی بھی ساتھ ہیں "اس نے سپاٹ لہجے میں ہارون کے ہاتھ کی جانب دیکھا جس میں اس نے وریبہ کا ہاتھ " سختی سے تھام رکھا تھا۔

ہاں وہ گھر چلی گئی ہیں انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی میں وریبہ کو گھر چھوڑنے ہی جا رہا تھا "ایک اور جھوٹ۔ جس پر خبیب نے بھنویں" اچکاتے ہارون کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔

تو میں بھی گھر ہی جا رہا ہوں۔۔ وریبہ چلیں "ہارون کو کہتے ساتھ ہی اس نے وریبہ کو مخاطب کیا۔ جس کے چہرے پر یک لخت سکون سا" اترتا محسوس ہوا۔

تو میں بھی تو چھوڑنے ہی جارہاہوں "ہارون کا لہجہ اب کی بار سخت ہوا وہ کسی صورت اسے اس وقت چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ کچھ نشے نے "
بھی دماغ گھومار کھا تھا۔ اور کچھ اپنی پلیننگ ناکام ہونے کا بھی غصہ تھا۔

میں تو رہتا ہی اس گھر میں ہوں سو مجھے کوئی ایسا ایشو نہین ہو گا آپکو آؤٹ آف داوے جانا پڑے گا۔ چلیں وریبہ "اب کی بار خبیب کے "
بے لچک لہجے کو دیکھ کر ہارون نے دانت پیس کر وریبہ کا ہاتھ چھوڑا جہاں اسکی وحشیانہ گرفت نشان چھوڑ گئی تھی۔

وریبہ تیزی سے خبیب کے پاس آئی۔

اوکے بائی "ہارون سے مصافحہ کیئیے بناوہ وریبہ کو لئے چلا گیا۔ "

ہارون ہاتھ ملتا رہ گیا اس نے ماں کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ وریبہ کے ساتھ ڈنر کرنا چاہتا ہے سو وہ کوئی موقع ارینج کریں۔ انہوں نے شاپنگ کا بہانا کر کے انہیں موقع دیا۔ ان کی فیملی میں لڑکے اور لڑکی کا شادی سے پہلے ملنا ملانا معیوب نہین سمجھا جاتا تھا لھذا انہیں وریبہ کی فیملی کی یہ بات بری لگی۔

اوپر سے ہارون کی بے جا لڑکی سے ملنے کی ضد نے ماں کو عاجز کر دیا کہ انہیں اس کا ساتھ دینا پڑا۔

خبیب نے سارے راستے وریبہ سے کوئی بات نہین کی اور نہ وریبہ نے اس سے۔ مگر وریبہ کی سرخ کلائی اسکی تیز نظروں سے چھپی نہ رہ سکی۔۔۔ اور وریبہ وہ تو بس شاکڈ تھی۔

گھر آکر خبیب سیدھا دادی کے کمرے کی جانب بڑھا۔

آئندہ وہاں سے کوئی شخص یہ مطالبہ کرے کے وریبہ ان کے ساتھ شاپنگ پر جائے تو یہ نہیں جائے گی "خبیب کو غصے میں دیکھ کر رقیہ "
بیگم حیران ہوئیں۔

"کیا مطلب ہوا کیا ہے وریبہ کہاں ہے "

خبیب نے سب تو نہیں بتایا۔ مگر یہ ضرور بتایا کہ ہارون کی ماں اسے وہاں چھوڑ کر چلی گئی اور ہارون اس کے ساتھ تھا۔

کیا کہہ رہے ہو۔ "انہون نے اچنبھے سے پوچھا۔ "

صحیح کہہ رہاہوں آپ پھوپھو سے کہہ کر گلہ کریں یہ کوئی طریقہ ہے "وہ پھر غصے سے بولا۔ "

ٹھہرو میں کہتی ہوں "انہوں نے کہتے ساتھی ہی ثمینہ کو فون کیا انہوں نے ہارون کی ماں سے بات کرنے کا کہا۔ "

کچھ دیر بعد ان کا فون آیا اور ان کی بات سن کر رقیہ بیگم چپ رہ گئیں۔

کیا کہہ رہی ہیں "خبیب نے انہیں گم صم دیکھ کر پوچھا۔ "

"وہ کہہ رہی ہے اگر وہ دونوں مل بھی لیتے ہین تو کیا ہو گیا ہے دو ہفتے بعد تو شادی ہے۔۔"

تو اپنے بیٹے سے کہیں کہ دو ہفتے صبر کرے اتنا کیا عذاب آیا ہوا ہے" خبیب غصے سے بولا۔ "

بیٹا یہ شادی بیاہ کی باتوں میں سو باتیں سوچنی پڑتی ہیں اب دو ہفتوں میں کوئی بدمزگی نہ ہو جائے۔ بس چھوڑ دو اب اس بات کو اب ہم" دوبارہ احتیاط کریں گے" دادی کی بات پر وہ خاموش نظروں سے انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

اور اگر آج وہ خبیث انسان کوئی آئندہ آنے کا موقع نہ دیتا تو۔۔۔" یہ بات وہ صرف سوچ کر رہ گیا۔ "

دل میں اس نے مصمم ارادہ کیا کہ وہ ہارون کی ریپوٹیشن کا پتہ کروائے گا۔ اسے وہ بندہ اچھے قماش کر نہیں لگ رہا تھا۔

منگنی والے دن بھی وہ اتنا اچھا نہین لگا تھا۔ پھوپھو سے بھی اس نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ تو انہوں نے کہا۔" بیٹا لڑکے ایسے ہی لا ابالی ہوتے ہیں۔ ویسے بہت شریف ہے۔ شادی ہوتے ہی ذمہ دار ہو جائے گا" پھوپھو کی بات پر وہ مطمئن تو نہیں ہوا مگر یہ سوچ کر چپ کر گیا کہ فراز چچا نے بیٹی دینے سے پہلے لڑکے کا پتہ کروایا ہو گا۔

مگر کچھ دن پہلے ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ فراز پو ثمینہ کے کہ ئے گ ئے دعوں پر ہی آنکھیں بند کر کے یقین کر چکے ہیں۔

مگر اب خبیب کو لگا کہیں تو وہبہ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔

کہاں یہ اب اسے پتہ کرنا تھا۔

آخر میں نے ایک ہفتے بعد انہی کے گھر جانا ہے نا پھر یہ سب کھڑاگ پالنے کی کیا ضرورت ہے اور ویسے بھی آپ سب لوگ جا رہے ہیں نا تو پھر میری کوئی ایسی خاص ضرورت نہیں ہے۔ پلیز اماں میں تھک گئی ہوں ان لوگوں کی فرمائشیں ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔

ہاں بیٹا مگر اب انہوں نے اتنی چاہت سے بلایا ہے تو کیا کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی ہارون تو آؤٹ آف سٹی ہے تو تمہیں کیا پریشانی ہے""" انہوں نے رسان سے اسے سمجھایا آخر ڈرتے دل سے وہ مان ہی گئی۔

ہارون کی فیملی نے انہیں شادی سے ایک ہفتہ پہلے ڈنر پر گھر بلایا تھا اور تاکید کی تھی کہ وہبہ کو لازمی لے کر آئین۔ تا کہ وہ اپنا روم بھی دیکھ لے اور کوئی تبدیلی کروانی ہو تو کروا لے۔ رقیہ بیگم کے خاندان میں ان باتون کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ مگر اب جب رشتہ ایک ایسے گھر میں کر لیا تو اب کجھ تو ان کے تقاضے ماننے تھے۔ ویسے بھی وہ وہبہ کے اس رشتے کو لے کر بہت حساس ہو رہیں تھیں۔ اور شادی سے ایک ہفتہ پہلے کوئی ایسی بدمزگی نہیں چاہتی تھیں کہ لڑکے والوں کو برا محسوس ہو۔

گھر کے سب لوگ جا رہے تھے سوائے خبیب کے جو کہ ہفتہ سے کسی کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔

رات میں وہ لوگ ہارون کے گھر پہنچے۔ گھر کیا تھا نجانے کتنے رقبوں پر بنا محل تھا۔ وہ سب لڑکیاں گھر والوں سے مل کر ہارون کی ممی کے کہنے پر لان میں آ گئیں۔ ایک جگہ فاؤنٹین سا بنایا گیا تھا جس کے آس پاس کی ساری جگہ پر نہایت خوبصورت پتھروں کی باؤنڈری تھی۔

فائنٹین میں لائٹس اتنی خوبصورتی سے نسب تھیں کہ چند سیکنڈز بعد وہ رنگ بدلتیں تھیں۔
اتنا خوبصورت سب کچھ ہونے کے باوجود وہبہ کو یہاں گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔
وہ سب باتوں میں مگن تھیں کہ اچانک کسی نے وہبہ کے کندھے کو اپنے ہاتھ کے شکنجے مین لیا۔
ہیلو پریٹی گرلز "ہارون کی آواز پہچان کر وہ جو چیخ مارنے والی تھی یکدم اپنی جگہ جامد ہو گئی۔ "
آنکھوں مین وہی ہوس لئیے اس نے وہبہ کو دیکھا۔
پھر سب کی جانب متوجہ ہو کر ان سے حال چال پوچھنے لگا۔ مگر وہبہ کے کندھے سے ہاتھ نہیں ہٹایا۔ اسے سب کے سامنے بے طرح شرم محسوس ہوئی۔ ان کے گھروں میں شادی سے پہلے اس طرح کی بے تکلفی پسند نہیں کی جاتی تھی۔ وہ سب ابھی ہارون کی اچانک آمد کے بارے میں استفسار کر رہی تھیں۔ کہ ہارون کے کندھے پر کسی نے ہاتھ مار کر جیسے اسے متوجہ کیا۔
ہیلو سر کیسے ہیں "خبیب نے اس انداز میں اس کا وہبہ کے کندھے پر رکھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہٹایا اور دونوں کے بیچ کھڑا ہوا کہ " وہبہ اس کے پیچھے چھپ گئی۔
کیسے ہیں آپ۔۔ سنا تھا آپ تو آج گھر پر ہی نہیں۔۔ "ہارون کو اس کا یہ انداز ناگوار تو گزرا مگر مجبوراً اسے چپ کر کے مہمان نوازی" نبھانی پڑی۔
خبیب جیسے ہی گھر پہنچا اسے گھر میں کام کرنے والوں سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ وہبہ کے سسرال گئے ہیں اور وہبہ بھی ان کے ہمراہ ہے۔
خبیب نے کچھ دنوں سے ہارون کے بارے میں پوچھ گچھ کا کام شروع کروایا ہوا تھا۔ اور جو کچھ اسے معلوم ہوا تھا اس کے بعد تو وہ یہ شادی ہونے کے حق میں ہی نہیں تھا۔
اسے بے تحاشا غصہ آیا کہ جب اس نے دادی کو منع کیا تھا کہ اب اس کا ہارون سے آمنا سامنا نہ ہو تو پھر وہ کیوں اسے لے گئیں۔
وہ جلدی سے کپڑے بدل کر گاڑی بھگاتا ہوا وہاں لے گیا۔ سب سے مل کر اسے پتہ چلا کہ وہ سب تو یہ سوچ کر وہبہ کو لے آئے تھے کہ وہ نہیں ہو گا مگر اب وہ آگیا تھا۔
خبیب کے پوچھنے پر ہارون کی ممی نے بتایا کہ وہ سب لان میں ہیں جیسے ہی پہنچا سامنے کے منظرے نے اسے کھولا دیا۔
اور اس کے بعد تو وہ سائے کی طرح ہارون کے ساتھ رہا اور وہبہ اور باقی لڑکیوں کو کھانا ختم ہوتے ہی وہاں سے لے کر گھر آگیا۔
جب میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ نے وہبہ کو ہارون کے سامنے اب نہین کرنا تو آپ لوگ اسے کیوں لے گئے۔ اتنے ہی سادہ" ہیں آپ لوگ کہ کسی نے کہا کہ ہمارا بیٹا نہیں اور آپ لوگ مان گئے۔ انتہائی شاطر لوگ ہیں وہ۔ اور چچا آپ نے رشتہ ہونے سے پہلے

کچھ بھی اس لڑکے کے بارے مین پتہ نہیں کروایا حیرت ہے مجھے۔ اتنی ہی بھاری ہے وہیبہ آپ پر کہ اسے جس کسی راہ چلتے کے ساتھ آپ شادی کروا کر نکال دیں گ ےئے۔" وہ تو سب کے گھر آتے ہی رقیہ اور فراز صاحب کو رقیبہ بیگم کے کمرے میں لے جا کر پھٹ پڑا۔

ایک نمبر کا شرابی، بدمعاش اور زانی ہے یہ بندہ اور آپ لوگ اتنی آسانی سے اپنی بیٹی ایسے شخص کو دینے پر تلے ہیں۔ میں نے دو تین" دنوں سے اپنے بندے اس کے پیچھے لگائے ہوئے تھے، اور آج جب ساری رپورٹ ملی ہے تو میں تو چکرا کر رہ گیا ہوں۔" وہ دونوں خبیب کی بات سن کر دنگ رہ گ ےئے۔

میں ثمینہ سے بات کرتی ہوں" رقیہ بیگم نے مشتعل ہوتے ثمینہ کو فون کیا۔ "

کیا ہو گیا ہے اماں وہ کبھی ایسا تھا اور پھر لڑکے تو جوانی میں یہ سب کرتے ہیں شادی ہوتے ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں اور آپ کا اپنا بیٹا کیا اس" نے پسند کی شادی نہیں کی۔ آخر شادی سے پہلے ملاقاتیں کر کے ہی بات اس نہج پر پہنچی تھی نا تو پھر اس میں ایسی کیا معیوب بات ہے اگر ہارون بھی ہمارے بھائی جیسا نکلا۔" رقیہ بیگم نے اسپیکر آن کیا ہوا تھا۔ لہذا ثمینہ کی آواز ان تینوں نے باسانی سن لی تھی۔ اور جس بات کا طعنہ وہ آخر میں دے گئیں تھیں۔ انہوں نے فراز صاحب کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔

اور وہ سر جھکائے خاموشی سے کمرے سے سب سے پہلے نکل گ ےئے۔ جبکہ خبیب اس بات پر الجھ کر رہ گیا وہ نہیں جانتا تھا کہ ثمینہ پھوپھو نے کس بات کا حوالہ دیا ہے

وہاں سے الجھا ہوا وہ وہیبہ کے کمرے میں گیا۔

ناک کر کے اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوا۔

وہ جو بیڈ پر بیٹھی گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنائے کھڑکی سے باہر نجانے کیا دیکھ رہی تھی۔

خاموشی پر سر اٹھا کر دیکھا تو خبیب کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا۔ حیران ہوتی سیدھی ہوئی۔

کیا پرابلم ہے۔۔۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں" اس نے نظریں اس پر سے ہٹاتے سوال کیا۔ "

دیکھ رہا ہوں گھر کے اس شیر کو جو باہر والوں کے سامنے گیدڑ بن گئی ہے" اس کی بات کا مفہوم وہ اچھے سے جان گئی تھی۔ "

جب شیر اپنی جنگ تنہا لڑتے لڑتے تھک جائے تو اس کی سب دھاڑیں صرف گیدڑ بھبکیاں ہی رہ جاتی ہیں۔ کب تک اور کہاں تک میں" سب کا مقابلہ کروں۔ صرف ایک ہارون نہیں ہے۔۔ وہ کس کی بنیاد پر اس حد تک پہنچا ہے جانتے ہیں آپ۔۔۔۔ ثمینہ پھوپھو کی وجہ سے۔۔" نجانے وہ کیوں اسے اپنے دل کی وہ باتیں بھی بتا رہی تھی جو اس نے گھر میں کسی کے ساتھ شئیر نہین کیں تھیں۔ شاید اسی لئے کہ دو نہایت تکلیف دہ مواقع پر اسی نے وہیبہ کو بچایا تھا۔

"توکیوں چپ کر کے بیٹھی ہیں توڑیں اس گھٹیا تعلق کو۔۔"

توڑنے ہی گئی تھی اس رات سے اگلے دن جب آپ نے مجھے اس ہوس کے مارے شخص کے شکنجے سے بچایا تھا۔ مگر ثمینہ پھوپھو تو کاشف" والے سلسلے میں میرے انکار کو اب تک دل پر لے کر بیٹھی ہیں۔ کسی کو کیا کہوں میری اپنی پھوپھی نے مجھے وہ وہ دھمکیاں دیں ہیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ہر کوئی مجھے ذلیل کرنے کے درپر ہے۔ جب میرے باپ کو بھی میری فکر نہیں تو آپ کیوں فکر کر رہے ہیں۔ میری زندگی میں لکھا ہی یہی ہے میں پیدا ہی اسی لئیے ہوئی ہوں کہ جس کا دل چاہے مجھے کک مار کے دوسرے کے کوٹ میں پھینک دے مزید ٹھوکریں کھانے کے لئیے۔ پہلے میرے باپ نے مجھے اپنی ماں کے کوٹ میں پھینک دیا، انہوں نے وہاں سے اپنی بیٹیوں کے کوٹ مین اور اب وہاں سے میں ہارون کے کوٹ میں چلی جاؤں گی۔۔۔ کسی کا کیا جائے گا۔۔ سسکنے دیں مجھے۔ آپ کیوں ہمدرد بن رہے ہیں۔ میں تو ویسے بھی آپکی نظر میں بری لڑکی ہوں تو یہ سب تو صحیح ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔ ایسا ہی ہونا چاہئیے تھا۔۔۔ میں اسی قابل ہوں۔۔۔۔ چلے جائیں پلیز آپ بھی" وہ روتے روتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

خبیب خود سے بھی الجھ کر رہ گیا۔۔۔ وہ کیوں اس سے ہمدردی جتا رہا تھا۔

کچھ بھی کہے بنا وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گیا وہ جو اپنی الجھن رفاع کرنے آیا تھا۔ مزید الجھ گیا۔

اسی رات وہبہ سونے کی تیاری میں تھی کہ ربیعہ کمرے میں آئی۔

آپی آپکی فرینڈ کی کال آئی ہے" وہ سب لاؤنج میں بیٹھی مووی دیکھ رہیں تھین کہ وہبہ کے لئیے فون آیا۔ "

میری فرینڈ کا" اس نے اچھنبھے سے پوچھا مگر ربیعہ جا چکی تھی۔ "

اس نے ٹائم دیکھا تو رات کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا۔ وہ حیران ہوتی لاؤنج میں آئی۔

وہ سب باری باری لاؤنج سے نکل رہیں تھیں۔ غالباً مووی ختم ہو چکی تھی۔

"ہیلو"

کیسی ہو چارمنگ لیڈی" دوسری جانب کی آواز نے اسے ساکت کر دیا۔ گھر میں لڑکیاں نہیں جانتی تھین کہ ہارون سے متعلق گھر مین" کیا چل رہا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہارون کے فون کو وہبہ کے لئیے ایک لطیف سی شرارت سمجھ کر وہبہ کو ہارون کا نام نہ بتا کر انکے درمیان رومینٹک سا سین بنانا چاہا۔

رانگ نمبر" یہ کہہ کر ابھی وہ فون رکھنے ہی والی تھی کہ دوسری جانب سے ملنے والی دھمکی نے اسے سن کر دیا۔ "

خبردار فون رکھا میں ابھی تمہارے گھر کے باہر ہی کھڑا ہوں بیل دے کر آ جاؤں گا اور کہوں گا کہ تم نے بلایا ہے۔ ویسے بھی ثمینہ آنٹی" نے بتایا ہے کہ کافی آزاد خیال ہو پھر میرے سامنے آتے ہی چھوئی موئی کیوں بن جاتی ہو" اس کی پھنکار نے وہبہ کے اندر اشتعال بھر دیا۔

بکواس بند کرو۔۔ تم جیسے گھٹیا لوگوں کے منہ بھی نہیں لگنا چاہتی۔۔۔ کس قدر ڈھیٹ انسان ہو تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ میں تمہیں" شدید نہ پسند کرتی ہوں اور جس شادی کی خوش فہمی میں تم ہو نہ وہ ہونے والی نہیں۔" اس نے بھی جوابی کاروائی کی۔

انکار یا تمہارے بھاگنے کی صورت میں یاد رکھنا تمہاری بہن کو اٹھا کر لے جاؤں گا اور پھر نکاح کے بغیر۔۔۔۔" اس دھمکی کے بعد جس" قدر غلیظ باتیں ہارون نے کہیں وہبہ کو لگا اسکے کان میں کوئی پگھلا ہوا سیسا انڈیل رہا ہے۔ بے بسی سے منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ رو پڑی اور آخر کار فون رکھ کر اسکی تار تک اتار کر وہیں بیٹھ کر رو پڑی۔ وہ کسے بتاتی۔ رقیہ بیگم کچھ سننے کو تیار نہ تھیں۔ ثمینہ نے ایسی ان کی برین واشنگ کر رکھی تھی۔ تایا اور چچا سے وہ اتنی فرینک نہیں تھی کہ اپنی تکلیف انہیں بتا پاتی۔ پھوپھو ساری اسکے خلاف تھیں۔ ثمینہ نے کاشف کے لئے وہبہ کا رشتہ بھیجا تھا جب سے اس نے انکار کیا وہ تب سے اسکے اور بھی خلاف ہو گئیں تھیں۔ وہبہ کیسے ایسے گھر شادی کے لئے مانتی جہاں کے لوگوں نے کبھی اسکی ماں کے لئے اچھے الفاظ استعمال نہیں کیئے تھے تو وہ وہبہ کی کیا عزت کرتے۔

وہبہ "فراز صاحب کی آواز پر وہ یکدم پلٹی۔ وہ جو کسی کو فون کرنے کے لئے اپنے کمرے مین لگی ایکسٹینشن سے فون اٹھا کر کان سے لگا" چکے تھے۔ ہارون کی گھٹیا گفتگو اور وہبہ کی بے بس باتیں سب سن چکے تھے۔ فون رکھ کر وہ اسی کی تلاش میں باہر آئے تو لاؤنج میں فون کے قریب اسے روتے ہوئے پایا۔

اگر میرا آپ سے کچھ رشتہ ہے اور میں آپکی بیٹی ہو تو پلیز مجھے اس درندے سے بچا لیں پاپا۔" تین سال۔۔۔ ہاں تین سال بعد اس نے" انہیں پاپا کہا تھا جب سے وہ حقیقت معلوم ہوئی تھی۔ وہ ان سے نفرت کرنے لگ گئی تھی۔

انہوں نے کرب سے آنکھیں میچیں پھر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

اسے بھی جیسے کسی سہارے کی تلاش تھی۔ وہ انکے ساتھ لگ کر ہچکیوں سے رو پڑی۔

تم فکر نہیں کرو یہ رشتہ نہیں ہو گا۔۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔۔ تمہاری ماں کو تو میں نہیں بچا سکا ہاں مگر تمہیں اس کھائی میں"

گرنے نہیں دوں گا" انہون نے اسے اپنے ساتھ لگاتے کہا۔

یہ انکے یونیورسٹی کے زمانے کی بات تھی۔ان سے جونئیر خدیجہ جو بہت ٹیلنٹڈ تھی۔یونیورسٹی کے ایک تقریری مقابلے میں فراز نے اسے سنااور بس پھر وہ تو جیسے اسکے دیوانے ہوگ ئے۔شیریں مدھم لہجہ۔

پتہ کرنے پر معلوم ہوا انکے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے والے ڈیپارٹمنٹ انگلش لٹریچر میں وہ زیر تعلیم ہے جبکہ فراز خود ایم بی اے کر رہے تھے۔

ایکسیوزمی مس۔۔مجھے ایک تقریر لکھوانی ہے اپنے کزن کے لئے ٔ آپ ہیلپ کر سکتی ہیں" ایک دن وہ خدیجہ کے سامنے پہنچ گ ئے" بات کرنے کا بہانہ لے کر۔

جی ضرور" وہ ایسی ہی تھی ہر وقت ہر ایک کی مدد کو تیار۔۔ماں باپ کی اکلوتی۔ماں کافی عرصہ پہلے انتقال کر گ ٔی تھی اور اب صرف باپ" زندہ تھے۔

ایک متوسط گھرانے سے اس کا تعلق تھا۔جبکہ فراز کا تعلق ایلیٹ کلاس سے تھا۔

مگر نجانے خدیجہ کی سادہ لوح طبیعت بھا گ ٔیا پھر ہمہ وقت اسکے چہرے پر بکھری مسکراہٹ وہ تو جیسے اس کے اثیر ہوگ ئے۔اور پھر بات صرف متاثر ہونے تک نہیں رہی محبت میں بدل گ ٔی۔

جب انہون نے خدیجہ کو بتایا تو کچھ لمحے تو وہ خاموش رہی۔

کیا یہ وقتی جذباتیت ہے" اس نے سنجیدگی سے فراز کی جانب دیکھے بنا کہا۔ "

بالکل بھی نہیں میں سیریس ہون آپکے لئے ٔ" اس نے گھبرا کر کہا۔ "

اگر اتنے سیریس ہیں تو پھر محبت حاصل کرنے کا سیدھا طریقہ رشتہ ہوتا ہے۔اگر آپ ایسا چاہتے ہین تو اپنے گھر والون کو بھیجیں میرے" بابا جواب دیں گے۔باقی سب باتیں بے معنی اور ہمارے مذہب کی اصولوں کے خلاف ہیں۔" اسکی اتنی گہری بات پر فراز کو فخر ہوا کہ اس نے ایسی سچے دل والی لڑکی سے محبت کی ہے۔

اس نے اسی شام گھر مین بات کی کیونکہ اسکا سیشن ختم ہونے والا تھا۔مگر اسکی خواہش کے جواب میں اسکی ماں اور بہنوں نے اس قدر

رکیک الزامات خدیجہ پر لگائے کہ اس سے سننا مشکل ہو گے۔ مگر وہ بھی اپنی بات پر ڈٹ گیا۔

گھر چھوڑنے تک کی دھمکیاں دیں اور آخر کار اسکی ماں کو ماننا پڑا۔ بہنوں نے تو اس سے بول چال بند کر دی۔

حالانکہ جس کے لئیے فراز نے یہ سب کیا وہ ان سب باتون سے بے خبر تھی۔

بجھے دل کے ساتھ وہ لوگ رشتہ لے کر گئیں اور پھر دوسری جانب سے قبول بھی کر لیا گیا۔

حجیب صاحب اور نفیسہ بیگم کے ہاں تب وہاج اور خبیب دونوں آچکے تھے۔ وہ دونوں بھائی کی پسند کو دیکھ کر خوش تھے۔

بالآخر فراز اور خدیجہ کی پڑھائی ختم ہوتے ہی انکی شادی کر دی گئی۔ مگر ماں اور بہنوں نے بے حد بجھے دل سے ہر رسم کی۔

خدیجہ کو کچھ ہی دنوں میں محسوس ہو گیا کہ فراز جن محبتوں کا دعوی کر کے اسے اس رشتے مین باندھ کر گھر لایا تھا۔ وہ صرف ایک ہی رشتے میں مل رہی ہے۔ اور وہ سوائے فراز کے اور کوئی نہیں۔ رقیہ بیگم اس سے ہمیشہ ہتک آمیز لہجے میں بات کرتین۔ اور جب بھی وہ فراز سے تذکرہ کرتی۔

یار بہت پاپڑ بیل کر آپ سے شادی کی ہے۔۔۔ وقتی غصہ ہے ٹھیک ہو جائیں گی۔ آخر ماں ہیں ہمیں ایک کرنے کے لئیے مان گئیں تو رہا سہا غصہ بھی چلا جائے گا۔۔۔ آپ بس مجھ غریب پر توجہ دیا کریں"

"آپ جیسے دو چار غریب اور ہو جائیں تو کیا بات ہے" انہون نے خدیجہ کا دھیان ہٹانے کے لئیے لطیف سا مذاق کیا اور وہ بہل بھی گئیں۔ انہیں خدیجہ کی یہی عادت پسند تھی کہ وہ بات کو بڑھاتی نہیں تھیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گم یہ نہیں جانتے کہ کچھ نفرتوں کے بیج ایسے بوئے جاتے ہیں جو ساری عمر کاٹنے پڑتے ہیں۔

شادی کے دو ماہ بعد جب خدیجہ امید سے ہوئیں تو فراز کے تو قدم زمین پر نہین ٹک رہے تھے۔

نو ماہ تک فراز نے انہیں ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا۔ رقیہ بیگم نے بھی اپنا رویہ تھوڑا بہتر کر لیا۔ مگر نواں مہینہ شروع ہوتے ہی انہون نے ایک دن ان دونوں کو اپنے کمرے میں طلب کیا۔

بیٹا تم نے خدیجہ سے شادی کا کہا حالانکہ یہ ہمارے طبقے سے میل نہین کھاتی تھی مگر ہم نے تمہاری محبت کے آگے مجبور ہو کر تمہاری بات مان لی۔" انہون نے بات کا آغاز ہی اس انداز میں کیا کہ خدیجہ کو سبکی محسوس ہوئی۔

ہم نے اس لڑکی کو بھی قبول کر لیا۔ گھر میں بہو کا درجہ بھی دے دیا مگر آج ہم تم سے بھی کچھ مانگنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ تم ہماری" محبت کا مان رکھو گے "ان کی نظروں کا زاویہ صرف فراز پر تھا۔

اماں آپ حکم کریں ہماری کیا اوقات کے ہم آپکو کچھ دے سکیں "فراز جذباتی لہجے میں بولا"

تمہارا پہلا بچہ میں گود لینا چاہتی ہوں "انکی بات پر دونوں نے الجھ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ "

اماں ہمارا بچہ تو آپکے پاس ہی رہے گا۔ ہم کون سا کہین اور جا رہے ہیں "خدیجہ نے حیرانگی سے کہا۔ "

تم چپ کرو لڑکی ہم اپنے بیٹے سے مخاطب ہیں "ایک مرتبہ پھر انہوں نے اسے جتایا کہ آج بھی وہ اسے قبول نہیں ہے۔ "

اماں خدیجہ ٹھیک کہہ رہی ہے "فراز نے ناگواری سے کہا۔ "

وہ تو ہمیشہ ٹھیک ہی کہتی ہے۔۔۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ نہ صرف تمہارا بچہ ہماری گود میں آئے بلکہ اسے یہ بتایا جائے کہ خدیجہ اسکی" سگی ماں نہیں سوتیلی ہے۔ اور اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو اس لڑکی کا وجود بھی ہمیں اس گھر میں منظور نہین۔ جیسے ہی یہ فارغ ہو تم اسے طلاق دے کر چلتا کرو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو ابھی اسی وقت میں اس گھر سے چلی جاؤں گی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئیے۔ "وہ دونوں تو ششدر رہ گئے کہ لمحوں میں ان کے ساتھ ہو کیا گیا ہے۔

اماں آپ زیادتی کر رہی ہیں "فراز آخر بول پڑا۔ "

تو ٹھیک ہے میں اس گھر سے جا رہی ہوں "وہ یکدم اٹھتے ہوئے باہر نکلنے لگیں۔ "

اور پھر فراز نے خدیجہ نے حبیب اور کامران سب نے کوشش کر کے دیکھ لی مگر رقیہ بیگم ایک انچ اپنی بات سے ہٹنے کو تیار نہ ہوئیں۔ خدیجہ کا تو رو رو کر برا حال ہو گیا۔

فراز میں اتنی بڑی قربانی نہین دے سکتی۔ "جس وقت وہ اپنے کمرے میں آئے خدیجہ تکلیف سے پھٹ پڑی۔ "

فراز کو تو خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ایک محبت کرنے کی سزا اتنی کڑی ہو جائے گی۔

خدیجہ میری بات سنیں "فراز نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔ "

میں نہیں سن سکتی کسی کی کوئی بات۔ نو مہینے اس ان دیکھے وجود سے میں نے محبت کی ہے کیسے میں اسے کسی کی گود میں ڈال کر یہ تک" بھول جاؤں کہ یہ میری اولاد ہے۔۔ کیسے میں سگی ہو کر سوتیلی کا لیبل لگا لوں۔ فراز آپ مرد ماں کی محبت کو جان ہی نہین سکتے۔ مجھے تو

پتہ بھی نہین تھا کہ میرے لئیے آپ نے اپنے گھر والوں کے ساتھ کیا کچھ کیا میں نے تو کہیں آپکو نہین اکسایا تھا تو پھر میں یہ سزا کیوں جھیلوں" وہ رو رو کر بے دم ہو رہی تھیں۔

خدیجہ وہ ہماری اولاد کو لے کر کسی اور جگہ تھوڑی چلی جائیں گی۔ وہ ہماری نظروں کے سامنے ہی رہے گی۔ اور ابھی تو یہ وقتی غصہ ہے" مجھے پوری امید ہے وہ اپنی ضد چھوڑ دیں گی۔ میں مسلسل کوشش کروں گا" فراز اسے وہ تسلیاں دے رہے تھے جن کے پورا ہونے کا انہیں تھی یقین نہیں تھا۔

اور پھر وہ دن بھی آیا جب وہبہ کو جنم دے کر خدیجہ نے ساری عمر کے لئیے خود پر سوتیلی ماں کا ٹیگ لگوا لیا۔

رقیہ بیگم نے اس کے لئیے ایک گورنس رکھ لی۔ چھوٹی سی وہبہ جب جب روتی یہ خدیجہ ہی جانتی تھیں کہ انکی ممتا کیسے تڑپ تڑپ جاتی ہے۔

مگر وہ بے بس تھیں۔ اور فراز اپنی ماں کی ضد کے آگے بے بس۔ اس مرتبہ ان کا سامنا نفرتوں سے ہوا تھا اور وہ نہ تو خدیجہ کے لئیے کچھ کر سکے اور نہ وہبہ کے لئیے۔

اسے پیار تک کرنے کی ان میں ہمت نہ پیدا ہوتی کہ جس ہستی کا حق تھا جب اسے پیار کرنے کی اجازت نہین تھی تو وہ کیسے وہبہ پر اپنی محبتیں نچھاور کرتے۔

وہ اپنے آپ کو مجرم سمجھتے سمجھتے آخر کار ایسے گھر کے معاملات سے پیچھے ہوئے کہ انہیں چپ لگ گئی۔

انہیں اندازہ ہی نہین تھا کہ انکی ماں کی نفرت ان کی زندگیوں کی خوشیوں کو گرہن لگا دے گی۔

ربیعہ اور سبحان کی آمد نے بھی خدیجہ کے تشنہ دل کو لبریز نہ کیا۔

اور جب پہلی مرتبہ وہبہ کے منہ سے انہوں نے ماں کی جگہ اپنے لئیے آنٹی سنا ان کا دل کیا وہ خود کو کچھ کر لیں اور ایسے وقت میں صرف نفیسہ بھابھی انہیں سمیٹ لیتی تھیں۔ گھر کے سب بچوں سے یہ حقیقت چھپائی گئی تھی کہ خدیجہ وہبہ کی سگی ماں ہے۔ سب یہی جانتے تھے کہ وہ سوتیلی ہے۔ وہبہ کی پیدائش کے وقت وہاج اور سمیر کی عمر تب بالترتیب سات اور چھ سال تھی جبکہ خبیب پانچ سال کا تھا۔ لہذا انہین بھی اس حوالے سے صحیح سے کچھ یاد نہ تھا۔

اور ایسا ہوتا ہے نا کہ اللہ تو نہیں مگر لوگ ہماری زندگیوں کو مشکل سے مشکل تر بنا دیتے ہیں۔ نفرتوں اور کدورتوں کے بیچ رشتوں کو گھن

کی طرح کھا جاتے ہیں۔اور پھر ایسی نفرتیں نسلیں تک تباہ کر دیتی ہے۔

رقیہ بیگم کی نفرت نے وہبہ کی پوری شخصیت ہی برباد کر دی۔

جیسے جیسے وہبہ بڑی ہو رہی تھی خدیجہ کی اسے پیار کرنے کی تشنگی اتنی ہی بڑھ رہی تھی۔ کبھی کبھی چھپ کر وہ اسے اپنے پاس بلا کر پیار کرتی تھیں۔وہبہ حیران ہوتی تھی کہ خدیجہ اس طرح چھپ کر اسے پیار کیوں کرتی ہیں۔وہ انہیں سوتیلی ماں کی حیثیت سے قبول کر چکی تھی۔

مگر وہ حیران ہوتی تھی کہ اسکی اپنی ماں کون تھی کیونکہ گھر میں کوئی اس بارے میں بات نہیں کرتا تھا۔

ایک مرتبہ اس نے رقیہ بیگم سے پوچھا۔

بیٹا وہ تمہاری پیدائش پر مر گئی تھی۔"رقیہ بیگم کی بات پر وہ غمزدہ ہوئی۔ "

مگر انکی کوئی تصویر گھر میں کیوں نہیں۔۔نہ انکے بارے میں کوئی بات کرتا ہے"اس کا یہ سوچنا فطری تھا۔ "

بیٹا تمہارے بابا بہت ڈسٹرب ہوئے تھے۔بس تبھی ساری تصویریں ہم نے ہٹا دی تھیں۔تم بھی اپنے باپ سے ذکر مت کرنا بہت مشکل" سے وہ سنبھلا تھا۔"وہ اس وقت فارتھ گریڈ میں تھی۔لہذا بہل گئی۔

اور میر نانا نانی"ایک اور سوال۔ "

بیٹا تمہاری نانی تو بہت پہلے اس دنیا سے چلی گئیں تھیں۔اور نانا بھی تمہاری ماں کی وفات کے سال بعد اس دنیا سے چلے گئے تھے"اور" یہ سچ بھی تھا وہبہ جب ایک سال کی ہوئی تب خدیجہ کے والد کی وفات ہو گئی تھی۔اب تو ان کا میکہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

شاید وہبہ کو ساری زندگی یہ حقیقت نہ پتہ چلتی اگر ایک دن وہ نفیسہ اور خدیجہ کی باتیں نہ سن لیتی۔

یہ تب کی بات تھی جب ابھی اس کا یونیورسٹی کا پہلا سال تھا۔

انہیں دنوں ثمینہ نے کاشف کے لئے وہبہ کا رشتہ مانگا تھا۔مگر وہبہ نے انکار کر دیا۔اسے شروع سے ثمینہ پھوپھو بہت بری لگتی تھیں۔

خدیجہ آنٹی اور نفیسہ تائی کو وہ کسی خاطر میں نہیں لاتیں تھیں۔

وہبہ کے انکار پر وہ خدیجہ کو بہت باتیں سنا کر گئیں تھیں۔اور وہ کچن میں بیٹھی رو رہی تھیں۔نفیسہ وہیں کھڑی انہیں چپ کروا رہی تھیں۔

باقی سب یونیورسٹی اور کالج گئے ہوئے تھے۔ایک وہی کمرے میں تھی۔وہ سمجھیں کہ وہ ابھی تک سو رہی ہے۔مگر وہبہ اس وقت اٹھ

کر کچن کی جانب ناشتہ کرنے کی نیت سے آرہی تھی یہ نہیں جانتی تھی کہ جو خبر ملے گی وہ اسکی بصوک پیاس دنوں تک ختم کر دے گی۔

بھابھی میں نے تو آج تک اس بیچاری کو کبھی ڈھنگ سے پیار تک نہیں کیا تو میں اسکی تربیت کیا خاک کرتی۔ نجانے کس کس بات کا طعنہ " دے گئیں ہیں۔ لوگ اپنی زندگیاں سسرال والوں پر قربان کر دیتے ہیں اور پھر بھی حاصل وصول کچھ نہیں ہوتا میں نے تو اپنی اولاد اپنے جگر کا ٹکڑا ان پر قربان کر دیا اور آج بھی بری میں ہی ہوں۔ کس کس طرح میں وہبہ کے لئے نہیں تڑپی۔ کوئی دن ایسا نہیں جب اسے پیار کرنے کو دل نہ مچلا ہو۔ ایک ہی گھر میں رہ کر میں تو اسکے ایک ایک لمحے سے محروم رہی ہوں۔ کیسی بدنصیب ماں ہوں جو سگی ہوتے ہوئے سوتیلی کے روپ میں ہوں۔ اس محبت کی سزا ملی جو میں نے کی ہی نہیں۔ محبت کیا ملنی تھی مجھ سے تو ممتا تک چھین لی ان لوگوں نے "وہبہ پر تو گویا قیامت آکر گزر بھی گئی۔

اسے لگا اب وہ گر جائے گی ایک قدم بھی اب یہاں سے اٹھا نہیں پائے گی۔

وہ لڑکھڑائی جیسے ہی پاس پڑے اسٹینڈ کو تھامنا چاہا وہاں رکھا واس زمین بوس ہوا۔

چھناکے کی آواز پر وہ دونوں باہر آئیں تو وہبہ کو فرش پر بیٹھے دیکھا۔

ہبہ بیٹے" خدیجہ نے جیسے ہی اسے تھامنا چاہا اس نے غصے سے ان کا ہاتھ جھٹکا۔ "

مت کہیں بیٹا۔۔۔" وہ پھنکاری۔ انہوں نے نفیسہ کی جانب دیکھا۔ سمجھ گئیں کہ اس نے سب سن لیا ہے۔ "

ہبہ بیٹے ایسے نہیں کرتے۔۔ اچھا تم اٹھو یہاں سے "نفیسہ نے اسے تھام کر اٹھانا چاہا جس کی بے یقین نظریں صرف خدیجہ پر ٹکیں " تھیں۔ کیسے کیسے زندگی میں دن نہیں آئے تھے جب ماں کی شدت سے کمی محسوس ہوئی تھی۔ سب پیار کرتے تھے۔ اماں بھی ہر طرح دھیان رکھتیں تھیں۔ مگر انہون نے کبھی پاس بلا کر محبت سے گلے نہیں لگایا تھا۔ ایک فاصلہ وہ ہمیشہ رکھتی تھیں۔

باقی بچوں کو اپنی ماؤں سے لاڈ اٹھواتے دیکھ کر کتنا دل چاہتا تھا اسکی ماں بھی ہوتی تو ایسے ہی اس کا سر محبت سے گود میں رکھتی۔ جب بھی بیمار پڑتی تھی ڈاکٹروں کی لائنیں لگ جاتی تھیں مگر جو شفا ماں کی گود کی گرمی کی تھی وہ کوئی ڈاکٹر نہیں دے سکتا تھا۔

اور ماں۔۔۔ جسے وہ خود سے اتنا دور تصور کرتی تھی۔ جہاں تک اسکی دسترس نہیں تھی۔ اس بات سے بے خبر تھی کہ اسکی تو اصل ماں اسکے پاس۔۔ اسکے ارد گرد تھی۔ آخر ایسی کیا مجبوری تھی جس نے ماں کی ممتا کو مار دیا تھا۔

کیا مجبوری تھی جس نے آپ کو مجھ تک آنے ہی نہیں دیا کبھی۔۔۔" اس نے اپنی سوچ کو الفاظ دئیے۔ آنسو ایک لڑی کی طرح اسکی " آنکھوں سے جاری تھے۔

رشتوں کی مجبوری" انہون نے مجرمانہ انداز میں جواب دیا۔ "

کیا باقی سب اتنے اہم تھے کہ اولاد کے رشتے پر حاوی ہوگ ۓ "اس کی پتھرائی آنکھوں میں انہیں اپنا آپ دیکھنا مشکل ہو گیا۔ "

نہیں میری جان" انہوں نے سسکتے ہوئے کہا۔ "

وہیبہ نے اس طرز تخاطب پر لب بھینچ کر آنکھیں میچ لیں۔ کیا تھا ان چند لفظوں میں۔۔۔ مامتا۔۔۔ صرف اور صرف مامتا۔۔۔ جسکے لئے وہ پچھلے انیس سالوں سے ترس رہی تھی۔

تم اٹھو یہاں سے پھر تمہیں ساری بات بتاتی ہوں" نفیسہ نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "

اور پھر جو حقیقت انہوں نے بتائی کاش وہ نہ ہی جانتی تو رشتوں کی اتنی مکروہ شکل نہ دیکھ پاتی۔

آپ اتنی ارزاں تھیں کہ آپکے ساتھ انہوں نے جو چاہا کر لیا۔ آپ نے مجھے انہیں دیتے ہوئے یہ بھی نہ سوچا کہ میرا کیا ہو گا۔ میں نے" کب کب اور کیسے کیسے آپکو مس نہیں کیا۔۔۔ آپ نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی۔ آپ نے بھی اور پاپا نے بھی۔ اگر رشتے نبھانے کی ہمت نہیں تھی تو آپ لوگوں کو یہ رشتہ بنانا اور پھر اسے قائم ہی نہیں رکھنا چاہئیے تھا۔ میری ساری شخصیت تباہ کر دی آپ سب نے۔۔ میں کبھی اتنی نڈر ہو جاتی ہوں کہ دنیا فتح کر لوں گی اور کبھی اتنی دبو کہ ہلکی سی آہٹ سے بھی خوفزدہ ہو جاتی ہوں" وہ سراسر خدیجہ اور فراز کو موردالزام ٹھہرا رہی تھی۔ اور غلط بھی کہاں تھا۔ فراز نے محبت تو کر لی شادی بھی کر لی مگر رشتوں کو نبھا نہیں پایا اور اسکے کم حوصلے کی سزا نہ صرف خدیجہ کو ملی بلکہ سب سے زیادہ سزا وہیبہ نے کاٹی۔

بیٹا میرے پاس تو کسی نے کوئی آپشن ہی نہیں چھوڑی تھی۔ ایک طرف طلاق تھی تو دوسری طرف تمہاری جدائی کا عذاب۔ ساری" زندگی اسی آس میں گزار دی شاید اب تمہاری دادی کا دل پسیج جائے" انہوں نے روتے ہوئے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

ایسے درندوں کے دل نرم نہیں پڑتے۔ مگر میں بھی انہیں چھوڑوں گی نہیں۔" یکدم وہ اٹھتی تن فن کرتی رقیہ بیگم کے کمرے کی جانب" بڑھی۔

ان دونوں کو اس نے سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا۔

ناک کئیے بنا وہ دھاڑ سے اندر آئی۔

کیا بد تمیزی سے وہیبہ ناک کر کے کیوں نہیں آئیں" انہون نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ وہ خود اپنی چیئر پر بیٹھیں کوئی کتاب پڑھنے" میں مگن تھیں۔

جو لوگ رشتے برتنے کے اخلاقیات سے ناواقف ہوں انہیں اخلاقیات کے ایسے لیکچر زہر گز نہیں دینے چاہئیں۔"اسکی بات پر انہون" نے عینک اتار کر غور سے اسکے لال بھبھو کا چہرے کو دیکھا۔

کہنا کیا چاہتی ہو "انہوں نے اپنے ازلی سرد لہجے میں پوچھا۔ "

آپ کو کس نے حق دیا تھا خدا بننے کا۔ میری زندہ ماں کو مرا ہوا بنا دیا۔آپکا دل ایک لمحے کے لئے کانپا نہین کہ کس سفاکیت کا مظاہرہ" "آپ کر رہی ہیں۔

اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

جب اسے میرا بیٹا مجھ سے چھینتے شرم نہین آئی تو پھر میں کیوں ایسا محسوس کرتی۔ ویسے بھی تم اسکی نظروں کے سامنے ہی رہیں ہو کون" سا میں تمہیں لے کر کہیں چلی گئی۔اور اتنی ہی ماماتا تھی اس میں تو کوئی ماں کسی بھی چیز کے لئے اپنی اولاد کی قربانی نہیں دیتی جیسے میں اپنے بیٹے کے سامنے ہار مان کر اسے بیاہ لائی اسی طرح وہ بھی تمہارے باپ کو چھوڑ سکتی تھی۔ مگر وہ کیسے یہ دولت جائیداد چھوڑ دیتی جس کے چکر میں اس نے تمہارے باپ کو پھنسایا تھا۔"انہوں نے ہر الزام خدیجہ بیگم پر لگا دیا۔

غلط بات مت کریں آپ نے کیوں پاپا کو انہیں طلاق کا کہا میں سب جان چکی ہوں "اس نے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے" کہا۔

میں تو بس امتحان لے رہی تھی مجھے پتہ تھا وہ کبھی بھی اس گھر کو نہیں چھوڑے گی" چالاک لوگوں کے سامنے کبھی کبھی ہماری ساری" عقل اور ذہانت ختم ہو جاتی ہے وہیبہ کو بھی یہی لگ رہا تھا۔انکے پاس اسکی ہر بات کا جواب تھا۔

میں نے تمہیں کس چیز کی کمی دی ہے سب کچھ ہو تو ہے تمہارے پاس دولت، تعلیم۔۔اگر میں اتنی ہی بری ہوتی تو تمہاری تربیت کبھی" اچھے سے نہ کرتی۔۔"انہوں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جیسے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

ہاں آپ نے میری تربیت بہت اچھی کی ہے مگر ماں کی محبت سے محروم تربیت جس میں ہر طرح کی نصحت گھلی تھی مگر محبت میں لپٹی" نہین صرف اس فرض سے گندھی تھی جو آپ نے اپنے کندھوں پر لیا تھا۔آپ سب نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔ نفرتوں کے بیچ میرے دامن خالی رہ گیا۔"اس نے لٹے پٹے انداز میں کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

وہ جان گی کہ وہ اپنی غلطی ماننے والی نہیں۔اور پھر انہوں نے نفیسہ اور خدیجہ کو بلا کر اتنی بے عزتی کی کہ انکے سوا اور کون تھا جو وہیبہ کو یہ سب بتاتا۔

اور بس پھر اس دن کے بعد سے وریبہ نے وہ سب کیا جو اسکا دل کرتا تھا۔ مگر کچھ رشتوں سے اسے نفرت سی ہو گئی تھی۔ لہذا انہیں جواب دینے سے وہ چوکتی نہین تھی۔

خدیجہ جب جب اسے بیٹا کہتیں وہ تڑپ جاتی۔

کوئی جان ہی نہیں سکتا تھا کہ اسکی شخصیت کن محرومیوں کا شکار ہو گئی تھی۔ جو دن بدن اسے اندر سے کھوکھلا کرتی جا رہیں تھیں۔

اگلے دن صبح میں ہی فراز صاحب رقیہ بیگم کے کمرے میں گئے ان سے ثمینہ کو گھر بلانے کا کہا۔ انہوں نے پوچھا بھی کہ کیا بات ہے مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

وہ خود بھی پریشان ہوئیں فراز صاحب کے چہرے کے خطرناک حد تک سنجیدہ تاثرات دیکھ کر۔

جیسے ہی ثمینہ آئیں انہوں نے وریبہ کو بلایا۔

اسکے اندر آتے ہی آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے انگوٹھی لی جسے اس نے بھی منگنی کے بعد دوبارہ نہین پہنا تھا۔

"یہ آپ لڑکے والوں کو واپس کر دیں۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی ایسے گھٹیا لوگوں میں نہیں کرنی" انکی بات پر رقیہ اور ثمنہ دونوں ششدر رہ گئیں۔

"کیا کہہ رہے ہو دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا۔ بمشکل چند دن رہ گئے ہیں اسکی شادی میں مگر تم لوگوں کے تماشے ہی ختم ہونے میں نہیں آرہے۔ اماں میں تو عذاب میں پڑ گئی ہمدردی کرے۔ سوچا تھا بھائی کی نشانی ہے چلو کسی اچھی جگہ چلی جائے گی" انہون نے مصنوعی انداز میں روتے ہوئے کہا۔

"جس بھائی کو آپ نے کبھی محبت نہین دی اسکی نشانی سے محبت۔۔۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ بہر حال میری بیٹی کے لئیے آپکو فکر کرنے کی ضرورت نہین اور اگر اتنے ہی اچھے لوگ ہیں تو آپ شبانہ یا حسنہ کی بیٹی کی کر دیں۔" ان کی بات پر تو جیسے انہیں پتنگے لگ گئے۔

"وگے کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے۔ خود تو تم نے جو چاند چڑھانے تھے چڑھا لئیے۔ بیٹی کو بھی اپنی ہی ڈگر پر چلانا ہے کیا۔ اب تم مجھے سکھا"

"نہیں اللہ نے میری بیٹی کو ایک الگ ہی شخصیت کا مالک بنایا ہے نہ تو وہ آپ جیسی حاسد بنی ہے نہ اپنے ماں باپ جیسی کم ہمت یہ تو نا صرف باہمت ہے بلکہ رشتوں کو نبھانا جانتی ہے۔ نبھانا نہ جانتی تو منگنی والے دن ہی اس گھٹیا شخص کے منہ پر یہ انگوٹھی دے مارتی جسے آپ ہیرا

بنا کر ہمارے سامنے پیش کر رہی تھیں۔ کوڑا کوڑا ہی رہتا ہے چاہے جتنا مرضی اس پر سونے کا پانی چڑھا دیا جائے اسکی گندگی چھپ نہین سکتی۔ اور میں اپنی اور اپنی بدنصیب بیوی کے لئے تو آپ سب کے سامنے بول نہیں سکا مگر میں اپنی بیٹی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دوں گا" انہوں نے مضبوط لہجے مین کہا۔

چپ کر جاؤ تم دونوں" آخر رقیہ بیگم چیخ کر بولیں۔"

حد ہو گئی ہے تماشا ہی ختم نہیں ہو رہا۔ کیا مسئلہ ہے آخر تمہارا فراز اچھا بھلا رشتہ ہے" ان کی غصیلی نظروں کا رخ فراز صاحب کی جانب" ہوا۔

جو کچھ رات کو اس 'شریف لڑکے' کے منہ سے نکلنے والی غلاظت میں سن چکا ہوں اسکے بعد مر کر بھی ایسے درندے کو میں اپنی بیٹی نہ" دوں۔۔ دو مرتبہ نشے میں دھت وہ جیل کی ہوا کھا چکا ہے بہت جلد خبیب اسے سلاخوں کے پیچھے دھکیلنے والا ہے۔ اگر اس سب کے بعد بھی آپ میری بیٹی کو اس غلیظ انسان کے ساتھ بیاہنے پر بضد ہیں تو آج مجھے اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ میری ماں نے حقیقتاً "صرف مجھ سے اور میری بیوی سے انتقام کے لئے وہبہ کو گود لیا تھا۔ کیا آپکی نفرت اتنے سالوں بعد بھی ختم نہین ہو سکی اور کیا اسکی شدت اتنی زیادہ ہے کہ اس معصوم کو بھی اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کا اس سارے قصے سے نہ تو کوئی واسطہ ہے اور نہ تعلق" انہون نے تاسف بھرے انداز سے ماں کو دیکھا۔ اتنے سالوں بعد آج جب وہ بولنے پر آئے تو بولتے چلے گئے۔

رقیہ بیگم لاجواب ہو گئیں۔

ٹھیک ہے میں مان گی کہ ہارون اچھا لڑکا نہیں تو پھر اس شادی کا کیا کرو گے جو پانچ دن بعد ہے۔ بتاؤ لوگوں کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ " اچانک لڑکے میں اتنے عیب ہمیں نظر کیسے آگئے اور وہ بھی شادی سے چند دن پہلے۔ اور پھر جب لڑکیوں کی اس انداز میں شادی رکتی ہے تو پھر کوئی جگرے والا ہی انہیں قبول کرتا ہے۔۔۔ بتاؤ کوئی ہے ایسا جواب وہبہ کو قبول کرے۔" انہوں نے فراز صاحب کو حقیقت کا آئینہ دکھایا۔

ہاں ہے نہ صرف دل جگرے والا بلکہ اسی دن اسی تاریخ میں وہ وہبہ کو بیاہے گا" فراز صاحب کی بات پر رقیہ، ثمینہ اور یہاں تک کہ وہبہ " نے بھی حیران ہو کر باپ کو دیکھا۔

آج وہ خاموش کھڑی تھی کیونکہ اسکی جانب سے لڑنے والا اس کا باپ تھا آج ہی تو وہ پہلا موقع تھا جب اسے حقیقت میں محسوس ہوا تھا کہ وہ اس دنیا میں لاوارث نہیں۔

کون "ثمینہ اور رقیہ بیگم نے یک زبان ہو کر پوچھا۔"

وہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس آکر بیٹھا تھا اور کسی ن ئے کیس کی فائل کو اسٹڈی کر رہا تھا۔

فراز صاحب کا نمبر اپنے موبائل کی اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر حیران پھر پریشان ہوا کیونکہ چاچو بہت کم اسے فون کرتے تھے۔ پہلا خیال یہی آیا کہ کوئی پریشانی نہ ہو گھر میں۔

جلدی سے کال اٹینڈ کی۔

اسلام علیکم خیریت چاچو "اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ "

وعلیکم سلام جیتے رہو بیٹا۔۔۔ مجھے ابھی اس وقت تمہاری بہت شدت سے ضرورت پڑ گئ ہے۔ کسی مان کے تحت میں نے آج تمہیں بلایا" ہے امید کرتا ہوں تم میرا مان نہیں توڑو گے۔ "انہوں نے تمہید باندھی۔

چاچو پلیز جو بات ہے کھل کر کہیں میں آپکا بیٹا ہوں اور باپ بیٹوں سے پوچھتے نہیں حکم کرتے ہیں۔ میں کبھی آپکا مان توڑنے کا سوچ بھی" نہیں سکتا "اس نے انہیں تسلی دلائ

تو بس پھر ابھی گھر آجاؤ تفصیل میں تمہیں پہنچنے پر بتاؤں گا۔ اور جس مقصد کے لئے بلا رہا ہوں وہ بھی آنے پر ہی بتاؤں گا" وہ الجھا۔ "

جی میں نکل رہا ہوں "اس نے فائل بند کرتے کہا۔ نکلنے سے پہلے اپنے ماتحت کو کسی ایمر جنسی کا کہا اور گھر کی جانب گاڑی دوڑائ۔ "

فراز صاحب نے جبیب صاحب اور کامران صاحب کو بھی گھر بلا لیا تھا۔

نفیسہ بھابھی سے بھی اجازت لے لی تھی۔ انہیں اور کیا چاہئے تھا کہ وریبہ انکی بہو بنے۔ وہ انہیں ہمیشہ سے عزیز تھی۔ مگر رقیہ بیگم کی سختی کے باعث دل میں پلنے والی یہ خواہش وہ کبھی کہہ ہی نہیں سکیں تھیں۔

اور آج جب قسمت نے موقع دیا تھا تو وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتی تھیں۔

گھر کے سب بچوں میں بھی اچانک ہونے والی اس شادی نے کھلبلی مچا دی تھی۔ سب کو کالج اور یونیورسٹیوں سے بلا یا گیا۔

حسنہ اور شبانہ پر یہ خبر بم کی طرح گری انہین تو امید ہی نہیں تھی کہ جس کا مستقبل وہ تاریک کرنے کے چکروں میں تھی اس لڑکی کی قسمت اس طرح سے پلٹا کھا جائے گی۔

اور پھر ہم سب پلیننگز کرتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ سب سے بڑی ذات جب پلین بناتی ہے تو ہماری سب چالاکیاں اور ہوشیاریاں

دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔اس نے ہمیں عقل کل دے کر آزمائش میں ڈالا ہے۔وہ ہر لمحہ دیکھتا ہے کہ ہم اس کا استعمال کیسے کرتے ہیں کہیں وہ ڈھیل دیتا ہے مگر پھر جب کسنے پر آتا ہے تو ہم اپنے ہی بنے ہوئے جال میں پھنس کر پھڑ پھڑاتے ہیں ایک پنجرے میں بند پرندے کی طرح۔

ایسے وقت میں بھی وہی لوگ کندن بنتے ہیں جنہیں اللہ توفیق دیتا ہے اور جنہیں یہ توفیق نہیں ملتی انکے دل کوئلے کی مانند اور بھی سیاہ اور لمحہ بہ لمحہ جلتے رہتے ہیں راکھ کا ڈھیر بنتے رہتے ہیں

گھر آنے پر جو خبر اسے سننے کو ملی اس کا جی چاہا کاش وہ گھر رہ ہی آتا۔

ابھی بچوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ خدیجہ اور وہیبہ کا اصل رشتہ کیا ہے۔خبیب خود ابھی وہیبہ کی کل رات کی باتوں کو لے کر مخمصے میں تھا کہ ایک نیا بم اس کے سر پر پھٹ گیا۔ٹھیک ہے وہ اسے ہارون جیسے گھٹیا بندے سے بچانا چاہتا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ ساری زندگی کے لئیے باندھ لیتا۔

بیٹا مجھے امید ہے آج تم اس پوری دنیا میں وہ واحد انسان ہو جو میری بیٹی کو اس مصیبت سے نکال پاؤ گے۔ میں نے بہت مان سے تمہارا" نام تمہاری دادی کے سامنے لیا ہے کیا تم میرے اس مان کی لاج رکھ پاؤ گے "وہ تو برا پھنسا تھا۔لوگ اموشنل بلیک میلنگ کا شکار کیسے ہوتے ہیں آج وہ جان گیا تھا۔

کچھ دیر تو اس میں بولنے کی ہمت نہ ہوئی اور پھر وہیبہ۔۔۔کیا وہ مان گئی ہے۔

آپ نے وہیبہ سے پوچھا"اس نے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے اپنا خدشہ دور کرنا مناسب سمجھا۔جانتا تھا کہ وہ کبھی نہیں مانے گی۔ مگر" کبھی کبھی ہم جتنے قیاس لگاتے ہیں وہ سب بودے نکلتے ہیں۔

اسے کوئی اعتراض نہیں "وہ بری طرح چونکا۔پھر لب بھینچ لئیے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ فراز صاحب کو بے چین کئیے دے رہے " تھے۔وہ دونوں اس وقت اسٹڈی روم میں بیٹھے تھے۔خبیب کے گھر آتے ہی حبیب صاحب کسی کو کچھ بھی کہنے کا موقع دئیے بنا خبیب کو اپنے ساتھ اسٹڈی روم میں لے گئے اور اسے رات والی ہارون کی کال اور پھر اپنے فیصلے کے متعلق بتایا۔

مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں "اس کے سپاٹ لہجے پر غور کئیے بنا انہوں نے صرف اسکے منہ سے نکلنے والے اقرار کے لفظوں پر غور کیا اور " یکدم آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

پھر اسی شام ان کا نکاح رکھا گیا اور انہیں تاریخوں میں وہیبہ اور خبیب کی شادی ہونا قرار پائی۔

شام میں نکاح کے پیپر ز پر سائن کرنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ اسکے ساتھ ہو کیا گیا ہے اور یہ کہ اب وہ اس رشتے کو کیسے نبھائے گا۔

شادی کی تیاریوں میں تیزی آ گئی اُب کی بار تو نفیسہ اور خدیجہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہیں تھیں۔ رقیہ بیگم نے اب تک اپنی غلطی تسلیم نہیں کی تھی۔ مگر فراز صاحب اور خدیجہ کے لئے یہی بہت تھا کہ انکی بیٹی ان کے ساتھ ٹھیک ہو گئی ہے۔اور دونوں کی حیثیت تسلیم کر لی ہے۔ مگر سب بچے حیران تھے کہ خدیجہ سے خار کھانے والی وہیبہ یکدم انکی ہر بات کو ماننے کیسے لگ گئی ہے۔

مگر شادی کی خوشیوں میں کسی کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ ان باتوں پر غور کرتا۔

وہیبہ تو بس حیران تھی قسمت کی ان چکر پھیریوں میں وہ بس اس بات پر مطمئن تھی کہ اسکی جان ہارون جیسے گھٹیا انسان سے چھٹ گئی ہے خبیب جیسا بھی ہے مگر ویسا برے کردار کو تو ہر گز نہیں۔

خبیب نے بہت کوشش کی کہ شادی سے پہلے وہیبہ سے اس رشتے کے متعلق بات کر لے اسکے عزائم جان لے مگر سب نے گویا اسکا باقاعدہ پردہ شروع کروا دیا تھا۔

کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں انسان کو اتنا بھی بامروت نہیں ہونا چاہئیے کہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار لے "نفیسہ جو اسکے کمرے" میں آئیں تھیں شیروانی چیک کروانے خبیب نے ماں کے سامنے دل کی بھڑاس نکالی۔

ہشت۔۔بدتمیز ایسے نہیں کہتے۔۔اتنی تو پیاری ہے میری بہو میری تو برسوں کی خواہش پوری ہوئی "انہوں نے محبت سے لبریز لہجے" میں کہتے اپنے دل کا حال بیان کیا۔

یہ لو۔۔۔مائیں بیٹوں کی زندگیوں میں سکون کی دعائیں مانگتی ہیں آپ طوفان آنے کی باتیں کر رہی ہیں۔"اس نے افسوس سے ماں کو" دیکھا۔

پاگل نہ ہو تو کیسی باتیں کر رہا ہے۔۔اللہ نہ کرے طوفان کیوں آئے گا "انہوں نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔ "

تو آپکی بہو کسی طوفان سے کم ہے کیا روز جنگ وجدل کا میدان گرم ہو گا۔ کبھی دھواں اٹھے گا میرے کمرے سے اور کبھی گولیوں کی" آوازیں آئیں گی۔اور ابھی اگر پاگل نہیں ہوا تو آپکی بہو بیگم کے آنے کے بعد یقینا پاگل ہو جاؤں گا "اس نے منہ بنا کر ماں کو آنے والے دنوں کی منظر کشی کر کے بتائی۔

چل چپ کر اتنی اچھی بہو ہے وہ میری۔۔۔بس کچھ مسئلے تھے جنہوں نے اسے ایسا بنا دیا تھا۔۔اب تو بہت اچھی ہو گئی ہے "انہون نے آہ" بھرتے ہوئے کہا۔

کون سے مسئلے "اس نے بھنویں اچکائیں۔ "

بھائی آپکے دوست کا فون ہے "اس سے پہلے کہ نفیسہ اسے کچھ بتاتیں نہیا کی آواز آئی۔"

اورنج، ڈل گولڈ اور ڈارک گرین لہنگے اور چولی میں وہبہ سب کزنز کے جھرمٹ میں اسٹیج کی جانب آرہی تھی۔ چہرے پر گھونگھٹ تھا۔

چونکہ نکاح پہلے ہی ہو چکا تھا لہذا دونوں کی ایک ہی جگہ اکھٹے بٹھا کر مہندی کی رسم ادا کی جارہی تھی۔ خبیب بھی ڈل گولڈ شلوار قمیض میں گلے میں ڈارک گرین دوپٹہ پیچھے سے آگے کی جانب ڈالے خاموش اور سنجیدہ سا بہت سی نظروں کو خیرہ کئے دے رہا تھا۔

پورے لان کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

وہبہ کو صوفے پر اسکے ساتھ لا کر بٹھایا گیا تب بھی اسکی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

بھئی یہ گھونگھٹ کس خوشی میں دے دیا ہے اسے "خبیب کی ماموں کی بیٹی کی آواز آئی۔ "

حالانکہ ہزاروں دفعہ کا دیکھا ہوا چہرہ ہے "خبیب کی ہلکی سی سرگوشی وہبہ کے کانوں تک ضرور پہنچ گئی تھی۔ اور اس طنز سے ہی اسے " اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ وشتہ مجبوری میں جوڑا گیا ہے۔

وہ جو نکاح کے بعد سے ایک خیال اسے تنگ کر رہا تھا کہ وہ کس وجہ سے اس رشتے کے لئے مانا ہے اس ایک لمحے میں اس پر واضح ہو گیا تھا کہ وہبہ کی طرح وہ بھی رشتوں کو نبھانے کے چکر میں ایک ناپسندیدہ ہستی کو عمر بھر برداشت کرنے پر آمادہ ہوا ہے اور پتہ نہیں عمر بھر کرتا بھی ہے کہ نہیں۔ ویسے بھی اسکے لئے یہ رشتہ سوائے نجات کے اور کچھ نہیں تھا۔ اس کا اب محبت اور اس رشتے سے اعتبار اس قدر اٹھ چکا تھا کہ اسکے نزدیک سوائے دھوکے کہ یہ رشتہ اور کچھ نہیں تھا۔

اسی لئے اسے خبیب کے انداز پر نہ دکھ ہوا تھا نہ تکلیف۔

باری باری گھر کے سب بڑوں نے انہیں مٹھائی کھلائی اور مہندی بھی لگائی۔

آخر میں رقیہ بیگم نے ان دونوں کو ایک دوسرے کو مٹھائی کھلانے کا کہا۔

پلیز اماں بہت برا حال ہو گیا ہے کھا کھا کر اب مجھے قے آجائے گی۔ "خبیب نے بہانہ بنانا چاہا۔ "

کچھ نہین ہوتا جہاں اتنی ساری کھالی تھوڑی سی اپنی بیوی کے ہاتھ سے کھانے میں کیا تکلیف ہے "انہوں نے اس کا ہر عذر رد کر دیا۔ "

سب بچہ پارٹی نے انہیں بک اپ کیا۔

اوکے اوکے۔۔۔ مگر یہ گھونگھٹ ہٹائیں۔۔اب کہیں منہ کی جگہ آنکھ میں مٹھائی چلی گئ تو میں توکل بارات لانے کی بجائے ڈاکٹروں کے چکر لگاتا پھروں گا۔ "خبیب کی بات پر ایک قہقہ پڑا۔

ویسے ہی کہہ دو چہرہ دکھائیں میری مسز کا۔۔۔ڈرامے کیوں کر رہے ہو" یہ آواز سمارا بھابھی کی تھی۔ "

حد ہو گئ ہے یار ایک لوجکل بات کی ہی اس میں آپ لوگ چھیڑنے سے باز نہ آنا۔ میری توبہ جو آئندہ میں نے یہ شادی والی غلطی کی۔۔۔اس قدر درگت بناتے ہیں آپ لوگ "سب کی موجودگی کے باعث وہ جان بوجھ کر اپنے لہجے کو ہشاش بنانے کی کوشش کر رہا تھا یا وہبہ کو محسوس ہو رہا تھا۔

ڈرامے باز "اس نے دل میں سوچا۔ "

اوہہہہہہ۔۔۔یعنی ایک اور شادی کرنے کی بھی پلیننگ کر رہے ہیں" ربیعہ بولی۔ "

تو اور کیا سوچا تھا ایک اچھا ایکسپرینس ہوا تو دو چار اور بھی کر لوں گا۔۔۔ مگر یہ تو ایک بھی نہیں بھگتائ جا رہی۔۔ باقیوں کا تو اب سوچنا بھی نہیں "خبیب کی شرارتیں عروج پر تھیں۔

اب گھونگھٹ اٹھے گا یا میں دربار یار سے اٹھنے کی جسارت کروں "اسکے لطیف سے طنز پر نیہا نے آگے بڑھ کر وہبہ کا گھونگھٹ اٹھانا چاہا" کہ ینگ پارٹی کی جانب سے پھر آواز آئ۔

"بھابھی کا چہرہ دکھانے پر ہمیں کیا ملے گا"

میرے ولیمے کا کھانا" نیہا بھی رک گئ۔ خبیب کی بات پر سب نے پھر سے اوہ کا نعرہ لگایا۔ "

وہ تو ہمیں ویسے بھی ملنے والا ہے کوئ اور بات کرو" وہاج کے کہنے پر سب نے اسکا ساتھ دیا۔ "

اگر ایک چہرہ دیکھنا مجھے مہنگا پڑنے والا ہے تو رہنے دو میں چلتا ہوں کل دیکھ لوں گا۔۔ میں ایک دن اور صبر کر سکتا ہوں کوئ اتنی جلدی نہیں مجھے "خبیب کی آخری بات پر وہبہ کو لگا یہ اس نے خاص وہبہ کو سنایا بلکہ جتایا ہے کہ اسکے نزدیک اسکی کوئ حیثیت نہیں۔

بہت ہی کنجوس ہو بھائ بیٹھو" نیہا نے ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھاتے شرم دلائ۔ "

اور وہبہ کو گھونگھٹ سرکایا۔ خبیب نے چمچ میں مٹھائ لے کر جونہی اسکی جانب نگاہ کی وہ کچھ لمحوں کے لئے ساکت ہو گئ۔

میک اپ سے پاک مگر ایک حزن لئے اسکا حسن سب کو مبہوت کر گیا۔ خبیب نے بہت کوشش کی نگاہ پلٹنے کی مگر دل نے کچھ لمحوں کے

لئے اجازت ہی نہیں دی۔

بڑی مشکل سے خود پر کنڑول کرتے اس نے وہیبہ کی جانب چمچ بڑھایا نظریں جھکائے اس نے منہ کھولا اور خبیب نے آہستہ سے اسے مٹھائی کھلائی۔

نیہا نے چمچ وہیبہ کی جانب بڑھائی اس نے بھی تھوڑی سے مٹھائی لے کر خبیب کی جانب بڑھائی مگر اسکے ہاتھوں کی لرزش اس قدر تھی کہ خبیب کو شک گزرا کہ کہیں یہ مٹھائی والا چمچ اسکے اوپر نہ گر جائے اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر وہیبہ کے چمچ تھامے ہاتھ پر رکھ کر مٹھائی کھائی۔

سب نے اس حرکت پر ہوٹنگ کی۔

خبیب نے ہلکی سی مسکراہٹ سے ان سب کی جانب دیکھا۔ جبکہ وہیبہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

بارات والے دن وہیبہ پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا مگر یہ روپ بے حد سوگوار تھا۔

ڈیپ ریڈ شرٹ اور دوپٹے اور گولڈن شرارے میں ہر آنکھ میں اسکے لئے ستائش تھی۔ بارات ہال میں ہی ارینج کی گئی تھی۔ نکاح ئٹ شلوار اور وائٹ ڈل گولڈ کلہ سر پر چونکہ ہو چکا تھا لہذا وہیبہ کو ہال میں آتے ساتھ ہی خبیب کے ساتھ بٹھایا گیا تھا جو بلیک شیروانی اور وا رکھے کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

وہیبہ کے اسٹیج کے قریب آتے ہی اس نے آہستہ سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے قریب کھڑا کیا۔

وہیبہ کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ چکی تھی۔ خبیب کا پل پل بدلتا روپ اسے پریشان کر رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ ان لمحوں میں وہ بہت سی نظروں کی ضد میں ہے۔ ایک باپ نے جس مان سے اپنی بیٹے کس لئے اسے چنا تھا وہ اس باپ کو کسی دکھ اور تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھنا چاہتا تھا لہذا ان لمحوں کے سب تقاضے پورے کر رہا تھا۔

سب کزنز مل کر دودھ پلائی کی رسم کے لئے اسٹیج پر جمع ہوئیں۔

بھائی جلدی سے پی کر جیب ڈھیلی کریں" نیہا بھی سب میں شامل تھی۔ "

تم کب سے غداروں میں شامل ہو گئی ہو" اس نے بھنویں سکیڑتے نیہا اور فارا کو گھورا۔ "

جب سے آپکی بیگم کی دوست بنے تھے۔" انہوں نے بھی فٹ سے جواب دیا۔ ہمیشہ سے خبیب سے ڈرنے والیاں آج شیر بنی ہوئیں "

تھیں۔

بمشکل ساری رسموں سے گزر کر رخصتی ہوئی۔ حالانکہ وہبہ کو واپس اسی گھر میں آنا تھا مگر پھر بھی سب کے آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے۔

گھر آتے ہی سب نے وہبہ کو پہلے کمرے میں پہنچایا جسے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ پورے کمرے میں موم بتیاں لگا کر اسے روشن کیا گیا تھا۔ اور پھولوں کی پتیاں زمین اور بیڈ پر جا بجا بکھری ہوئیں تھیں۔

جس وقت خبیب کمرے میں آنے لگا سب نے پھر سے اسکا رستہ روکا۔

"کیا مذاق ہے یار بس کرو اب۔۔۔ بیوی اتنی مہنگی پڑی ہے پہلے پتہ ہوتا تو انکار کر دیتا" وہ حقیقتا اب بے دل ہو گیا تھا۔

"شرم تو نہیں آتی آپکی یہ بات میں نے ریکارڈ کر لی ہے کل وہبہ کو سنائیں گے "سب نے اسے دھمکی دی۔

"میری طرف سے ابھی سنا دو۔۔۔ لیکن اب بس کرو تھکاوٹ سے برا حال ہو گیا ہے اور اگر اب اندر نہ جانے دیا تو میں دینو چاچا کے کوارٹر میں جا کر لیٹ جاؤں گا" خبیب نے دھمکی دی۔

"ہاہاہاہا اور ہمارے جاتے ہی واپس آ جائیں گے "سبحان بولا۔

"کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی تم لوگوں سے جان چھڑانے کی "اس نے گدی سہلائی۔

"نہیں "سب یک زبان ہو کر بولے۔

"اچھا چلو ولیمے کے بعد سب کو ہائی ٹی کی ٹریٹ پکی "اس نے ابھی تو جان چھڑوانے والی بات کی۔

"لکھ کر دیں" نیہا جلدی سے ایک کاغذ پنسل لے آئی۔

"شرم کرو بھائی پر اعتبار نہیں "اس نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"نہ "اس نے بھی ڈھٹائی سے کہا۔

اس نے فورا لکھ کر اپنے سائن کئے تب کہیں جا کر سب وہاں سے گئے۔

وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر آیا۔ وہبہ اسکی توقع کے برخلاف بیڈ پر بیٹھی دلہنوں کی طرح ہی اسکا انتظار کر رہی تھی۔

"حیرت ہے آپ بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں "اس نے استہزائیہ انداز میں اسکے حسین روپ کی جانب سے نظر چراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ کلہ اور پھر شیروانی اتاری۔

وہبہ کی تو جان جل کر رہ گئی۔اس نے خود کو نہایت بے وقوف تصور کیا۔

تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھنے لگی کہ کلائی پاس کھڑے خبیب کے ہاتھ میں آ گئی۔

کیا سوچ کر نکاح نامے پر دستخط کیئے تھے۔"اسکے طنزیہ لہجے میں پوچھے جانے والے سوال نے وہبہ میں وہی روح بھر دی جو پہلے خبیب" کو دیکھ کر جاگتی تھی۔

یہی سوال میں آپ سے پوچھنا چاہوں گی۔۔۔ مجھ جیسی بے باک لڑکی جسے آپ نوکرانی بنانا توہین سمجھتے تھے اس سے نکاح کے لئیے" کیوں آمادہ ہوئے۔"وہبہ نے بے خوفی سے کہا۔

"مجبوری۔۔کسی کے مان بھرے لہجے کی مجبوری"

یہاں بھی معاملہ مجبوری کا ہی ہے کسی درندہ صفت انسان سے بچنے کی آخری صورت یہی نظر آئی تھی"اس نے بھی بے لچک لہجے میں" کہا۔

تو یہ ڈرامہ کب تک پلے کرنا ہے۔آج ہی سب طے ہو جائے تو اچھا ہے"خبیب نے بغیر ہچکچاہٹ کے پوچھا۔ "

اتنی کیا جلدی ہے۔۔یا کہیں اور کمٹمنٹ ہے"وہبہ نے کاٹ دار لہجے میں پوچھا۔ "

ہو بھی سکتی ہے"خبیب نے اسکے چہرے پر نظریں گاڑھتے ہوئے کہا۔ "

آپ آزاد ہیں جہاں مرضی شادی کریں"اس نے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالتے ہوئے کہا۔کہیں کچھ ٹوٹا ضرور تھا۔"

"آپ کا دم چھلا ساتھ لگا کر؟"

تو یہ نکاح کرتے وقت سوچنا تھا کہ مجھے ابھی کچھ دنوں تک جھیلنا ہو گا"وہبہ نے غصے سے کہا۔"

"میں تو سمجھا تھا آپ انکار کر دیں گی مگر میری ایسی قسمت کہاں کہ آپ جیسی لڑکی سے جان چھوٹ جاتی"

"مجھ جیسی سے کیا مطلب ہے آخر آج بتا ہی دیں آپ"

"آپ کو زیادہ بہتر پتہ ہے۔۔ نجانے کب تک آپ جیسی منہ پھٹ اور بدتمیز لڑکی کو جھیلنا پڑے گا"

ہاں ہوں مین منہ پھٹ اسی لئیے منہ پھٹ ہوں کہ آپ جیسے بچوں کی سی تربیت نہین ہوئی میری۔۔۔ سگی ماں کے ہوتے ایک ایسی" گود نے پرورش کی جس میں نہ محبت کی گرمائش تھی نہ پیار کے پھاہے تھے۔۔جہاں صرف نفرت اور حسد کی آگ تھی میری ماں اور آپکی خدیجہ چچی سے بدلہ لینے کی۔۔۔ میں ہوں بدتمیز اور منہ پھٹ کیونکہ مجھے اس تربیت میں موجود خلا نے ابنارمل بنا دیا ہے۔تو پھر میں

کیسے آپ جیسے لوگوں کی طرح بی ہیو کروں۔پوچھیں جاکر تائی سے کہ مین ایسی کیوں ہوں وہ آپکی زیادہ بہتر جواب دیں گی۔۔اور اتنی ہی بری لگتی ہوں توکیوں بچایا مجھے دومرتبہ اس درندے سے کیوں پاپا کواسکی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاع دی۔۔۔آج اسی کے ہاتھوں رسواہوکر مرجاتی توسب کی جان چھوٹ جاتی مجھ سے۔۔۔۔"روتے روتے وہ تیزی سے مڑی اور ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

مگر اسکی بے ترتیب باتیں خبیب کوالجھا گئیں۔اب مزید وہ اس کسوٹی کو کھیلنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔وہ تیزی سے کمرے سے نکل کر نفیسہ کے کمرے کی جانب گیا

وہ ابھی سونے کی تیاری کر ہی رہیں تھیں کہ دروازے پر ناک ہوا۔

حبیب صاحب نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو دروازے میں خبیب کو دیکھ کر ٹھٹھکے۔

کیا بات ہے بیٹا خیریت "ان کا حیران ہونا بنتا تھا۔ "

ڈیڈی۔۔۔وہ ممی ہیں "اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔وہ ہمیشہ سے باپ کی نسبت ماں کے زیادہ قریب تھا۔ "

ہیں بیٹا۔۔اندر آجاؤ "انہوں نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔ "

کیا بات ہے ہبہ ٹھیک ہے "نفیسہ جو بیڈ کے قریب کھڑیں تھیں پریشانی سے آگے بڑھتے ہوئے بولیں۔ "

"جی۔۔مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی"

چلو "وہ اسکے ساتھ باہر لاؤنج میں آئیں مگر وہ ان کا ہاتھ تھام کر لان میں بنے لکڑی کے بینچ کی جانب بڑھا۔ "

کیا بات ہے بیٹا۔۔کیوں پریشان کر رہے ہو میرا دل ہول رہا ہے "انہوں نے پریشانی سے کہا۔ "

انہیں بینچ پر بٹھا کر وہ بھی ان کے قریب بیٹھ گیا۔

ماضی میں ایسا کیا ہوا ہے جس نے ہبہ کی پوری شخصیت کو توڑ پھوڑ دیا ہے۔جب سے ہارون والا معاملہ شروع ہوا تھا مجھے تب سے محسوس" ہوا کہ وہبہ وہ نہیں ہے جیسا پھوپھو لوگوں نے اسے مشہور کیا ہوا ہے۔آج کم از کم اتنا تو مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ آپ سب بڑے جانتے ہیں مگر بچے نہیں۔ایسی کیا بات ہے کہ اس نے دادی کو حاسد کہا ہے۔۔۔ایسا کیا راز ہے کہ جس کے تناظر میں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ خدیجہ چچی سوتیلی ماں نہیں ہیں۔۔۔پلیز ممی میرے لئے اب یہ سب جاننا بے حد ضروری ہے۔۔کیونکہ اس سب کا اثر میری آئندہ زندگی میں بہت گہرا پڑنے والا ہے۔مجھے کچھ عرصے سے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں نے اسکے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پالی ہیں اور میں ناحق اسے بدتمیز، جھگڑالو اور بے باک تصور کرتا رہا ہوں۔آپ جانتی ہیں نہ کاشف سے شادی سے

انکار کے بعد پھو پھو نے کس کس طرح کی وہبہ کے بارے میں باتیں کیں تھیں۔۔ کہ نجانے کتنوں کے ساتھ اسکے چکر ہیں یہاں تک کہ کچھ خطوط بھی چچا کو دکھائے تھے۔۔۔ مگر مجھے کچھ عرصے سے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ وہ سب غلط تھا اور اسکے پیچھے کوئی بہت بڑی وجہ ہے" نفیسہ کے ہاتھ تھامے سر جھکائے وہ اپنی ہر کیفیت ان سے کہتا چلا گیا۔

اور میں تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک آپ مجھے سب حقیقت بتا نہیں دیتیں۔۔۔"اس کے اٹل انداز پر نفیسہ اسے ماضی کا ہر" وہ ورق سناتی چلی گئیں جو بچوں سے اب تک پوشیدہ رکھا گیا تھا۔

جیسے جیسے وہ سنتا گیا ویسے ویسے اسکے چہرے کے تاثرات بدلتے گئے۔

جب نفیسہ روتے ہوئے سارا قصہ سنا چکیں وہ تب بھی کتنی دیر گم صم رہا۔

کوئی اس حد تک بھی نفرت کر سکتا ہے۔۔۔۔ مائی گاڈ" وہ بے یقینی کی کیفیت مین تھا۔ "

تم ہمیشہ مجھے کہتے تھے آپ وہبہ کے لئے اتنا نرم دل کیوں رکھتی ہیں وہ تو اتنی منہ پھٹ ہے۔۔۔ مگر وہ جس محرومی سے گزر رہی تھی" ایک ماں ہوتے میں کیسے اسکے لئے دل پتھر کر لیتی۔۔۔ خدیجہ تو اسے پیار نہیں کر پاتی تھی نہ ہی کبھی تمہاری دادی نے اسے وہ پیار دیا تھا۔۔ وہ صرف فرض پورا کر رہیں تھیں۔ تو اپنے تکلیف دہ لمحوں میں وہ کس کی گود میں چھپتی۔۔ پھر میں نے خدیجہ کی جگہ اسے سمیٹنا شروع کیا۔ تم خود سوچو جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے اسے کہنا سننا بتانا آتا ہے وہ اپنی ہر تکلیف میں ماں کو ڈھونڈتا ہے۔ وہبہ کس کو کہتی۔۔۔ پھر میں نے اپنی محبت سے اسے اتنا اعتماد دیا کہ وہ اپنے دکھ درد مجھ سے کہنے سننے لگی۔ اسکے آنسوؤں کو بھی کسی گود کی ضرورت تھی جہاں وہ سر رکھ کر انہیں بہا سکتی۔ پھر وہ سب مجھ سے کہننے سننے لگی۔ میں نے نیہا اور فارا کو اسکی جانب بار بار متوجہ کیا تا کہ وہ اسکے دکھ درد کی ساتھی بن جائیں۔ بیٹا وہ بہت اچھی ہے۔۔ احساس کرنے والی ہے۔ ابھی وہ بہت تکلیف دہ وقت سے گزر رہی ہے۔ ابھی تو وہ ماں باپ کی محبت پر "یقین بھی نہیں کر پا رہی۔ تم اسے سمیٹ لینا۔۔۔ مجھے امید ہے کہ تم کسی بے قصور کو سزا نہیں دیتے۔۔۔ وہ بھی بے قصور ہے۔۔۔

مجھے تو ابھی پہلے اس سے اپنے رویوں کی معافی مانگنی ہے۔۔ میں جو دوسروں کو انصاف دلانے میں پیش پیش ہوتا ہوں اس بات سے ہی" بے خبر تھا کہ میرے اپنے گھر میں مجرموں کی ایک لمبی تعداد ہے اور کوئی بے قصور انکے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے" اس نے تاسف سے کہا۔

مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اسکے سامنے اب کیسے جا پاؤں گا۔۔ کیونکہ میں نے بھی اندھی تقلید میں اسے لفظوں سے بہت سے" زخم لگائے ہیں" خبیب کو رہ رہ کر اپنی باتیں یاد آ رہیں تھیں جو وہ وقتاً فوقتاً اسے سناجاتا تھا۔

وہ بہت اچھی ہے بیٹا جب اس نے اپنے ماں باپ کو معاف کر دیا تو تمہیں بھی کر دے گی" نفیسہ نے اسے تسلی دی۔ "

"اس کا اپنے ماں باپ سے ایک گہرا رشتہ ہے۔ جبکہ مجھ سے ابھی اس کا کوئی رشتہ بنا ہی نہیں "

بیٹا رشتہ تو اللہ نے بنا دیا نکاح کی صورت اب تو تمہیں اسے آگے لے کر چلنا ہے اس میں محبت اور چاہت کے پھول سجانے ہیں اب تم پر" ہے تم کس طریقے سے اسے اپنی جانب مائل کر کے اپنی زندگی سہل بناتے ہوئے "ان کی نصیحتوں کو وہ بہت غور سے سن رہا تھا۔

چلو اب جاؤ اسکے پاس۔۔۔ جتنی مرتبہ برے الفاظ اسکے لئے استعمال کئے ہیں اتنی ہی مرتبہ اس سے معافی مانگ لو۔۔ جب انہین" اپنی زبان سے ادا کرتے نہیں جھجکے تھے تو اب معافی مانگنے میں کیسی جھجھک "ماں کی بات پر وہ شرمسار ہوا۔

چلو اٹھو اور جاؤ۔۔ اللہ تم دونوں میں محبت پیدا کرے "کہتے ساتھ ہی انہون نے خاموش بیٹھے خبیب کو بھی اٹھایا اور اندر کی جانب قدم" بڑھا دئیے۔

جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا وہبہ بیڈ پر کمبل لئے سو چکی تھی۔

خبیب کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔ سب حقیقت معلوم ہونے کے بعد اسے نہ صرف اس پر ترس آیا بلکہ دل نے کہیں خطرے کی گھنٹیاں بھی بجانا شروع کر دیں۔ اسکا مہندی والا روپ ابھی اسکی نظروں کے آگے سے نہیں جا پا رہا تھا کہ آج سجی سنوری وہ خبیب کو امتحان میں ڈال رہی تھی۔

وہ پلٹ کر ڈریسنگ روم میں گیا کپڑے چینج کر کے خاموشی سے آکر اس سے تھوڑا فاصلے پر لیٹ گیا۔ بڑی مشکل سے آنکھ لگی۔

اگلے دن صبح جب وہبہ کی آنکھ کھلی اپنے قریب خبیب کو دیکھ کر وہ چونک کر اٹھی۔ رات میں کس وقت وہ کمرے میں آیا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

روتے روتے وہ کب سوئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔ اٹھ کر گھڑی پر ٹائم دیکھا جو صبح کے گیارہ بجا رہی تھی۔

جلدی سے پاس پڑی شال لپیٹتی بیڈ سے اتر کر وہ واش روم کی جانب بڑھی منہ ہاتھ دھو کر جس لمحے وہ باہر آئی خبیب اٹھ چکا تھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا۔

وہبہ کو آتے دیکھ کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے "اس نے وہبہ کو مخاطب کیا جو چہرے پر لاشن لگا رہی تھی۔ "

جی میں سن رہی ہوں"اس نے آہستہ سے اسکی جانب دیکھے بنا جواب دیا۔ "

مجھے اپنے ہر برے اور بد صورت رویے کے لئیے معافی مانگنی ہے۔۔ کیسے مل سکتی ہے۔۔ مل بھی سکتی ہے کہ نہیں"وہ بیڈ سے اتر کر اسکے" قریب آیا جو بیڈ کے سامنے رکھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی۔

میری اتنی اوقات ہی نہیں کہ میں کسی کو معافی دے سکوں"اس نے تلخی سے کہا۔ "

خبیب نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

آپ کو پتہ ہے نا جب تک بندہ معاف نہین کرتا اللہ بھی معاف نہیں کرتا اتنا بڑا حق تو اللہ نے آپ کو دے دیا تو پھر آپ خود کو اتنی ارزاں" کیسے سمجھ سکتی ہو۔"وہ تو خبیب کے نرم رویے اور لہجے پر حیران تھی۔

مجھے ممی نے سب بتا دیا ہے۔۔ میں نے آپکو ہمیشہ ویسے ہی دیکھا جیسے لوگوں نے دکھایا۔۔ جب خود سے جانا تو معلوم ہوا یہ لڑکی تو وہ ہے" ہی نہیں جیسا ہم نے سمجھا تھا۔ بس قصور سارا اپنا نظر آیا تو معافی مانگنے آگیا"خبیب کی بات پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر بکھری۔

اوہ تو ایسے کہیں نہ کہ ہمدردی اور ترس کھا کر آپ مجھ سے معافی مانگنے آگ ئے میں نے تو ان کے لئ ئے بھی دل میں کدورت نہیں" رکھی جنھوں نے میرے پیدا ہونے کو کسی کے لئ ئے دکھ اور تکلیف کا باعث بنا دیا تو آپکے خلاف دل میں کیا کدورت رکھنی"اس نے خبیب کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹاتے ہوئے فاصلہ قائم کیا۔

مجھے ترس اور ہمدردی کی بھیک نہین چاہئ ئے۔۔۔ آپ کل بھی اپنے فیصلوں میں آزاد تھے اور آج بھی ہیں۔۔ جب چاہے اپنی من" پسند ہستی کو اپنی زندگی میں لے آئیں مجھے کوئ اعتراض نہیں بس اتنی سی گزارش ہے مجھے اس بندھن سے آزاد مت کیجئیے گا کیونکہ مجھے کسی کے ساتھ بھی یہ رشتہ بنانا ہی نہیں۔ مجھے محبت اور میاں بیوی کے رشتے میں کوئ دلچسپی ہی نہیں جو دھوکے اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔ بس میری آپ سے کوئ ڈیمانڈ نہیں نہ میں کبھی آپکو تنگ کروں گی۔۔۔ بس مجھے اب اس گھر کے سوا کہیں اور جانا ہی نہیں۔ میں لڑتے لڑتے اب تھک گئ ہوں۔۔ مجھ میں اور تکلیفوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں۔ انہی دکھوں کو سہہ لوں تو بہت ہے۔۔۔"اپنے محسوسات بتا کر وہ ایسے خاموش ہوئ جیسے اب کچھ اور کہنے کی ہمت ہی نہیں۔

اس سے پہلے کہ خبیب کچھ کہتا دروازے پر ناک ہوا۔

وہیبہ نے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ تو سب بچہ پارٹی کو دروازے میں کھڑے پایا۔

صبح بخیر۔۔۔اب آپ لوگ ناشتے کے لئے آ بھی جائیں یا کوئی خاص سواری آپ کے لئے لائی جائے "سمارا بھابھی نے شرارت" سے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

چلیں "وہبہ نے تیزی سے قدم بڑھائے۔ "

ارے لڑکی صبر کرو۔۔اپنے میاں کو تو ریڈی ہونے دو اسکے ساتھ آؤ۔۔بے وقوف۔۔ہائے میرے دیور کا کیا بنے گا "انہوں نے دہائی" دی۔

کچھ نہیں بنے گا۔۔ میں تو تیار ہوں نہ تو میں آجاتی ہوں نیچے "وہبہ نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔ "

خبیب واش روم میں جا چکا تھا۔

بیٹا جی اب آپ اس گھر کی صرف بیٹی نہیں بہو بھی ہیں "بھابھی نے اسے پیار سے سمجھایا۔ "

اچھا پھر آپ لوگ تو اندر آجائیں نا "اس نے ان کا ہاتھ تھامتے انہیں اندر کیا۔ "

کیسا لگ میرا بھائی "نیہا نے شرارت سے پوچھا۔ "

ویسے ہی جیسے ہمیشہ سے تھے۔۔۔انکی کون سا آنکھیں ناک کی جگہ لگ گئیں ہیں اور ہونٹ ماتھے پر آگئے ہیں "وہبہ نے ایسا نقشہ" کھینچا کہ سب کے قہقہے گونج گئے۔

دیکھ لو تمہیں کیا کہہ رہی ہے "وہبہ کی واش روم کی جانب پشت تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا کب وہ واش روم سے باہر آیا ہے۔ "

یہ بے تکی باتیں تو اب میں نے ساری زندگی سننی ہیں۔ "خبیب نے ہنستے ہوئے کہا۔ "

گفٹ کیا دیا اس نے تمہیں "بھابھی اصل بات کی جانب آئیں۔ "

وہبہ کو اب احساس ہوا کہ اس رشتے کے واقعی میں کچھ تقاضے بھی ہیں جو دنیا کو انہیں دکھانے ہیں۔

مجھے پتہ تھا صبح میں آپ سب کو زیادہ ٹینشن اسی بات کی ہونی ہے کہ میں نے اپنی بیگم کو گفٹ کیا دیا ہے اسی لئے رات کو انہیں نہیں" دیا تھا سوچا تھا سب کے سامنے دوں گا تو آپ سب کی تسلی ہو "کہتے ساتھ ہی ایک خوبصورت سی چین اور پینڈنٹ لیئے وہ وہبہ کی جانب بڑھا اور اسے سنبھلنے کا موقع دئیں بنا اسکے پیچھے کھڑے ہو کر اسکے بال آگے کی جانب کر کے چین اسکے گلے میں پہنائی۔۔

وہبہ کی تو اسکے اتنے نزدیک کھڑے ہونے سے جان نکل گئی۔

چین بند کر کے اس نے وہبہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے۔

اب خوش آپ سب "اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "

بہت اچھی چوائس ہے بھئی "سب نے تعریف کی۔ "

اب آپ سب کی تفتیش ختم ہو گئی ہے تو باہر چلیں "کہتے ساتھ ہی اس نے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ "

رات میں ولیمے کے فنکشن میں فون اور پیچ کلر کی میکسی میں خوبصورتی سے میک اپ کیئے بلیک ڈنر سوٹ میں خبیب کے ساتھ اسٹیج کی جانب آتے ہوئے وہ آج بھی کل کی طرح یا شاید اس سے زیادہ گم صم تھی۔

خبیب نے بے اختیار آگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھاما۔

اس نے حیرت سے خبیب کو دیکھا۔

اسی لمحے فوٹو گرافر نے یہ منظر قید کیا۔

فوٹو گرافر نے کہا ہے۔۔۔اپنی شادی پر ایسا لگتا ہے بندہ اسٹوڈنٹ بن گیا ہے اور فوٹو گرافر ٹیچر۔۔۔اٹھو بیٹھو، ہنسو، ادھر دیکھو، ادھر دیکھو، بیوی کا ہاتھ پکڑو۔۔۔حد ہو گئی بندہ چغد ہی لگتا ہے "خبیب کے تبصرے جاری تھے۔ وہبہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھری۔

خبیب نے اسکی جانب دیکھا۔ نجانے کیا تھا اس مسکراہٹ میں جو کچھ لمحوں کے لیئے اسے مسمرائز کر گئی۔

کیا تھا ان چند دنوں میں اسے لگا وہ اب پہلی مرتبہ اس وہبہ سے ملا ہے۔

اسکے ماضی کو جاننے کے بعد یہ سب ہوا تھا یا یہ رشتہ قائم ہونے کے بعد وہ ابھی تک الجھا ہوا تھا۔

کیا کسی رشتے میں اللہ نے ایسی تاثیر بنائی ہے کہ جس کے قائم ہوتے ہی ایک شخص جو بے حد برا لگتا ہو وہ یکدم نظروں کو بھانے لگ جائے۔۔۔

خبیب کی الجھی نظریں بار بار وہبہ کے چہرے پر پڑ کر اور بھی الجھ رہی تھیں۔

اس کے قریب بیٹھتے یا اس سے دور کھڑے آج خبیب کی سوچوں کا محور صرف وہی تھی اور پہلی مرتبہ اس نے مثبت انداز میں اسکے لیئے سوچا تھا۔

ممی نے ٹھیک کہا تھا رشتہ تو اللہ نے بنا دیا اور ایک دوسرے کے لیئے کشش بھی اس نے دلوں میں ڈال دی۔

یہ آپ نے ہمیں کچھ لکھ کر دیا تھا "وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی پر کوئی سیاسی ٹاک شو دیکھنے میں مگن تھا۔ ایک ہفتے کی اس نے " چھٹی لے رکھی تھی۔ جس میں سے تین دن تو شادی کی تقریبات کی نذر ہو گئے تھے۔ آج وہ تھوڑا فارغ تھا لہذا اپنے پسندیدہ کام میں

مشغول تھا۔

کہ نیہا نے آکر اسے وہی صفحہ دکھایا جس پر شادی کی رات اس نے انہیں ٹریٹ دینے کا لکھا تھا۔

افوہ سکون نہیں آیا تم لوگوں کو ابھی تک۔۔ میرا سارا بجٹ خراب کر کے رکھ دیا ہے۔۔ابھی بھی ٹریٹ کی مصیبت ہے میں ڈیڈی کی طرح بزنس نہیں چلا رہا بلکہ ایک سرکاری نوکری کر رہا ہوں" خبیب نے اسے گھورا۔

واٹ ایور تم نے ٹریٹ کا کہا تھا اب مکرو نہیں۔۔ ورنہ ہم وہبہ کو واپس اسکے کمرے میں شفٹ کروا دیں گے" سمارا بھابھی لاؤنج میں آتے ہی دھمکیوں پر اتر آئیں۔

ایک تو ہر کوئی مجھے یہاں ڈرانے دھمکانے لگا ہوا ہے۔ شادی کیا کر لی لگتا ہے کوئی جرم کر بیٹھا ہوں" اس نے مصنوعی خفگی سے کہا۔ "

لے کر جا رہے ہو کہ نہیں" سمارا بھابھی نے انگلی اٹھا کر منہ پھلاتے کہا۔ایک وہی تھیں جن کے غصے اور ناراضگی کے آگے اسکی ایک نہیں چلتی تھی۔اسی لئے سب نے کوئی بات خبیب سے منوانی ہوتی تو انہیں آگے کر دیتے۔

اچھا بابا۔۔۔تیار ہوں لے چلتا ہوں باقی کی پارٹی کو بھی بلا لیں کوئی رہ نہ جائے" اس نے خشمگیں نظروں سے انہیں گھورا۔ "

وہ دونوں باقی سب کو بھی اطلاع دینے پہنچیں۔

چلو بھئی تمہارے میاں نے آج حاتم طائی کو بھی پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم سب کو یہ موقع مس نہیں کرنا چاہئیے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ وہ ہمیں ہائی ٹی پر لے کر جا رہا ہے" وہ جو تائی کے کمرے میں ان سے باتیں کر رہی تھی۔ بے تاثر چہرے سمیت انہین دیکھتی رہی۔

میرا دل نہیں کر رہا۔ تین دن بعد تو ذرا سکون سے بیٹھی ہوں آپ لوگ چلے جائیں نا" اس نے بیزاری سے کہا۔ "

نفیسہ نے بہت غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔

افوہ کیا ہو گیا ہے بالکل ہی آدم بیزار ہو گئی ہو" اوہ اسے اسکے حال پر چھوڑ کر باہر کی جانب چل دیں۔ "

ہبہ بیٹے کیا بات ہے خوش نہیں ہو کیا" وہ جو بیڈ پر انکے قریب ہی بیٹھی تھی نفیسہ نے اس کا ہاتھ تھام کر اسکا چہرہ جانچا۔ "

پتہ نہیں تائی۔۔ آپ سب نے خبیب کے ساتھ زیادتی کر دی ہے وہ مجھ جیسی لڑکی انکوڈیزرو نہیں کرتی" اس نے آنکھیں جھکائے دکھ سے کہا۔

خبیب نے کچھ کہا" انہیں تشویش ہوئی۔ "

"نہیں مگر مجھے ایسا لگتا ہے۔۔۔ مجھے نہیں معلوم خوشی کیا ہے میرے لئیے یہی بہت ہے کہ میں آپ سب کے پاس ہمیشہ رہوں گی اور خبیب؟" وہ فکر مند ہوئیں۔۔اپنے بیٹے سے یہ بے وقوفی کی امید نہیں تھی کہ وہ وہبہ کو اسکے حال پر چھوڑ دے گا۔'کیا فائدہ ہوا اسے سب بتانے کا' انہوں نے دل میں سوچا۔

زبردستی کے رشتے بس نبھائے جاتے ہیں ہم بھی نباہ لیں گے "اسکی اداس شکل دیکھ کر انکے دل کو کچھ ہوا۔ "

خبیب ابھی اپنی کیفیت پر الجھا ہوا تھا تو وہ وہبہ کو یکدم کیسے سمیٹ لیتا۔

نفیسہ نے خبیب سے بات کرنے کا سوچا۔

اچھا ابھی تو سب باتیں چھوڑو اور اٹھ کر تیار ہو جاؤ۔۔ جس مقام پر آج تم خبیب کی زندگی میں ہو وہ اللہ نے تمہیں دیا ہے اور جو لوگ" اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں اسے بھرنے کے لئیے بہت سے لوگ بہت جلدی بھر دیتے ہیں۔ جتنی غلطیاں جانے انجانے میں زندگی میں ہو گئیں انہیں اب دہراؤ مت۔۔ آگے بڑھ کر زندگی سے خوشیاں حاصل کرو گی تو ملیں گی۔ طشتری میں سج کر خوشیاں نہیں ملتیں۔اب میں کوئی اور بات نہ سنوں جلدی سے اٹھ کر تیار ہو جاؤ "انہوں نے زبردستی اسے اٹھا کر اسکے کمرے کی جانب بھیجا۔

وہ بے دلی سے کمرے میں آئی۔ جہاں بلیک جیکٹ، اور جینز میں خبیب تیاری کے آخری مراحل میں تھا جھک کر اپنے شوز پہن رہا تھا۔

کیا میرا جانا ضروری ہے۔۔ آپ ان سب کو لے جائیں میرا دل نہیں کر رہا" وہ اندر آتے ہی خبیب سے الجھنے لگی۔ "

جب میں دوسری تیسری بیوی لے آؤں گا تب آپکو میرے ساتھ مجبوری میں کہیں جانے کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔۔ مگر اس" وقت مسئلہ یہ ہے کہ آپ ہی میری اکلوتی بیوی ہیں اور یہ ٹریٹ میں انہیں ہماری ہی شادی کی خوشی میں دے رہا ہوں سو برا لگے گا اگر میزبان ہی نہ جائیں "خبیب کی بات پر اس کا دل جل کر رہ گیا۔

خوشی ہے کیا آپکو اس شادی کی "اس نے جلے کٹے انداز میں پوچھا۔ "

چلیں آپ سے شادی کے غم میں ٹریٹ دے رہا ہوں بس خوش "وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا۔ "

وہبہ غصے سے اپنے کپڑے نکالتی تیار ہونے چل دی۔ جان گئی تھی کہ اس سے کچھ کہنا ہی فضول ہے۔

نیٹ کی خوبصورت سے بلیک فراک جس پر خوبصورت سی کام والی کوٹی تھی، ساتھ میں بلیک پاجامے اور دوپٹے میں وہ غصے میں بھری باہر آئی۔ یہ دیکھے بنا کہ خبیب نے بھی بلیک کلر کے ہی کپڑے پہن رکھے ہیں۔

جلدی جلدی کانوں میں بالیاں ڈالیں جن کی نفیسہ اور خدیجہ ہر وقت تاکید کرتی تھیں جلدی سے ہئیر برش بالوں میں پھیر کر انہیں کھلا رہنے دیا۔ نیچرل کلر کی لپ اسٹک اور باریک سا آئی لائنر لگا کر وہ تیار تھی۔

مڑی تو خبیب کو اپنی جانب متوجہ دیکھا۔ یکدم جھجھک کر وہیں رک گئی۔

وہ چین کہاں ہے جو میں نے آپکو دی تھی "خبیب نے اسکے سونے گلے کی جانب دیکھ کر پوچھا۔ "

رکھ دی ہے آپکی من پسند بیوی کے لئیے جسے لائیں گے اسی کو پہنائیے گا "اس نے سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر خبیب نے راستہ روکا۔ "

جب وہ آئے گی اسکے لئیے اس سے بھی خوبصورت گفٹ لاؤں گا۔۔۔ آپ ٹینشن مت لیں۔۔ فی الحال تو اسے پہنیں۔۔ کسی نے اتری"

ہوئی دیکھی تو بات کا بتنگڑ بنے گا" اس نے وہبہ کا ہاتھ پکڑ کر اسکا رخ پھر سے ڈریسنگ کی جانب کیا۔

پھر خود ہی جھک کر دراز میں سے چین نکالی وہبہ نے اسکے ہاتھ سے لے لی۔

میں خود پہن لوں گی" اسے لاک کھولتا دیکھ کر وہ بولی۔ "

ہلکا سا رخ موڑ کر پہننے لگی مگر قریب کھڑے خبیب کے کلون اور اسکی خود پر جمی نظروں سے اسکے ہاتھوں کی لرزش اتنی زیادہ تھی کہ اس سے لاک بند نہیں ہو رہا تھا۔

خبیب نے نرمی سے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر ہٹائے۔۔

اتنا افلاطون نہیں بننا چاہیئے ہر وقت "خبیب کی مسکراتی آواز میں چھپے طنز کو وہ اچھی طرح جان گئی۔ "

اچھا بھلا میں نے بند کر لینا تھا۔۔ آپ کو کس نے کہا تھا یہاں کھڑے ہوں۔۔۔ نہ خود چین سے رہتے ہیں نہ رہنے دیتے ہیں "اپنی خفت" مٹانے کے لیئے وہ خبیب کے سامنے سے ہٹتی بڑبڑاتی جوتی بدلتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر نکلی۔

دل تھا کہ باہر آنے کو بے تاب۔۔۔

کس مصیبت میں ڈال دیا سب نے "دل کی بدلتی حالت پر وہ خفا ہوئی۔ "

سب تیار تھے اکھٹے سب کی گاڑیاں گھر سے باہر نکلیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہبہ اکیلے خبیب کے ساتھ اسی کی گاڑی میں سفر کر رہی تھی۔

دونوں خاموش تھے۔ کبھی کبھی خاموشی میں لگتا ہے بہت کچھ ان کہا بھی کہا جا رہا ہے۔ کچھ لمحوں کو یادگار بنانے کے لئیے کبھی کبھی الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ خاموشی ایسے لمحوں کو اور بھی خوبصورت بنا دیتی ہے۔

مگر وہبہ کو خبیب کی یہ خاموشی گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس نے اسی لمحے اسٹیریو آن کیا۔

Alex and Sierra

کی آواز نے جیسے خبیب کے جذبات کو الفاظ دیئے

Say something, I'm giving up on you

I'll be the one, if you want me to

Anywhere, I would've followed you

Say something, I'm giving up on you

And I will stumble and fall

I'm still learning to love

Urdu Novels Ghar

Just starting to crawl

مگر سامنے بھی وہبہ تھی جو جذبات کی مسلسل نفی کر رہی تھی۔ اسکے نزدیک خبیب اب جب تک اس رشتے کو چلاتا جائے گا وہ صرف ہمدردی اور ترس کی وجہ سے ہو گا۔ اسکے نزدیک خبیب کا اس پر یہ بہت بڑا احسان تھا کہ وہ وہبہ کو ساری زندگی اپنا نام دے گا۔

وہ کسی اور سوچ کو اس ایک سوچ پر حاوی نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔

گاڑی ہوٹل کے آگے رکتے ہی اسکے خیالات کا سلسلہ بھی ٹوٹا۔

اندر آکر سب کے ساتھ خوش گپیوں میں وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا۔

تم دونوں کے لئیے ہم سب کی طرف سے ایک سرپرائز ہے" کھانے کی چیزوں کی جانب بڑھنے سے پہلے کاشف اور وہاج نے ٹیبل پر" کھڑے ہو کر کہا۔

خبیب اور وہبہ کچھ حیران ہوئے۔

کاشف گو کہ تھا تو ثمینہ کا بیٹا مگر وہ ان سے بالکل مختلف تھا اسکی اچھی نیچر کی وجہ سے ہی خبیب اسکا رشتہ اپنی بہن کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد خوبصورت سا کیک ان دونوں کے سامنے رکھا گیا۔ جس پر خوبصورتی سے مسٹر اینڈ مسز خبیب لکھ گیا تھا۔ یہ الفاظ دیکھ کر دونوں کے دل چند لمحوں کے لئیے رک کر ایک ساتھ دھڑکے تھے۔

چلیں جناب" وہاج نے چھری وہبہ کو پکڑائی۔ "

اس نے نظریں ملائے بنا اپنا ہاتھ خبیب کے آگے کیا۔ خبیب کی گرفت میں نجانے کیسے جذبے سمٹ آئے تھے جس سے وہبہ کی ہتھیلیوں میں پسینہ در آیا تھا۔

بلیک بیوٹیز" پاس بیٹھے لوگ خوشگوار حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ کچھ نوجوان لڑکوں نے انہیں خطاب بھی دے دیا۔ "

کیک کاٹتے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا پیس خبیب نے وہبہ کی جانب بڑھایا۔ سب کی موجودگی کے باعث اسے خاموشی سے کھانا پڑا۔

اتنی شرافت سے تم لوگ ایک دوسرے کو کھلا رہے ہو۔" سمارا بھابھی نے انہیں گویا شرم دلائی۔ "

ؤ" انہوں نے کافی بڑے سائز کا پیس وہبہ کو کاٹ کر خبیب کو کھلانے کا کہا۔ یہ اتنا بڑا پیس اسے کھلا"

خبردار میری بیوی کو مت ورغلائیں۔" خبیب نے انہیں گھورا۔ "

چپ کرو تم۔۔ اب ہی تو ہمارے ہاتھ لگے ہو۔۔ وہاج ہیلپ می" انہوں نے وہاج کو اشارہ کیا انہوں نے خبیب کو پکڑ لیا۔ "

زن مرید ہو بھائی تم پورے۔ ہبہ خبردار اگر انکی بات مانی تو سوچ لینا میں آپکا کیا حشر کر سکتا ہوں۔ آپ نے گھر میرے ساتھ ہی جانا"

ہے" وہ ہبہ کو وارن کرتا ہوا بولا۔

ہبہ کسی دھمکی کو سیریس نہیں لینا۔۔۔ کچھ دیر کے لئیے یہ بھول جاؤ تم ہماری بھابھی ہو اور بھائی کی بیوی۔۔۔ تم وہی ہبہ ہو جو ہم سب "

کا لیڈر ہوتی تھی شرارتوں میں" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس ماحول کا حصہ بن رہی تھی۔

یکدم اسکا دل بھی اسے شرارت کرنے پر اکسانے لگا۔

اس نے شرارتی نظروں سے خبیب کو دیکھ کر پیس اٹھایا۔

ہبہ۔۔۔" خبیب نے بے یقینی سے اسے دیکھا مگر بھابھی اور ہبہ نے مل کر اسکی اچھی خاصی درگت بنائی۔ "

خبیب واش روم جا کر ہاتھ منہ دھو کر آیا۔

دشمنی کا آغاز ہو گیا ہے اب "اس نے ہبہ کے پاس بیٹھتے ہلکی سی سرگوشی کی۔"

ہبہ اسکی بات کسی خاطر میں نہیں لائی۔۔

-

خبیب نے نہ صرف اپنی چھٹیاں کینسل کروا دیں بلکہ اس نے اپنا ٹرانسفر بھی کسی اور شہر میں کروا لیا۔ اس نے دادی اور پھوپھیوں سے بات چیت بالکل ختم کر دی ہوئی تھی۔ وہ لوگ ابھی تک نہ تو ہبہ کے ساتھ ٹھیک ہوئیں تھیں اور نہ ہی خدیجہ کے ساتھ اور یہ سب دیکھ کر اسکا خون کھولتا تھا۔

وہ آتے جاتے ہبہ کو طعنے دینے سے باز نہیں آتیں تھیں۔ اور یہی سب چیزیں تھیں جو ہبہ کو اسکی جانب بڑھنے نہیں دے رہیں تھیں۔

اسے یہی بہتر لگا کہ وہ اپنا ٹرانسفر کہیں اور کروا لے شاید کچھ عرصہ خود سے سوچنے کے بعد ہبہ اس احسان اور خود ترسی والی سوچوں سے باہر نکل سکے۔

ہبہ کے لئیے یہ کافی تھا کہ خبیب کا ٹرانسفر کسی اور شہر میں ہو رہا ہے مگر وہ ہبہ کو بھی ساتھ لے کر جا رہا ہے یہ بات اسے بھڑکانے کے لئیے کافی تھی۔

پرابلم کیا ہے آپکو مجھے کس خوشی میں اپنے ساتھ گھسیٹ رہے ہیں۔۔۔ آپ جائیں جہاں مرضی مجھے کہیں نہیں جانا آپکے ساتھ۔۔ لو"

خوامخواہ" وہ اس وقت لیپ ٹاپ پر بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا اور اگلے دن ان دونوں کو کوئٹہ جانا تھا۔

کسی خوش فہمی کو دل میں پالنے کی ضرورت نہیں آپکو ساتھ لے جانا میری مجبوری ہے" وہ ایک نظر اسے دیکھ کر پھر سے اپنے کام کی "

جانب متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔

ایسی کیا مجبوری ہے" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑنے والے انداز میں بولی۔ "

میرے پاس وہاں کوئی ملازم نہیں اب ایک دم جاتے ہی تو میں کسی کو لگوا نہیں سکتا لہذا آپ میرے ساتھ جائیں گی۔ایک عدد ماسی کی" مجھے وہاں شدت سے ضرورت ہو گی۔اور ویسے بھی میری پے اتنی نہیں کہ میں کام کرنے والون کو اتنی جلدی افورڈ کر سکوں "خبیب کی بات پر وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ گئ۔

رولیکس کی گھڑی پہننے والا بندہ نوکر افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔ہمم۔۔۔اتنا کنگلا امیر بھی میں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہے "اس گھڑی کو دیکھتے" وہبہ نے طنز کیا۔

خبیب اپنا قہقہہ نہیں روک سکا۔

چلیں کوئی حسرت لے کر تو اس دنیا سے نہیں جائیں گی نا "خبیب کی چڑاتی ہنسی پہ وہ اور بھی چراغ پا ہوئی "

ویسے بھی ابھی اس کیک والی بات کا میں نے بدلہ نہین لیا۔۔۔ سمجھیں یہ اسی کا بدلہ ہے "اس نے بھنویں اچکاتے وہبہ کو دیکھا۔ "

میں بھی دیکھتی ہوں مجھ سے کام کیسے نکلواتے ہیں انہتائی ڈھیٹ ہوں ایک کام بھی نہیں کروں گی۔۔۔دیکھ لینا آپ۔۔۔"وہ غصے" سے پاؤں پٹختی کمرے سے نکل گئ۔

خبیب نے پیار سے اسکی تصویر کو انگلیوں سے چھوا۔۔۔ولیمے والے دن جب خبیب کے ہاتھ پکڑنے پر اس نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

کل سے وہ تصویر اسکے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جگمگانے لگ گئ تھی۔

ان آنکھوں میں اب محبت دیکھنی ہے "اس نے سرگوشی نما لہجے میں کہتے اپنی انگلیوں سے اسکی تصویر میں موجود آنکھوں کو چھوا۔"

اتنے برے ہیں وہ مجھے صرف بدلہ پورا کرنے کے لئیے لے کر جا رہے ہیں "غصے میں پیکنگ تو کر آئی تھی۔ مگر اب نفیسہ کے پاس" بیٹھی اسے خبیب کے ارادے بتا رہی تھی۔

ایسی ہی مذاق میں کہا ہو گا اس نے "انہوں نے پیار سے اسے سرزنش کی۔ "

کوئی مذاق وذاق نہیں کر رہے۔ سنجیدہ تھے۔۔۔اگر میں مر مرا گئی تو میرا خون آپ سب کے سر ہو گا۔بتا رہی ہوں میں "اس نے انہیں" مزید ڈرانے کی کوشش کی۔

اللہ نہ کرے۔۔۔۔بک بک ہی کرے جا رہی ہو۔۔۔"انہوں نے دہل کر اسے ایک دھپ لگائی۔ "

نہ مانیں۔۔۔۔انہیں کون سا بڑی کوئی محبت ہے میرے ساتھ۔۔۔کہہ رہیں ماسی بنا کر لے جا رہا ہوں "اسکی بات پر انہوں نے ماتھے پر" ہاتھ مارا۔

"اتنی بے وقوف ہے نہ تو ہبہ۔۔۔اپنے گھر میں کام کر کے کوئی ماسی تھوڑا بن جاتا ہے۔اچھا ہے نہ اسکے آگے پیچھے پھرے گی سارا وقت تو وہ بھی تیری جانب متوجہ ہو گا" انہوں نے اسے سمجھایا۔

"میں ایسی لڑکیوں میں سے نہیں ہوں بتا رہی ہوں آپکو۔۔۔جو ہمیشہ یہ سوچتی ہیں کہ انکے شوہر کے دل کا راستہ معدے سے ہو کر جاتا ہے۔اور جب میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ اپنی پسند کی لڑکی لے آئیں پھر میں کیوں انکے آگے پیچھے پھروں" وہ جذبات میں ایک اور انکشاف کر گئی۔

"ہائے میں مر جاؤں ہبہ تو نری پاگل ہے۔۔۔یہ کیا کر دیا۔اب تو تم ضرور جاؤ گی۔۔میں بالکل بھی تمہیں یہاں نہیں رکنے دوں گی" اسکی باتیں سن کر انہیں لگ رہا تھا اب ہارٹ اٹیک ہو ہی جانا ہے۔وہ ان دونوں کو قریب لانے کے جتن کر رہیں تھیں۔اور وہ بے وقوفی کے ریکارڈ توڑ رہی تھی۔

"تائی" اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"چپ کر جا بس اب" وہ اسے گھورتے ہوئے خبیب کے پاس گئیں۔

"کیا چاند چڑھاتے پھر رہے ہو تم" انہوں نے کمرے میں آتے ہی اسکے لتے لئیے۔جو اپنی چیزیں چیک کر رہا تھا۔

"اب میں نے کیا کر دیا ہے" اس نے ماں کی ناراض شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہبہ سے کیا بکواس کی ہے ماسی والی"

"آپکی بہو بھی بس عقل کی ماشاءاللہ ہی ہے۔وہ اس رشتے کو میری نرمی کو صرف ترس سمجھ رہی ہے۔اب آپ بتائیں میں ایسی حالت میں اسے یہ کہوں کہ مجھے اب ہر جگہ تمہاری ضرورت ہے تو اس نے اسکا کوئی الٹا ہی مطلب نکالنا ہے اسی لئیے میں نے اسے الٹے طریقے سے اب ہینڈل کرنے کا سوچا ہے۔۔اسکے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے تو وہ خود ترسی کا شکار ہوتی جائے گی۔ویسے بھی اس نے کہا ہے کہ اسے رشتوں میں موجود محبت پر اب یقین نہیں تو وہ کیسے میرے اور اپنے مابین رشتے کی نزاکت کو سمجھے گی۔مجھے اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کرنے دیں۔میں آپکو یقین دلاتا ہوں اس کا محبتوں پر یقین بحال کرواؤں گا۔میں جانتا ہوں وہ اب بھی خدیجہ چچی اور چاچو کے پاس جانے سے جھجھکتی ہے۔کیونکہ یہاں رہنے والے کچھ لوگ اسے ابھی بھی کچوکے لگا رہے ہیں۔میں اسے کچھ دیر اس ماحول سے دور لے جا کر اسکی شخصیت کو بہتر بنانا چاہتا ہوں اسکا اعتماد بحال کروانا چاہتا ہوں تاکہ وہ ہم سب کی محبتوں کو پورے حق سے وصول کرے۔" اس نے رسان سے ماں کو سمجھایا۔انہیں سکون ہوا کہ ان کا بیٹا ہبہ کے لئیے اب مثبت انداز سے سوچنے لگ گیا ہے۔

"اللہ کرے جیسا تم کہہ رہے ہو ویسا ہی ہو" انہوں نے سچے دل سے اسے دعا دی۔

"ان شاءاللہ ایسا ہی ہو گا" اس نے انہیں محبت سے اپنے ساتھ لگایا۔

اگلے دن دوپہر میں وہ لوگ وہاں سے جانے کے لئے نکل رہے تھے۔ وہبہ سب سے مل رہی تھی۔ آخر میں جب خدیجہ کے گلے لگی تو ایسا محسوس ہوا آج ہی اسکی رخصتی ہو۔ یکدم ڈھیر سارے آنسو نجانے کہاں سے آگئے۔

خدیجہ نے حسرت سے اسے گلے لگایا۔ اتنی عمر گزارنے کے بعد اب تو اس نے انہیں ماں تسلیم کیا تھا اور پھر سے جدائی ان کے بیچ آگئی تھی۔ مگر ماں تھیں نا اپنے دل کی تسکین سے زیادہ بیٹی کی خوشیاں عزیز تھیں۔ دل سے ڈھیروں دعائیں اسے دیں۔

رقیہ بیگم نے نہایت نفرت سے یہ منظر دیکھا۔

اوکے ممی" وہبہ نے پہلی مرتبہ انہیں ماں کہا تھا اور وہ بھی کس وقت۔ "

وہبہ یہ اجازت کس نے دی تمہیں" رقیہ بیگم تو ان دونوں کے ملنے پر خار کھائے ہوئیں تھیں کہ اسکے منہ سے خدیجہ کے لئے وہبہ" کے منہ سے ممی کا لفظ سن کر بالکل ہی انگاروں پر لوٹ گئیں۔

اپنی سگی ماں کو ماں کہنے کے لئے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں" اپنے آنسو پونچھتے رقیہ بیگم کو جواب دیتے خبیب کو وہی پرانی" نڈر وہبہ نظر آئی۔

رقیہ بیگم وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں۔ وہبہ کو بھی اب انکی پرواہ نہیں تھی۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں نہ ساری عمر اپنی اکڑ میں زندہ رہنے والے۔ خود کو سچا سمجھنے والے چاہے دوسروں کی نظر میں کتنے ہی غلط کیوں نہ ہوں۔

وہبہ نے دکھ سے انہیں اندر جاتے ہوئے دیکھا۔ اسے ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید آج رقیہ بیگم اپنی غلطیوں پر معذرت کریں گی۔ مگر اسکی وہ امید بھی دم توڑ گئی۔ بجھے دل سے وہ وہاں سے نکلی۔ سب افسردہ تھے۔

خبیب گاڑی چلاتے گاہے بگاہے اسے دیکھ رہا تھا۔

جو آنکھیں بند کئے سیٹ کے ساتھ پشت ٹکائے بیٹھی تھی سر بھی سیٹ کی پشت پر دھرا تھا۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد آہستہ سے ایک ہاتھ بڑھا کر آنکھوں کے گیلے ہونے والے کنارے صاف کر لیتی۔

مجھے آپکے کل پر تو اختیار نہیں تھا۔۔ جیسے بھی گزر گیا۔۔۔ مگر ہاں۔۔۔ مجھے آپکے آج اور آنے والے کل پر اختیار ہے جسے میں اللہ کی" رضا اور اپنی محبت سے آپکے لئے دکھوں سے پاک بنادوں گا۔۔۔ کم از کم لوگوں کے دئیے زخموں کو مٹا تو نہیں سکتا مگر ہاں انکی شدت کو کم ضرور کر دوں گا" اسے لگا وہ لمحہ بہ لمحہ ہمدردی کے جذبے سے نکل کر اسکی محبت میں گم ہوتا جارہا ہے۔

جس رات نفیسہ بیگم نے اسے وہ سب بتایا تھا اس رات واقعی سب سے پہلے ہمدردی کے جذبے نے جگہ لی تھی۔ مگر پھر وہ سرکتا ہوا محبت کے لئے جگہ بنانے لگ گیا۔

بس اب اپنی محبت کو اس انداز میں اس تک پہنچانا تھا جس سے نہ اسکا مان ٹوٹے، نہ اسکی خودداری ڈانواڈول ہو اور نہ ہی وہ اسے ترس یا بھیک سمجھے۔

لاہور سے کوئٹہ کا سفر تقریباً چودہ گھنٹے کا تھا جس میں خبیب نے رات میں کسی گیسٹ ہاؤس میں ریسٹ کا سوچا تھا کیونکہ وہ مسلسل اتنی لمبی ڈرائیو نہیں کر سکتا تھا۔ اور بہت سے راستوں میں سڑک بھی بے حد اونچی نیچی تھی۔ جونہی وہ لوگ لاہور سے اوکاڑہ اور پھر وہاں سے ساہیوال پہنچے شام کے سائے شروع ہونے لگ گئے۔

اب یہ رم جھم جاری رہے گی یا مجھے کچھ کھانے کو بھی ملے گا" خبیب نے اسکا دھیان ہٹانے کے لئیے اپنی ڈال دی۔ اتنا تو وہ جان گیا تھا" کہ میڈم ایک بات کو لے کر سوچتی اور کڑھتی رہتی ہیں۔

خدیجہ اور نفیسہ نے کافی کچھ انکے کھانے کے لئیے رکھ دیا تھا حالانکہ وہ دوپہر کا کھانا کھا کر ہی نکلے تھے۔ پھر بھی سینڈوچز، پاستا اور کافی بنا کر رکھ دی تھی۔

وہبہ آنسو صاف کرتے ہوئے سیدھی ہوئی۔ تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

اتنی جو پلیٹ بھر کر بریانی کھائی تھی وہ کہاں گئی۔ "تڑخ کر بولی۔ "

اوہ تبھی میں کہوں میرے پیٹ میں اتنی دیر سے درد کیوں ہو رہا ہے۔ آپ نے اپنی ندیدی نظریں میری پلیٹ پر رکھی ہوئی تھیں "اس" نے متاسف انداز میں اسے دیکھا۔

ویسے شرم کی بات ہے بیویاں شوہر کے کھانے پینے پر خوش ہوتی ہیں اور یہاں طعنے دئیے جا رہے ہیں "اس نے وہبہ کو شرمندہ کرنا" چاہا۔

ایکسکیوزمی میں آپکی بیوی نہیں "اس ن منہ بنا کر کہا۔ "

"تو پھر کیا ہیں"

مجبوری "اسکے جواب پر خبیب کا دل کیا گاڑی کسی چیز سے ٹکرا دے۔ "

"آپ خود ترسی سے کب تک باہر آئیں گی"

کبھی نہیں "اسکے صاف جواب پر خبیب نے اسکے چہرے کی جانب دیکھا جہاں اب بھی اذیتیں رقم تھیں۔ "

اچھا یہ میلوڈرامہ بعد مین کر لینا مجھے کچھ کھانے کو دیں" وہبہ اسکی بات پر جل کر خاک ہو گئی۔ "

"زہر ہی نہ دے دوں"

آئی وش حقوق مرداں کی بھی این جی اوز ہوتیں۔ آپکا یہ ڈائیلاگ ریکارڈ کر کے پریس کانفرنس بلوا لینی تھی میں نے "خبیب کی بات پر"

اس نے سر پر ہاتھ مارا۔

کس قدر بولتے ہیں آپ۔۔۔پہلے تو ایسے نہیں تھے "اس نے بیزاری سے اسکی جانب دیکھا۔ پھر مڑ کر پیچھے پڑے بیگ میں سے "سینڈوچز نکالنے لگی

پہلے آپکا شوہر بھی تو نہیں تھا" اسکی بات پر اب کی بار اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جان گئی تھی اسے خوامخواہ چڑا رہا ہے۔"

میں سینڈوچز نہیں کھاؤں گا پاسٹا دیں "اسے سینڈوچز نکالتے دیکھ کر وہ یکدم بولا۔ "

تو کھائیں گے کیسے "اس نے حیرت سے اسے دیکھا سینڈوچ تو وہ پکڑ کر کھالیتا آرام سے ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ پر پاسٹا۔ "

کھائیں گے نہیں آپ کھلائیں گی "اسکی بات پر اس نے پہلے حیرت اور پھر غصے سے اسکی جانب دیکھا۔ "

کس خوشی میں۔۔فضول باتیں مت کریں "اس نے غصے سے سینڈوچ نکال کر اسے تھمانا چاہا۔ "

اگر مجھے پاسٹا نہیں کھلایا تو پھر ان میں سے کوئی چیز میں خود نہیں کھاؤں گا نہ ہی کافی خود پیوں گا۔ ابھی ہم ایک ہوٹل میں بھی رکیں "گے وہاں ڈنر بھی آپ مجھے کروائیں گی۔ اب سوچ کر بتائیں ایک چیز کھلانی ہے یا اتنی ساری چیزیں "اسکی بات پر وہبہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے اسکی دماغی حالت پر شبہ ہے۔

میری طرف سے آپ بھوکے پیاسے ہی رہیں پھر۔ "وہبہ کی بات پر اس نے ایک نظر اس ضدی لڑکی کو دیکھا۔ "

محبت واقعی خون کے آنسو رلاتی ہے "دل نے دہائی دی۔ "

ٹھیک ہے پھر میرا شوگر لیول کم ہوگا تو پھر میں گاڑی ڈرائیو بھی نہیں کر پاؤں گا صحیح سے کہیں نہ کہیں ٹھوک دی تو دونوں اکھٹے مریں "گے۔ واؤ کتنا فلمی ہوگا "خبیب کی بات پر وہ دہل گئی۔

افوہ آپ اتنے ضدی کیوں ہیں "وہ چڑ کر بولی۔ "

میں ضدی ہو پر آپ تو جیسے بہت بی بی بچی ہیں نہ۔۔۔ میری باتیں مانتی چلی جارہی ہیں "اس نے طنز کیا۔ "

اف "آخر تنگ آکر اس نے پاسٹا نکال کر چمچہ بھر کر اسکی جانب کیا۔ "

پیار سے کھلائیں "اس نے اپنی ہنسی دباتے کہا۔ "

چپ کر کے کھائیں نہیں تو سارا باہر پھینک دوں گی "وہ خفگی سے بولی۔ "

چچ چچ۔۔۔رزق کی بے حرمتی کریں گی "وہبہ کا دل کیا یہیں سے واپسی کی بس پکڑ لے ابھی تو چند گھنٹے اس بندے کے ساتھ کیلیے "گزرے تھے۔۔۔ باقی کے دن کیسے گزرنے والے تھے اور نجانے کتنے سالوں تک وہیں رہنا تھا۔ اسے تو سوچ سوچ کے ہول اٹھ رہے تھے اب۔

ممی کے ہاتھ میں واقعی بہت ذائقہ ہے یا یہ چمچ پکڑنے والے ہاتھوں کا کرشمہ ہے" ایک مرتبہ پھر اسکی مسکراتی آواز آئی۔ "

جی بالکل کیونکہ یہ اسی چمچ کا کمال ہے جو ابھی پچھلی سیٹ کے درمیان گری تھی۔۔۔ مٹی سے اٹ کر اس میں بہت سے وٹامنز شامل "

ہو گئے ہیں۔۔" وریبہ کی منظر کشی پر خبیب کا دل شدید خراب ہوا۔

بہت ہی کوئی پھوہڑ لڑکی ہیں اسی گندی چمچ سے کھلا رہی ہیں" خبیب کو لگا اب اسے قے آ جائے گی۔ "

بس کریں" منہ پیچھے کر کے بولا۔ "

اپنے شرارتی منصوبے پر اس نے خود کو داد دی۔

جس وقت وہ لورالائی پہنچے رات کے نو بج چکے تھے۔ اس سے آگے سفر کرنا خطرے کا باعث تھا کیونکہ آگے کا علاقہ کافی سنسان تھا۔

وہیں ایک قریبی گیسٹ ہاؤس کے سامنے خبیب نے گاڑی روکی۔

چلیں رات یہیں گزارنی پڑے گی" وریبہ بھی اسکے پیچھے اتری۔ گاڑی کو لاک کر کے ایک چھوٹا بیگ اس نے نکال لیا۔ جس مین اس نے "

اپنا اور خبیب کا ایک ایک جوڑا اور کچھ ضرورت کی چیزیں رکھ لیں تھیں۔ خبیب نے پہلے ہی اسکو بتا دیا تھا کہ ہم مسلسل اتنا لمبا سفر نہیں کر سکیں گے لہذا ایک ایک جوڑا اور کچھ چیزیں الگ سے رکھ لو۔

اندر پہنچنے پر ایک کمرہ انہیں خوش قسمتی سے مل گیا۔ سردیوں کا وقت تھا لہذا کمرے پہلے سے ہی بک تھے۔ بہت سے لگ کوئٹہ جاتے ہوئے یہاں اسٹے کرتے تھے اسی رش تھا۔

جیسے ہی وہ اندر آئے وہاں موجود بیڈ کا سائز دیکھ کر وریبہ کا چہرہ اتر گیا۔ گھر میں تو خبیب کا کنگ سائز بیڈ تھا۔ جس کے ایک کونے پر وہ اور دوسرے کونے پر خبیب آرام سے سو جاتا تھا۔

مگر اس چھوٹے سے بیڈ پر کیسے لیٹیں گے۔

کہین اور نہیں جا سکتے ہم" وریبہ کے کہنے پر خبیب جو بیگ پر جھکا اپنی شلوار قمیض نکال رہا تھا۔ "

سیدھا ہوتے الجھن بھری نظروں سے وریبہ کو دیکھنے لگا۔

کیوں یہاں کیا مسئلہ ہے" اسکے پوچھنے پر وہ کیا کہتی اسے تو ایک اور موقع مل جانا تھا وریبہ کو تنگ کرنے کا۔ "

یہاں بہت ٹھنڈ ہے" اپنی طرف سے اس نے جواز ڈھونڈا۔ "

سردیوں میں بھی اگر ٹھنڈ نہیں ہو گی تو کیا گرمیوں میں ہو گی۔ "

ویسے بھی آپ نے کون سا ساری رات یہاں کھڑے ہو کر گزارنی ہے۔ چینج کر کے لحاف میں گھس جائیں" خبیب کی بات پر وریبہ نے

منہ بنایا۔جانتی تھی کبھی اسکی بات کو ااہمیت نہیں دے گا پھر بھی نجانے کیوں اس کو کہہ بیٹھی۔

وہ کپڑے لئیۓ واش روم میں گھس گیا راستے میں ایک ہوٹل سے آتے ہوئے وہ کھانا پیک کروالا یا تھا۔

خبیب نکلا تو وہبہ چینج کرنے چلی گئ۔باہر آکر جلدی سے کھانا نکالا۔۔دونوں کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے درمیان میں چھوٹی سی ٹیبل تھی۔

دونوں کھانا کھانے لگ گۓ۔اتنی دیر مین گھر والوں کو بھی اطلاع دے دی کہ وہ کہاں ہیں۔

کھانے کھاتے ساتھ ہی خبیب تو بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

وہبہ چیزیں سمیٹ کر اب شش و پنج میں بیٹھی تھی کہ کیا کرے۔

آج رات آپ نے ٹھنڈ مین بیٹھ کر کوئ چلا کاٹنا ہے تو بصد شوق کاٹیں لیکن پلیز یہ لائٹ آف کر دیں"خبیب کی بات پر وہ ایک مرتبہ "

پھر جلے دل سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔اب بیڈ پر جا کر لیٹنے کے سوا کوئ چارہ نہ تھا۔

جیسے ہی سوئچ بورڈ کے پاس باقی بٹنز چیک کئیۓ ان میں کوئ ایسی لائٹ کا نہیں تھا جسے ڈم لائٹ کے طور پر جلایا جاتا۔

یہاں تو کوئ نائٹ بلب یا ڈم لائٹ ہی نہیں ہے"اس نے تشویش سے خبیب کو مخاطب کیا۔ "

آپ لائٹ تو آف کریں آئ گیس یہ کھڑکی سے روشنی آئے گی۔"انکے بیڈ کے ساتھ ہی بائیں جانب کھڑکی تھی۔ "

وہبہ نے جیسے ہی لائٹ بند کی گھپ اندھیرا ہو گیا۔

اس نے اندازے سے جلدی س ہاتھ مار کر دوبارہ جلا دیا۔

کیا مسئلہ ہے وہبہ بند کر دیں۔ابھی تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائے گا"وہ اس وقت شدید تھکا ہوا تھا۔ "

اتنے اندھیرے میں میں نہیں سو سکتی"اس نے ہٹیلے لہجے میں کہا۔ "

تو لائٹ آن رہنے دیں"خبیب نے اپنی طرف سے حل نکالا۔ "

جی نہیں اتنی لائٹ میں بھی نہیں سو سکتی۔"اسکی بات پر اب کی بار خبیب غصے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ "

ایسے بھی نہیں سو سکتیں ویسے بھی نہیں سو سکتیں۔اب آپکی محبت میں میں مجنوں اور رانجھے کے نقش قدم پر چلتا ہوا نائٹ بلب یہاں "

"تو ایجاد کرنے سے رہا۔

آپ ایسی محبت اپنی دوسری بیوی سے ہی کر یئے گا مجھے کوئ ضرورت نہیں ہے"اس نے وہیں کھڑے طنز کے تیر چلائے۔ "

ظاہر ہے اسی سے کروں گا۔اب جیسی سڑیل تو ڈھونڈوں گا نہیں کہ باقی زندگی ایسی ہی سڑی باتوں میں گزار دوں"اسکی بات پر نجانے "

وہبہ کو کیوں اسکی ان دیکھی بیوی سے حسد محسوس ہوا۔

آپ یہاں بیڈ پر لیٹیں میں لائٹ آف کر کے آتا ہوں "اس نے حل نکالا۔ "

وریبہ کی بھی تھکن سے بری حالت تھی لہذا مان گئ۔

خبیب اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا سوئچ بورڈ کے پاس آیا وریبہ تب تک لیٹ چکی تھی۔

خبیب نے لائٹ آف کی۔

ل سے اتنا اندھیرا ہو گیا ہے لائٹ آن کریں "وریبہ کے پھر سے چیخنے پر خبیب نے لائٹ آن کر کے اسے اب کی بار نہایت خطرناک تیورو" گھورا۔

وریبہ اب اگر چیخ و پکار کی نا تو کمرے سے باہر نکال دوں گا۔ آواز نہ آئے اب مجھے "اسکی دھاڑ پر وریبہ کی بولتی بند ہوئ۔ "

جیسے ہی لائٹ آف کی اب کی بار وریبہ چپ رہی۔ حالانکہ اتنے گھپ اندھیرے سے بے حد ڈر لگ رہا تھا۔

خبیب کی جیسے ہی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہوئیں وہ اندازہ لگاتا بیڈ کے قریب آیا۔ وریبہ بائیں جانب لیٹی تھی وہ دائیں جانب لیٹ گیا۔

خبیب "جیسے ہی وریبہ کو لگا کوئ ساتھ لیٹا ہے جانتی بھی تھی کہ خبیب کے علاوہ اور کون ہو گا پھر بھی تصدیق کروانی چاہی۔ "

نہیں خبیب کا بھوت "وہ سڑ کر بولا۔ "

ایسے تو مت کہیں "وہ روہانسی ہوئ۔ ایک تو اجنبی جگہ پھر ایسا سڑا ہوا بندہ۔ "

خبیب کونے میں ہو کر منہ دوسری جانب کئۓ لیٹا تھا۔

جان گیا تھا کہ وہ کس بات سے گھبرا رہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد جب وریبہ کو لگا اب خبیب سو گیا ہے اس نے آہستہ سے اسکے بازو پر ہاتھ رکھا تو لگا جیسے اب وہ محفوظ ہے۔ جو ڈر نئ اور اجنبی جگہ کی وجہ سے محسوس ہو رہا تھا اس میں خاطر خواہ کمی آئ۔

خبیب جس کی ابھی آنکھ لگی ہی تھی اپنے بازو پر کسی کا ہاتھ محسوس کر کے وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

صبح میں جلدی اٹھ کر وہ لوگ منہ ہاتھ دھو کر نکل کھڑے ہوئے۔ ناشتہ راستے میں ایک ہوٹل سے کیا اور پھر دوپہر کے وقت کوئٹہ پہنچے۔

گھر بہت خوبصورت تھا جو انہیں آفس کی جانب سے ملا تھا۔

چھوٹا سا لان تھا۔ گھر کے رہائشی حصے میں دو بیڈ رومز کچن، لاؤنج اور پیارا سا ڈرائنگ روم اور ڈرائنگ ڈائننگ تھا۔

ان دونوں کے لئے یہ بہت تھا۔ خبیب نے اپنے ایک کولیگ کو کہہ کر اسکو فرنشڈ کروالیا تھا۔ لہذا انہیں آتے ساتھ ہی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ ہر چیز ضرورت کی موجود تھی۔

دوپہر کا کھانا تو وہ لے آئے تھے اب رات کے کھانے کی ٹینشن تھی۔ وہیبہ نے تو کبھی کوئی خاص کچن کا کام نہیں کیا تھا۔

پڑھائی ہونے تک تو وہ کبھی کچن میں نہیں آئی تھا۔ اور پڑھائی ختم ہوتے ساتھ ہی اس نے جاب شروع کرلی۔ لہذا انڈا اور چائے بنانے کے علاوہ اور کچھ خاص نہیں آتا تھا۔

کل سے ہم باہر کا کھانا کھاتے جا رہے ہیں میں مزید نہیں کھا سکتا میرا معدہ اب خراب ہو جائے گا۔ لہذا اب رات کا انتظام آپ اپنے" نازک ہاتھوں کو ہلا کر کریں "خبیب کی بات پر وہ جو چائے بنا کر لائی تھی تلملا کر رہ گئ۔

تو کس نے کہا تھا مجھے لائیں شکر کریں یہ چائے بھی بنادی ہے "اس نے مزے سے جواب دیتے صوفے پر بیٹھ کر ریموٹ اٹھایا۔ "

یار ابھی لڑائی کی ہمت نہیں ہے مجھ میں پلیز کچھ بنالیں۔ ممی کو فون کرکے ریسیپی پوچھیں "اتنی ڈرائیونگ کے بعد اب اس کا سر دکھ رہا" تھا۔

لہذا وہ پہلے ہی ہتھیار ڈال کر بولا۔

یہ نیک فریضہ آپ خود انجام دیں۔ میں کسی کو کال نہیں کروں گی۔ اور میرا گزارا انڈے ڈبل روٹی پر ہو جائے گا آپ ٹینشن مت لیں """ اس نے مزے سے خبیب کو ہری جھنڈی دکھائی۔ اپنا سامان دوسرے کمرے میں شفٹ کیا۔ اور اندر جا کر لیٹ گئ۔

خبیب کھول کر رہ گیا۔ پھر کچھ سوچ کر مطمئن ہوا۔ اٹھ کر دال بنائی۔ اتنا تو وہ کر ہی لیتا تھا۔ آٹا اسے گوندھنا آتا نہیں تھا لہذا بازار سے مجبوراروٹی لایا۔ بچی ہوئی دال اٹھا کر فریج میں رکھی۔ فریج کو بھی تالا لگا دیا اور پھر کچن کو بھی تالا لگا کر

ٹیبل پر ایک چٹ لکھ کر رکھی۔ آفس کا وزٹ کرنے کے لئے یہ تیار ہوا اور نکل گیا۔

گھر کے باہر دو گارڈ ہمہ وقت موجود تھے مگر وردی کے بغیر۔ انہیں ضروری ہدایات دے کر گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔

رات میں دس بجے اسکی آنکھ کھلی۔ ہڑ بڑا کر وہ اٹھی۔ گھپ اندھیرا تھا۔ تیزی سے موبائل ڈھونڈا آن کیا ارد گرد دیکھا تو کچھ تسلی ہوئی۔ پھر یاد آیا کہ وہ تو کوئٹہ میں خبیب کے ساتھ موجود ہے۔ کسلمندی سے اٹھ کر موبائل کی روشنی میں سوئچ بورڈ کو ڈھونڈا۔ ابھی یہاں کی ہر چیز سے مانوس نہیں ہوئی تھی۔

لائٹ آن کی ٹائم پر جب نظر پڑی تو رات کے دس بج رہے تھے۔

یکدم بھوک کا احساس جاگا۔ دروازہ کھول کر باہر آئی تو لاؤنج کی بھی لائٹ بند تھی۔ اندازے سے وہ بھی آن کی تو پورا لاؤنج جگمگ کرنے لگا۔

Urdu Novels Ghar

اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر خبیب نظر نہ آیا۔اپنے کمرے کے سامنے والے کمرے کو ناک کیا۔جانتی تھی خبیب کو کمرے میں ناک کیئے بنا آنا بہت برا لگتا ہے۔

دوبار پھر تین بار ذرا زور سے ناک کرنے پر بھی کوئی آواز نہیں آئی تو اس نے پریشان ہوتے دروازہ کھولا۔کمرہ خالی تھا۔بڑھ کر واش روم چیک کیا وہ بھی خالی۔

بھوک پیاس سب اڑ گئی۔

پریشان ہوتی واپس لاؤنج میں آئی۔گھر میں اور کہیں کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔اس کا مطلب تھا کہ وہ گھر میں ہی نہیں ہے۔

کہیں مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر تو نہیں چلے گ ئے۔"

"اتنی بھی کیا نفرت۔۔۔مجھے تو اس جگہ کا بھی نہیں پتہ۔۔۔ہائے اللہ اب کیا کروں

اس نے تیزی سے موبائل پر خبیب کا نمبر ملا کر فون ابھی کان سے ہی لگایا تھا کہ ٹیبل پر پڑی ایک چٹ نظر آئی۔

فون بند کر کے تیزی سے اسے اٹھایا۔

مائی سویٹ وائف۔۔۔دشمنی کا آغاز آپکی جانب سے ہوا اور ابھی تک وہ قائم ہے۔۔۔اگر آپ اپنے نازک ہاتھوں کو ہلا کر مجھ غریب پر" احسان کر دیتیں تو میں نے آج ہی آپ سے اپنے تعلقات بحال کر کے اس بدلے میں ترمیم کر دینی تھی۔مگر آپ کے انکار نے مجھے اس دشمنی کو برقرار رکھنے کے لئیے اکسایا ہے۔کہ میں نہ صرف فریج کو لاک لگاؤں بلکہ کچن کو بھی لاک کر کے اسکی چابی اپنے پاس رکھوں۔امید کرتا ہوں کہ کل سے آپ اپنے فرائض سنبھالیں گی۔میرا کیا ہے مجھے تو آفس میں بھی ایک کک میسر ہے اور وہ بریانی، قورمہ سب بڑے مزے کا بناتا ہے۔میں یہاں سے لنچ اور ڈنر کر لیا کروں گا۔مگر میری پیاری سی بیوی کیا کرے گی۔۔۔اب آپ آج کی رات تو ہوا پر گزارا کریں۔یا پھر باہر بہت سے پودے موجود ہیں ان کو بھی کھا سکتی ہیں۔۔۔میں لیٹ نائٹ آؤں گا۔۔تب تک انجوائے یور "فرسٹ لولی ڈنر ایٹ یور آن ہوم۔

وہیبہ نے غصے میں کاغذ چڑمڑ کرکے پھینکا۔اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

بیگز کی جانب آئی کہ شاید کوئی کھانے کی چیز موجود ہو۔۔اپنی حالت پر رونا بھی آیا۔

بمشکل دو بسکٹ ملے۔

سارا وقت تو ٹھونس ٹھونس کر سب چیزیں ختم کر دیں"اسے رہ رہ کر خبیب پر غصہ آ رہا تھا جس نے چپس اور بسکٹس سے بھرا شاپر" سارے راستے کھا کھا کر ختم کر دیا تھا۔

ابھی وہ اپنی قسمت پر ماتم ہی کر رہی تھی کہ خبیب کی کال آ گئی۔

دل تو کیا کہ نہ اٹھائے پھر ناچار اٹھالی اسکی طبیعت صاف کرنے کے لئیے۔

ہیلو" پھاڑ کھاتے لہجے میں بولی۔ "

اٹھ گئ ہے میری جان" اسکی مسکراتی آواز سن کر وہبہ کا دل کیا فون اٹھا کر دیوار پر دے مارے۔ مگر پھر نقصان کس کا ہونا تھا۔ "

یہی سوچ کر غصے کے گھونٹ پی کر رہ گئ۔

"جی اٹھ گئ اور آپ کے زریں خیالات بھی پڑھ لئیے"

اور ویری گڈ۔۔ یعنی آئندہ مجھے کھانا گھر میں ہی ملے گا۔" خبیب خوش ہوا۔ "

یعنی ایک خوراک میں ہی بچی سیدھی ہو گئ ہے' اس نے دل میں سوچ کر اپنی پالیسی کو سراہا۔ '

"کب آئیں گے"

اف اف۔۔۔۔ اس لہجے پر کون نہ مر جائے اے خدا" خبیب کا چڑاتا لہجہ۔۔۔ وہبہ کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا۔ "

بس دانت کچکچا کر رہ گئ۔

اب تو دل کر رہا ہے اڑ کر آ جاؤں" جذبوں سے بھرپور آواز پر وہبہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ "

ویسے کھایا کیا میری بکری نے۔۔۔ پودے" وہ جو اسکی بات کے سحر میں کھوئ تھی۔ اپنی بدلتی کیفیت پر لاحول پڑنے لگی۔ "

خبیب کی اگلی بات نے پہلی بات کا سحر بھک سے اڑا دیا۔

میرا دل بھی۔۔۔ اس بندے کے لئیے بدل رہا ہے" اس نے دل کو سرزنش کی۔ "

اگر میں آپکے رحم و کرم پر ہوں اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ آپ اتنے فرینک ہوں میرا اور آپکا مذاق کا کوئ رشتہ نہیں" اس نے" خبیب کو ٹوکا۔

اور یہ رات کو آپ آفس مین اتنے فارغ بیٹھے ہیں کہ فون سے چپکے ہوئے ہیں۔ کوئ کام نہیں آپکو۔ آفس میں ہی ہیں یا۔۔" وہبہ" نے بھی اسکی کلاس لی۔

آپکا اور میرا ایسا رشتہ بھی نہیں جس سے آپ مجھ پر شک کریں یا اس قسم کی تفتیش کریں" خبیب نے اسکی بات کا بدلہ چکایا۔ "

اچھا اب مہربانی کر کے بتا دیں ابھی آ رہے ہیں کہ نہیں۔۔۔ ورنہ میں تائ کو فون کر کے بتا دوں گی کہ میں یہاں بھوک سے مر رہی ہوں" اور آپکی سیریں ہی ختم نہیں ہو رہیں" آخر وہ دھمکی آمیز لہجے مین بولی۔

اور میں بھی ممی سے کہوں گی جسے آپ بڑی پیاری بچی سمجھتی ہیں آپکے بیٹے کو بھوکا بٹھا کر خود سو لے چلی گئ تھی۔ آ رہا ہوں بس دس" منٹ میں" کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کیا اور وہبہ نے شکر ادا کیا۔

ممی گھر کتنا سونا لگ رہا ہے ناوہبہ اور بھائی کے بغیر" نیہا نے نفیسہ سے کہا جو کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔ "

کل سے اداس تو وہ بھی بے حد تھیں مگر خبیب کی بات بھی دل کو لگی تھی۔

کیوں نہ ہم کچھ دنوں میں انکے پاس جائیں۔ابھی ونٹر ویکیشنز بھی ہونے والی ہیں وہیں جا کر گزارتے ہیں۔اسی بہانے کوئٹہ بھی دیکھ لیں" گے "ربیعہ نے مشورہ دیا۔

کوئی ضرورت نہیں ابھی سکون سے انہیں سیٹ ہونے دو۔۔خوا مخواہ چلے جائیں گے "خدیجہ نے بھی ٹوکا۔ "

اتنا تو وہ جان گئیں تھیں کہ وہبہ نے ابھی اس رشتے کو قبول نہیں کیا۔وہ بھی نفیسہ کی طرح چاہتی تھیں کہ وہ دونوں جلد ایک دوسرے کی اہمیت کو جان لیں۔

وہ انہیں خوش باش دیکھنا چاہتی تھیں۔

جو محرومیاں وہبہ نے اب تک صحیح تھیں وہ نہیں چاہتی تھیں کہ آئندہ زندگی میں بھی وہ ان سب کا شکار ہو۔

افوہ ایک تو آپ لوگ نا"ربیعہ نے منہ بنایا۔ "

اسی وقت وہبہ کی کال آگئی نیہا کے فون پر۔

کیسی ہو ابھی تمہیں ہی یاد کر رہے تھے" نیہا نے چھوٹتے ہی بتایا۔ "

ہائے میں بھی تم لوگ کو یاد کر رہی تھی۔تائی ہیں تمہارے پاس "اس نے آہ بھر کر کہا۔ "

ہاں ایک منٹ" نیہا نے جلدی سے ماں کو فون پکڑایا۔ "

کیسی ہے میری بچی "انہوں نے محبت سے لبریز لہجے میں پوچھا۔ "

خدیجہ بھی آنکھوں میں نمی لئے انہیں دیکھ رہیں تھیں۔

بس ٹھیک ہی ہوں مجھے کوئی اچھی اچھی سی ریسیپیز بتادیں۔آپکے بیٹے نے تو آتے ہی کام پر لگا دیا ہے "اس نے منہ لٹکا کر کہا۔ "

خبیب نے انہیں منع کیا تھا کہ اگر وہبہ کے کام کے حوالے سے روتے دھوتے فون آئیں تو کسی کو جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔

لہذا انہیں دل پر پتھر رکھنا پڑا۔

چل کچھ نہیں ہوتا۔۔۔میں نیہا کو کہہ کر کچھ چیزوں کی ریسیپیز تمہیں بھیجتی ہوں۔دیکھ بیٹا محبت سے سب کرو گی تو یہ رشتہ اور بھی" خوبصورت ہو جائے گا "انہوں نے اسے سمجھانا چاہا۔اسکی آتش فشاں طبیعت سے واقف تھیں اور اپنے بیٹے کے غصے سے بھی۔

جی "اس نے مختصر جواب دیا۔ "

Urdu Novels Ghar

چلویہ خدیجہ سے بات کرلو" تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد خدیجہ نے فون بند کر دیا۔ "

ایک بات جو انہیں وہیبہ کی سمجھداری والی لگی وہ یہ کہ اس کے اور خبیب کے درمیان جو بھی چل رہا تھا وہ اس کا چرچہ نہیں کر رہی تھی۔

اور اسی بات سے انہیں امید تھی کہ جلد ہی وہ خبیب کی حیثیت کو مان جائے گی۔

جلدی جلدی ہاتھ چلا کر اس نے کھانا بنایا اسکے بعد اسے صفائی کرنی تھی۔

یا اللہ ایک یہی بندہ ملا تھا میرے لئیے کو جا کہیں کا۔۔۔۔ اتنے کام دے گیا ہے۔۔۔ اوپر سے ہر تھوڑی دیر بعد فون کر کے کہتا ہے جو جو" کام کر لیا ہے اسکی پکچر لے کر واٹس ایپ کرو۔۔۔۔ یہ منحوس واٹس ایپ بنانے والے کو تو میں آگ ہی لگادوں۔۔۔ مل جائے مجھے ذرا کہیں۔۔۔" کوسنے جاری وساری تھے ساتھ ساتھ جھاڑ و پوچھا بھی جاری تھا۔

صبح ناشتہ تو خبیب کو صحیح ملا تھا۔ جانے سے پہلے وہ اسے سارے کاموں کی فہرست بنا کر دے گیا ساتھ یہ آرڈر تھا ہر تھوڑی دیر بعد فون کر کے پوچھوں گا کہ کیا ہو رہا ہے۔

یہ نہ ہو میں تھکا ہارا آؤں تو یہاں میڈم سوئی پڑی ملیں "جب وہ حکم دے رہا تھا وہیبہ کے ہاتھوں میں شدید کھجلی ہوئی اسکی گردن دبانے" کے لئیے۔

جس طرح اس نے کل رات کچن لاک کیا تھا اور اگر وہ ساری رات گھر نہ آتا تو اس نے تو ڈر ڈر کر ہی مر جانا تھا۔

لہذا اب اس نے یہی سوچا چپ کر کے اسکی بات ماننی ہے۔

کیونکہ گھر والوں کو نجانے اس نے کون سی گیدڑ سنگھی سنگھائی تھی کہ ہر کوئی اسکے خبیب کے ساتھ رہتے کے وہ وہ فائدے گنوار ہا تھا جو اسے ہزار والٹ کا بلب ہاتھ میں لے کر بھی ڈھونڈنے سے نہ ملتے۔

کام ختم کرتے کرتے ہی ظہر ہو گئی۔ ابھی وہ وضو کر ہی رہی تھی کہ خبیب کا پھر فون آگیا۔

سب کام کر لئیے تصویریں بھی بھیج دی ہیں اب کیا مسئلہ ہے" وہ تقریبا چلا کر بولی۔ "

مجھے لگتا ہے اگر آپکے بولنے کا والیم یہی رہا تو مجھے بہت جلد ای این ٹی اسپیشلسٹ کے پاس جانا پڑے گا۔ فون اسی لئیے کیا ہے کہ میں نماز" "پڑھنے جا رہا تھا سوچا آپکو بھی یاد دلا دوں کہ نماز پڑھ لیں

الحمد اللہ مسلمان ہوں میں۔۔۔ وضو کر کے نماز ہی پڑھنے لگی تھی۔۔۔ حد ہی ہو گئی۔۔۔ اب یہ مت کہئیے گا نماز پڑھتے ہوئے کی بھی" تصویر بھیجیں" وہیبہ نے غصے سے کہا۔

نہیں لیکن اگر ایک ماسیوں والے حلیے کی بھیج تو کیا ہی بات ہے" خبیب کے شرارتی لہجے پر اس نے فون کان سے ہٹا کر فون کو ایسے گھورا"

جیسے خبیب کی تصویر آرہی ہو۔

تلملا کر کال کاٹ دی۔

پھر جاء نماز بچھا کر کھڑی ہو گئ۔

رات سات بجے جب وہ گھر آیا گھر چمکتا دمکتا اسے سکون کا احساس دے گیا۔

چائے بنائیں" سلام دعا کرکے اسے آرڈر دیتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ "

اور وہبہ کھول کر رہ گئ نہ کوئ گھر کی تعریف نہ تھینک یو۔۔۔

بے دلی سے چائے بنائ ساتھ میں سینڈوچز بنائے۔ جانتی تھی وہ خالی چائے نہیں پیتا نفیسہ ہمیشہ اسکے لئے بہت تردد کرتی تھیں۔

صحیح بگاڑا ہے آپ نے انہیں" دل میں نفیسہ سے مخاطب ہوئ۔ "

سلیقے سے ٹرے میں رکھ کر باہر آئ اور خبیب کے سامنے ٹیبل پر رکھی۔ جو کپڑے چینج کرکے آچکا تھا۔

اسکی تابعداری کو دل میں سراہا مگر خاموشی سے ٹاک شو دیکھتا رہا اور وہ جو ڈھیر سارے ڈائجسٹ اپنے ہمراہ لے آئ تو ان میں سے ایک نکالے پڑھنے لگی۔

آٹھ بجے کھانا لگانے کا آرڈر آیا۔

پاؤں میں جوتی اڑاتی وہ کھانا گرم کرکے لے آئ۔

سٹارٹ کریں" خبیب نے اسے دوبارہ ڈائجسٹ اٹھاتے دیکھ کر کہا۔ "

مجھے ابھی بھوک نہیں ہے آپ کھالیں مجھے جب بھوک لگے گی میں کھالوں گی" اسکی بات پر خبیب نے مشکوک نظروں سے اپنے" سامنے رکھے گوبھی گوشت کو دیکھا۔

اکٹھے کھانے سے گھر میں برکت آتی ہے۔۔ چلیں شاباش پلیٹ لائیں اپنی" اس نے آخر وہبہ کو اٹھا کر ہی چھوڑا۔ "

اندر سے وہ اپنے لئے سالن ڈال لائ۔

خاموشی سے بیٹھ کر کھانا شروع کیا۔

پہلا لقمہ لیتے ہی خبیب کو لگا آنکھ کان ناک ہر جگہ سے دھواں اٹھنے لگ گیا ہے۔

اسکی آنکھوں سے پانی نکلتا دیکھ کر وہبہ نے جلدی سے اسکی جانب پانی بڑھایا۔

اف اس قدر مرچیں" خبیب کے جیسے ہی حواس بحال ہوئے بمشکل بولا۔ "

اب پہلی مرتبہ بنایا ہے تھوڑا بہت تو اوپر نیچے ہو جاتا ہے نا" وہ آرام سے کھاتے ہوئے بولی۔ "

خبیب نے حیرت سے اسکے پر سکون انداز دیکھے۔

" نیچے نہیں یہ تو بس اوپر ہی اوپر ہو گئے ہیں۔۔ آپ اتنے آرام سے کیسے کھا رہی ہیں"

جب بندہ اتنی محنت کر کے کچھ خود بناتا ہے ناتب ہر چیز خود بخود اچھی لگتی ہے۔۔۔ جن کو بیٹھے بٹھائے مل جائے نقص انہی کو نکالنے آتے" ہیں" خبیب پر طنز کرتی وہ کھانے میں مگن ہو گئی۔

خبیب نے بھی تھوڑا تھوڑا سالن لگا کر کھا ہی لیا۔

رات میں اسے کافی دے کر آ کر پھر کہیں جا کر وہ لیٹی۔ کمرہ اس نے الگ ہی رکھا تھا۔ وہاں تو مجبوری تھی۔ یہاں تو کسی کو دکھانے کی کوئی مجبوری نہیں تھی۔ اور نہ ہی خبیب نے اسے ٹوکا تھا کہ الگ کمرے میں کیوں جا رہی ہو۔ اسکے لئے یہ اتنا ہی بہت تھا کہ وہ اسکے سامنے ایک ہی گھر میں تو موجود ہے۔

اور پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا کبھی نمک زیادہ ہو جاتا اور کبھی مرچ۔۔ کبھی تو سرے سے ہوتا ہی نہیں۔

جیسے تیسے خبیب کھا ہی لیتا۔ وہ ہمیشہ خبیب کے لئے الگ سے پلیٹ میں پہلے لا کر رکھتی اور پھر اپنا بعد میں کچن سے لے کر آتی۔

یہ سلسلہ صرف یہیں تک نہیں رہا خبیب کی کبھی شرٹ جلی ہوتی۔ کبھی دھلی شرٹ پر وہیبہ کے کسی سوٹ کا کلر لگ کر وہ خراب ہو جاتی۔

ڈانٹ بھی کھاتی تھی اور کبھی خبیب صبر سے برداشت کر جاتا۔

وہ ہمیشہ یہی کہتی پہلی مرتبہ تو یہ سارے کام کر رہی ہوں اب کچھ دن تو لگیں گے سیکھتے ہوئے۔

چھٹی والے دن خبیب نے اس سے بریانی کی فرمائش کر ڈالی۔

اس نے بنا تو لی اور اس دن خبیب سارا وقت اسکے سر پر کھڑا ہو کر بنواتا رہا تا کہ کسی چیز کی کمی بیشی نہ ہو۔

جب وہ بن گئی تو خبیب دہی لینے چلا گیا۔ واپس آیا اور پتیلا ہٹا کر چیک کی تو اس میں نمک زیادہ ہو چکا تھا۔

اب کی بار اسے شک گزرا کہ یہ وہیبہ نے خود کیا ہے۔

اس نے ابھی تک کبھی گھر آ کر فریج کا جائزہ نہیں لیا تھا۔ یکدم کچھ سوچ کر وہ فریج کی جانب بڑھا۔

وہیبہ نماز پڑھنے گئی ہوئی تھی۔

جیسے ہی فریج کھولا سامنے رات والا آلو قیمہ نظر آیا چکھا تو اس میں نمک مرچ بالکل صحیح تھا۔ پھر ایک اور باؤل نظر آیا جس میں آلو قیمہ ہی تھا اسے چکھا تو اس میں مرچیں تیز تھیں۔ یہ باؤل بھی وہی تھا جس میں خبیب نے کھایا تھا۔

فریج بند کر کے وہ اوون کی جانب آیا تو بریانی کی ایک پلیٹ پڑی نظر آئی جس میں نمک مرچ بالکل مناسب تھا۔

اب اسے سمجھ آئی کہ وہ جان بوجھ کر خبیب کے لئے نمک مرچ تیز کرتی ہے اور اپنے لئے الگ سے نکالتی ہے اسی لئے ہر مرتبہ وہ اپنی پلیٹ میں الگ سے سالن یا چاول کچن سے بعد میں ڈال کر لاتی ہے اور پہلے خبیب کو دیتی ہے۔

خبیب نے مرچیں پکڑ کر اس میں زیادہ ساری ڈال کر اسے واپس اوون میں رکھ دیا۔

جب کھانا کھانے لگے تو وہبہ کا وہی حال ہوا جو وہ اکثر خبیب کا کرتی تھی۔

پانی پانی "خبیب نے مسکراہٹ روک کر پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ پھر ٹشو دیا تا کہ وہ آنکھوں سے نکلنے والا پانی صاف کر سکے۔ "

چچ چچ۔۔۔اتنی مرچیں کھا کر کیسا محسوس ہوتا ہے۔ "خبیب کی بات پر اس نے چونک کر خبیب کو دیکھا۔ "

دل تو کر رہا ہے ایک ہفتے کے لئے آپکو اس گھر میں لاک کر کے خود کہیں چلا جاؤں "خبیب نے غصے سے اسے گھورا۔ "

تو کیا کروں کتنے کام کرواتے ہیں بدلہ کیسے لوں "اف کیا معصومیت سے پوچھا جا رہا تھا۔ خبیب غصے کے باوجود مسکرایا۔ "

اتنا شدید بدلہ۔۔۔خود سوچیں یہ سب کام نہ کہتا تو آپ نے ساری عمر پھوہڑ ہی رہنا تھا۔ "خبیب کی بات پر اس نے خفگی سے اسے " دیکھا۔

تو آپکو کیا مسئلہ تھا۔۔۔رہنا تو آپکی دوسری اور من پسند بیوی نے ہے نا آپکے ساتھ۔۔کون سا میں رہوں گی یہاں " جلے دل سے کہتی وہ " اپنی جیلسی آشکار کر گئی۔

آپ کہیں گی تو آپکو بھی رکھ لوں گا۔۔۔ہماری خدمتیں کر کے ثواب کمانا "خبیب نے اپنی گہری آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکاتے " مسکراتے لہجے میں کہا۔

ہمم۔۔۔مجھے ایسا ثواب نہیں کمانا۔ "کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کچن میں سے دوسری پلیٹ لے کر خبیب کے لئے بنائی بریانی میں سے " اپنے لئے لے کر کھانے لگی۔

ہبہ میرے کچھ فرینڈز آرہے ہیں رات کو ڈنر پر پلیز کچھ اچھی چیزیں بنا دینا "خبیب کا میسج پڑھ کر اسکی جان جل گئی۔ "

صبح سے فلو نے جکڑا ہوا تھا اور اب ایک نیا آرڈر۔۔۔

وہبہ کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس نے بہت اچھا بنانا سیکھ لیا تھا۔ جس دن سے خبیب نے اسکی چوری پکڑی تھی تب سے خبیب کو اب کھانا بالکل پرفیکٹ ملتا تھا۔

اس نے جلدی جلدی کچھ چیزیں سوچ کر پکانا شروع کر دیا۔

شام کے چار بج رہے تھے۔ٹائم دیکھ کراس نے اپنی ڈشز کو مینج کر لیا تھا۔

ابھی اس نے کچن میں کام شروع کیا ہی تھا کہ خبیب بھی آ گیا۔

جلدی آگ ہئے"خبیب کے کچن میں آتے ہی اس نے پوچھا۔ "

ہاں سوچا جا کر تھوڑا سا ریسٹ کر لوں"اس نے شوں شوں کرتی وہبہ کو دیکھا۔ "

کیا ہوا" فکر مند لہجہ۔وہ چونکی۔ "

"کچھ نہیں فلو ہو گیا ہے"

تو دوائی لینی تھی نا" وہ نزدیک آیا اس کا چہرہ دیکھا جو ہلکا ہلکا لال ہو رہا تھا۔ "

ہاتھ بڑھا کر ماتھا چیک کیا۔

وہ جو سبزیاں کاٹنے میں مگن تھی۔خبیب کے پاس آتے ہی گھبرا رہی تھی۔

ماتھے پر اسکا ٹھنڈا ہاتھ تقویت دے گیا۔ مگر جھجک کر پیچھے ہٹی۔

آپکو تو ٹمپریچر بھی ہے"فکر مندی اور بھی بڑھی۔ "

نوکروں کی طبیعت کی فکر نہیں کرتے" وہبہ نے مصروف انداز میں جواب دیا۔ "

شٹ اپ۔۔۔ہر وقت اتنی جلی کٹی باتیں کرنا ضروری نہیں۔پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ چھوڑیں یہ سب میڈیسن لیں اور ریسٹ کریں"""

وہبہ کے ہاتھ سے چھری پکڑتے اسے وہاں سے ہٹاتا قطعیت سے بولا۔

افوہ اتنی کوئی طبیعت خراب نہیں ہوئی۔۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔کھانا کون بنائے گا آپکے دوستوں کے لئے ہئے" وہبہ حیران ہوتی بولی"

خبیب سے مخاطب ہوئی جو اسکے کندھوں کے گرد بازو لپیٹے اسے کچن سے باہر لے جا رہا تھا۔"ہو جائے گا وہ بھی۔آپکی صحت زیادہ ضروری ہے"اسے کمرے میں بیڈ پر بٹھاتے بولا۔

مڑ کر اپنے کمرے میں گیا تھوڑی دیر بعد آیا تو ہاتھ میں میڈیسن اور پانی کا گلاس تھا۔

یہ لیں"ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔ "

اوکے میں یہ لے لیتی ہوں مگر کھانا میں بنا دوں گی" میڈیسن لیتے اس نے کہا۔ "

وہ بازار سے آ جائے گا۔اچھا ہوا میں جلدی آ گیا آپ نے تو لگے رہنا تھا اس حالت میں بھی" خبیب نے افسوس سے اسے دیکھا۔ "

کیا فرق پڑ جاتا" اس نے کمبل اپنے اوپر لیتے جس لہجے میں کہا خبیب کا دل کیا ابھی اسی وقت اسے بتائے کہ اسے کتنا فرق پڑتا۔ "

فرق تو پڑتا ہے۔۔۔۔جتنے دن بیمار رہیں گی۔۔ میں لڑائی کس کے ساتھ کروں گا" خبیب کی بات پر بے ریا سی مسکراہٹ اسکے لبوں کو"

چھو گئی۔

"تو دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے" اس نے سادگی سے پوچھا۔

"آپکو کیا جلدی ہے میری شادی کی" خبیب نے نائٹ بلب آن کرتے ہوئے پوچھا۔

"تاکہ میری تو جان چھوٹے"

"جان تو میں نے آپ کی اب کبھی نہیں چھوڑنی" پر حدت لہجے نے وہبہ کی پلکوں ممیں لرزش پیدا کی۔

کوئی بھی جواب دئیے بنا خاموشی سے سر تک کمبل لپیٹ کر لیٹ گئی۔

خبیب اسکی نظریں چرانے پر مسکرایا۔

"ہیلو بھائی کیسے ہیں" وہ آفس میں بیٹھا تیزی سے کسی رپورٹ پر کام کر رہا تھا کہ نیہا کی کال آگئی۔

"بالکل ٹھیک الحمداللہ تم سنائی کیسے ہیں سب گھر ں میں" ساتھ ساتھ کام کر رہا تھا ساتھ ساتھ ہینڈ فری پر بات ہو رہی تھی۔

"بھائی پرسوں سے ہماری وکیشنز سٹارٹ ہو رہی ہیں تو ہم سب پلان بنا رہے تھے کہ آپ کے پاس کوئٹہ آجائیں لیکن ممی اور چچی نہیں مان رہیں" نیہا نے منہ بسور کر کہا۔

"ارے ممی کیوں منع کر رہی ہیں" وہ حیران ہوا۔

"پتہ نہیں بس کہہ رہی ہیں نہیں جانا"

"اچھا تم ممی اور چچی کو چھوڑو جس جس نے آنا ہے میں پلین کی ٹکٹس کروا دیتا ہوں مجھے دن اور ٹائم بتا دینا جب آنا ہو۔ ممی کو ابھی کچھ نہیں بتانا میں خود انہیں بتا دوں گا اور نہ ہی اپنی اس عقل مند دوست کو بتانا۔ ہبہ کے لئیے سرپرائز ہو گا" خبیب نے جلدی سے ان کا پروگرام طے کر دیا۔

"اوہ تھینک یو بھائی" وہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولی۔

"اچھا بس اب نو مور بٹرنگ" اس نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

رات میں وہ کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آچکا تھا۔ وہبہ کچن صاف کر کے پھر کمرے میں جاتی تھی۔

ابھی وہ لیٹ کر کمبل اوڑھ ہی رہا تھا کہ رقیہ بیگم کی کال آگئی۔ اس نے ناچار اٹھالی۔

"اسلام علیکم" بادل نخواستہ ان پر سلامتی بھیجی۔

"وعلیکم سلام۔۔ کیسے ہو۔۔ وہبہ کا موبائل خراب ہے کیا" انہوں نے حال چال پوچھتے ساتھ ہی سوال کیا۔ خبیب کو تو بڑے دنوں سے

ان کے فون کاانتظار تھا۔

جی نہیں کیوں "اس نے جان بوجھ کر پوچھا۔ "

میں جب کال کرتی ہوں اسکا موبائل بزی ہوتا ہے "ان کے سوال پر ایک تلخ مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھری۔"

اس نے آپ کا نمبر دائیورٹ پر کر دیا ہے۔۔کیونکہ وہ آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی "خبیب کی بات پر وہ غصے سے پیچ وتاب کھا کر رہ گئیں

کیا بکواس ہے۔۔۔کیوں بات نہیں کرنا چاہتی اماں ہوں میں اسکی "انہوں نے کڑک لہجے میں کہا۔ "

وہ اماں جنہوں نے اسکی حقیقی ماں سے اسے جدا کیا۔آپ کو اب بھی اپنی غلطی کا کوئ احساس نہیں کہ آپ نے ایک بچی کے ساتھ کتنا ظلم" کیا ہے "رقیہ بیگم کا نمبر وہبہ نے نہیں خود خبیب نے ڈائیورٹ کالز پر کر دیا تھا۔اور یہ کام اس نے یہاں آتے ساتھ ہی اگلے دن کیا تھا۔جانتا تھا وہ فون کریں گی۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب جب تک انہیں احساس نہیں دلایا جائے گا تب تک وہ اپنی غلطی کو نہیں مانیں گی۔اور یہ موقع خبیب کو بہترین اور آخری بھی لگا تھا۔

وہ اب تب تک انہیں وہبہ کے سامنے نہیں لے جانا چاہتا تھا جب تک وہ اپنے کئے پر شرمندہ نہ ہو جاتیں۔آخر کبھی تو انہیں احساس ہو کہ انہوں نے کتنے لوگوں کی زندگیاں تباہ کی ہیں۔

اور جب تک وہ وہبہ اور خاص طور پر خدیجہ چچی سے معافی نہین مانگ لیتیں۔وہبہ کے دل میں انکے رویے کی تکلیف ہمیشہ کسک بن کر رہے گی۔

کیا غلط کیا ہے ہر کوئ مجھے سمجھانے بیٹھا ہوا ہے۔۔۔کیا تم ایک ماں کی حالت سمجھ سکتے ہو جس کا بیٹا اس کے سامنے تن کر کھڑا ہو اور کہے" "میں نے لڑکی پسند کر لی ہے جا کر رشتہ لیں

دادی انہوں نے رشتہ کرنے کا کہا تھا نہ شادی کر کے تو نہیں لے آئے تھے نا۔اور میرے نزدیک پسند کی شادی ماں باپ کی مرضی اور" رضا کے ساتھ کرنا کوئ گناہ نہیں مگر ہمارے معاشرے نے اسے گالی بنا دیا ہے۔کیا آپ نہیں جانتی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے لڑکی ہو کر شادی کا پیغام ہمارے پیارے رسول اللہ کو بھیجا تھا۔

تو پھر ہم اسے کیسے گناہ بنا سکتے ہیں۔اگر آپ رسان سے جا کر چچی کو دیکھ کر انکی پسند پر مہر لگا دیتیں تو وہ ساری زندگی آپکے اور بھی تابعدار رہتے۔لیکن آپ نے نہ صرف لڑ جھگڑ کر انکی بات مانی بلکہ انکے جگر کے گوشے کو ان سے اس طرح دور کیا کہ جو قریب رہ کر دوری کی آگ میں ساری زندگی جھلستی رہیں۔

اگر آپ نے چچی سے بدلہ لیا تو نہایت بدصورت طریقے سے انہوں نے تو آپکے بیٹے کو آپکا رہنے دیا جبکہ آپ نے انکی اولاد کو انکا نہیں رہنے دیا۔

اگر احتساب کریں تو آپ خود جان جائیں گی کہ زیادہ ظالم کون ہے اور اللہ ظلم کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ دادی اللہ نے حقیقی رشتے اسی لئیے بنائے ہیں کہ انکی ایک اپنی حیثیت اور اہمیت ہوتی ہے ہر انسان کی زندگی میں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی ماں کی جگہ کسی دوسری عورت کو باسانی دے دیتا۔ میں اس بات کو نہیں مانتا کہ بچے صرف پیار کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی بچہ ماں سے مار کھا کر واپس ماں کی گود میں کبھی پناہ نہ لیتا۔

آپ اس بات کو مان لیں کہ ہر رشتے کی محبت ہر انسان کی زندگی میں الگ سے مقام رکھتی ہے۔

آپ نے اسے بیٹی تو بنا لیا مگر خود اسکی ماں نہیں بن سکیں کیونکہ آپ اسکی ماں ہی نہیں تھیں۔ آپ اس بات کو جان ہی نہیں سکتیں آپ نے کتنا بڑا خلا اسکی زندگی میں پیدا کر دیا ہے۔

آپ کو اندازہ ہے وہ کیوں ہر رشتے سے انکار کرتی تھی کیونکہ آپ نے چچا چچی کی زندگی کی اتنی بری شکل اسکے سامنے پیش کر دی تھی کہ اس کا اس رشتے پر سے محبت پر سے اعتبار ختم ہو گیا ہے۔ اور آپ نے نہ صرف اسکے ساتھ زیادتی کی ہے بلکہ میرے ساتھ بھی کی ہے۔

اب وہ ساری زندگی آپ سے ملنا نہیں چاہتی۔

ہو سکے تو اپنی غلطیوں کا احساس کر کے معافی مانگ لیں۔

معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا اور بالفرض لوگوں کی نظر میں چھوٹے ہو بھی جائیں مگر اللہ کی نظر میں تو بڑے بن جائیں گے نا۔

پلیز دادی اچھی طرح سوچیں اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے نہ معافی کی یہاں مہلت ملے نہ اللہ کے پاس۔" خبیب کی باتوں پر انکے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

انہوں نے اسکی بات مکمل ہوتے آہستہ سے فون رکھ دیا۔

کیا کیا نہ احساس دلا گیا تھا وہ۔ مگر وہ ابھی بھی کشمکش میں تھیں۔

ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہونے سے گھبرا رہیں تھیں۔ اور انسان وہیں گھبراتا ہے جہاں اسے معلوم ہو کہ وہ غلط ہے۔

یار آج کچھ گسٹس نے آنا ہے تو آپ ذرا زیادہ کھانا بنا لینا دوپہر میں" آفس جانے سے پہلے خبیب وہبہ کو ہدایت کرتا آفس کے لئیے نکلنے" لگا۔

کون سے گسٹ ہیں" اس نے حیرت سے پوچھا۔ کل تک تو کوئی ذکر نہیں تھا۔ "

بس ہیں کچھ اسپیشل گیسٹ" جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے بولا۔ "

افوہ کتنے لوگ ہیں کچھ آئیڈیا تو ہو" اس نے چڑ کر پوچھا۔ "

یہی کوئی سات آٹھ لوگ" اس نے ڈائننگ چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "

اتنے لوگ کیا آپکی بارات آرہی ہے" اس کی بات پر خبیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔ "

سات آٹھ سو نہیں کہا۔۔۔اور ویسے بھی آپکو میری بارات کی بڑی جلدی ہے آپ نے کیا بھنگڑے ڈالنے ہیں" خبیب نے شرارت سے" کہا جانتا تھا اب کوئی سڑا ہوا جواب آئے گا۔

نہیں پھلجھڑیاں چھوڑنی ہیں آپکی بیگم کے لہنگے میں" اسکی بات پر خبیب نے بھرپور قہقہہ لگایا۔ "

اتنی تخریبی سوچ ویسے آپکو میری ہونے والی دوسری بیوی سے اتنی چڑ کیوں ہے۔۔۔۔یا پھر اسے جیلسی سمجھوں" وہ شرارت سے اسکے" قریب آیا۔ جو بلیک ٹراؤزر پر ریڈ لانگ کارڈیگن اور اسکارف لئے خبیب کی صبح کو فریش بنا رہی تھی۔

ہمم۔۔جیلس ہوتی ہے میری جوتی" اس نے نخوت سے کہا۔ "

اچھا اب صبح صبح غصہ مت کریں خاصی بھیانک لگتی ہیں" اسکی لٹ پر پھونک مار کر بولا۔ "

"اچھا اب جائیں تاکہ میں سکون سے کچھ بناؤں"

اس نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

اف ظالم عورت" وہ جو مڑ کر جانے لگی تھی خبیب کی بات پر غصے سے مڑی۔ "

پھر عورت کہا مجھے" اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔ "

اوہ سوری سوری یور ہائی نیس۔۔۔۔اب خوش" خبیب نے جلدی سے پینترا بدلا۔ "

ڈیٹس بیٹر" اس نے ایک شان سے کہا۔ پھر ہولے سے ہنس دی"

اسکی ہنسی نے خبیب کو مسحور کر دیا۔

یکدم آگے بڑھ کر ہولے سے اسے خود سے لگایا اور پھر بائے کہتا چلا گیا۔

جبکہ وہبہ کتنی دیر ششدر کھڑی رہی۔

پھر اپنا چہرہ تھپ تھپا کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

دوپہر میں جب وہ کھانا بنا کر فارغ ہوئی گیٹ کھلنے کی آواز آئی۔ گارڈز دروازے پر موجود رہتے تھے۔ لہذا کسی کے بیل بجانے سے پہلے ہی

ساری انفارمیشن لے کر پھر بندے کو اندر بھیجتے تھے۔

ویبہ نے کچن کی کھڑکی سے جو نہی نظر باہر کی۔ نیہا، سبحان، فارا، ربیعہ، کاشف، سمارا اور وہاج اور ان کا بیٹا اندر آتے نظر آئے۔ اسے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا۔

تیزی سے کچن سے باہر آئی اور خوشی سے ایک ایک سے لپٹ گئی۔

خبیب بھی انکے ساتھ تھا۔

انہیں خود ائیر پورٹ ریسیو کرنے گیا تھا۔

ویبہ کی تو رم جھم شروع ہو چکی تھی۔

مجھے بتایا کیوں نہین آپ نے "اپنے آنسو پونچھتی اس نے خفگی سے خبیب کو دیکھا۔ "

بتا دیتا تو آپ اتنا ایموشنل سین کیسے کرتیں "اس نے ویبہ کے آنسوؤں کی جانب اشارہ کیا۔ "

چلو انہیں بیٹھنے تو دو نا "خبیب نے خفیف سا اشارہ کیا۔ "

اوہ پلیز بیٹھیں نا "اسے یکدم اپنی غفلت کا احساس ہوا۔ "

ہئے ستائشی انداز میں کہا۔ ہبو تم اتنا اچھا کھانا پکانا سیکھ جاؤ گی مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا "سمارا بھابھی نے قورمے کا نوالہ لیتے ہو"

سیریس نہ لینا بھابھی کی بات کو یہ لوگوں کا دل بہت اچھا رکھتی ہیں "خبیب نے ویبہ کی خوشی کو غارت کرنا ضروری سمجھا۔ "

جی نہیں بھائی واقعی ہبہ نے بہت مزے کا بنایا ہے "نیہا اور فارا نے بھی اسکی نفی کی۔ "

تم دونوں تو کہو گی ہی آخر اتنے دن اب تم لوگوں نے اسی کے گھر پر رہنا ہے "خبیب انکے جذباتی ہونے کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔ "

اور ویبہ کے ہاتھ کا ہی کھانا بھی کھانا ہے "کاشف نے بھی ٹکڑا لگایا دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسے۔ "

ویبہ نے ایکدم آگے ہو کر گلاس میں پانی ڈالا پھر گلاس کو اس انداز سے ہلکا سا ہاتھ مارا جیسے غلطی سے اس کا ہاتھ لگ گیا ہو لیکن گلاس کے پانی نے خبیب کی پلیٹ میں پڑی ہوئی ملائی بوٹی کو نہلا دیا۔

اوہ سوری غلطی سے ہو گیا "جس قدر معصوم شکل بنا کر تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتے اس نے ادھر ادھر ہاتھ مارتے ایکٹنگ کی باقی سب تو" امپریس ہوئے مگر خبیب اسکے پیچھے چھپی مکاری کو اچھی طرح پہچان گیا۔

سب جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے لگے۔

خبیب نے اسے گھورا جو شرارتی نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد خبیب واپس آفس کے لئے نکلنے لگا۔

ہبہ بات سننا" وہ جو کچن میں چیزیں سمیٹ رہی تھی اسکی پکار پر اسکے پیچھے کمرے میں آئی۔ "

اس نے پہلے تو دروازہ بند کر کے اسکی پونی میں بندھے بالوں کو ہلکا سا کھینچا۔ وہ سی کر گئی۔

میرے سارے کھانے کا بیڑہ غرق کیوں کیا" خطرناک تیوروں سے اسے دیکھا۔ "

اور وہ جو میرے کھانے کا مذاق اڑایا جا رہا تھا" اس نے بھی ہاتھ کمر پر رکھ کر گھورا۔ "

تو تعریف کے قابل کب ہیں" اس نے وہبہ کو چڑایا۔ "

"آج رات لگتا ہے آپ نے بھوکے سونا ہے"

ہاں نا آج آپکو کچا چباؤں گا" خبیب کی بات پر اوہ گھبرائی۔ "

کیا مطلب اس فضول بات کا۔" اسے خطرے کی گھنٹیاں نظر آئیں۔ "

مطلب یہ کہ آج آپ میرے روم میں شفٹ ہو جائیں۔۔۔ میں ہمارے رشتے کو لے کر کسی پر فضول کا امپریشن نہیں ڈالنا چاہتا۔" ہمارے جو ایشوز ہیں ہم تک رہیں تو بہتر ہیں کسی کے سامنے میں اسے کھولنا نہین چاہتا اور نہ کسی کو ان پر بات کرنے کا موقع دینا چاہتا ہوں۔۔ چاہے وہ میری بہن یا میرا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔۔ آئی ہوپ آپ آرگیو نہیں کریں گی۔۔" خبیب نے سنجیدگی سے کہا۔

اوکے۔۔" اس نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ ان لوگوں کے آنے کے بعد اسے یہ سب پھر سے کرنا پڑے گا۔ "

وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ انکے خود سے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے کوئی تیسرا ان دونوں کی زندگی کے بارے میں الٹی سیدھی بات کرے۔

لہذا خبیب کی بات وہ سہولت سے مان گئی۔ خبیب نے بھی شکر ادا کیا۔ نہیں تو اسے امید تھی ایک لمبی بحث کرنی پڑے گی اسے اس وقت کی نزاکت سمجھانے کے لئیے

رات میں وہبہ نے کچھ کا انتظام اس کمرے میں کیا جہاں وہ پچھلے کافی دنوں سے رہ رہی تھی اور کچھ کا انتظام ڈرائینگ روم میں میٹرس بچھا کر کر دیا۔

خبیب واپسی پر آتا ہوا اپنے ایک دوست سے کچھ دنوں کے لئے دو کمبل اور لحاف لے آیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کے استعمال کے لئے دو کمبل اور دو لحاف بہت تھے۔ خبیب اور وہبہ نے سب کی جگہ ارینج کروا دی تھی۔

وہ لوگ دن بھر کے تھکے ہوئے تھے لہذا سب نے جلدی سونے کا پروگرام بنایا۔

آخر میں خبیب اور وہبہ بھی خبیب کے کمرے میں آگئے۔ گیسٹ روم میں گزرنے والی رات کے بعد آج دونوں پھر سے ایک ہی کمرے میں سو رہے تھے۔

خبیب کا بیڈ یہاں بھی جہازی سائز تھا اسی لئے وہبہ کو کوئی ٹینشن نہیں تھی۔

نماز پڑھ کر وہ کوئی ڈائجسٹ لے کر بیٹھی پڑھ رہی تھی اور خبیب لیپ ٹاپ پر آفس کا کام کر رہا تھا۔

یکدم اس کا دھیان اس گانے کی جانب گیا جو خبیب نے تیسری مرتبہ پلے کیا تھا۔ اس نے دھیان سے اسکی شاعری سنی کہ آخر کیا ہے اس گانے میں جو وہ تیسری مرتبہ سن رہا ہے۔

I can reason it away
But I'll only miss the heart of it
Oh, the pain
It's all the same
So far

I can never live without you, now
You were the only one
Who could ever make the pieces fit the same
I could never live without you, now
You were the only one
Who could fix it when it hurts
Fix it when it hurts
Show me all the feelings that call your breakdown
Tell me all the reasons you cry
Show me all the demons that tore us open
Tore it, you tore it all
And you tore it, your tore it all
And you tore it, your tore it

نام کیا ہے اس کا" وہبہ نے گانا سننے کے بعد اچانک پوچھا۔ "

خبیب جو بری طرح کام میں ڈوبا ہوا تھا مگر وہبہ کی موجودگی سے پوری طرح باخبر تھا۔ گانا بھی تین مرتبہ اسی لئے ہوئے لگایا کہ شاید میڈم کچھ متوجہ ہوں اور بالآخر وہ متوجہ ہو ہی گئی تھی۔

کس کا" اس نے اچھنبے سے پوچھا۔ "

آپکی ہونے والی ان کا" اس نے بھی معنی خیزی سے پوچھا۔ "

اوہ" وہ یکدم آنکھیں بند کر کے کھولتا اسکی بات پر سر کو خفیف سی جنبش دے کر مسکرایا۔ "

بس ہے بہت پیارا سا نام" اس نے سامنے دیکھتے اسطرح سے کہا جیسے وہ لڑکی سامنے ہی کھڑی ہو۔ "

وہبہ کو عجیب سی بے چینی ہوئی۔

تو اسے زندگی میں شامل کرنے کا کب ارادہ ہے" اس نے لہجے کو سرسری ہی رکھا۔ "

وہ تو کب کا کر بھی لیا" خبیب نے اس کی جانب دیکھتے اسے نظروں کے فوکس میں رکھا۔ وہبہ نے گھبرا کر نظریں اس پر سے ہٹائیں۔ "

اوہ ایزا ے گرل فرینڈ" اس نے سمجھتے ہوئے کہا۔ "

نہیں میں ایسے دو نمبر رشتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا" اس کی نظریں مسکرائیں۔ "

تو پھر۔۔۔ شادی کر چکے ہیں کیا بیوی ہے وہ آپکی" کچھ سمجھتے وہ حیرت سے اسے دیکھتے مڑی۔ "

ہاں شادی تو کر لی ہے مگر بیوی نہیں منکوحہ ہے میری" خبیب نے تصحیح کی۔ "

وہبہ سے اپنے تاثرات چھپانے مشکل ہو گئے۔ یکدم چہرہ جیسے اتر گیا۔

نکاح کر لیا ہے" اسے لگا اسکی آواز گہری کھائی سے آئی ہو۔ "

اف کس بے وقوف سے محبت کر بیٹھا ہوں" خبیب نے دل میں اسکی عقل پر ماتم کیا۔ "

اتنی سی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اس سے بھی تو وہ شادی کر چکا ہے اور وہ بھی اسکی منکوحہ ہے۔

مگر وہبہ کا دکھی انداز دیکھ کر یہ تو تسلی ہوئی تھی کہ وہ بھی اسکے لئے ہوئے دل میں جذبات رکھتی ہے مگر ماننے سے انکاری ہے۔

ہاں کب کا" اس نے بھی جان بوجھ کر اسے اور تنگ کیا۔ "

تو ڈسکلوز کیوں نہیں کر رہے" سیدھے ہوتے ہوئے وہ پھر سے ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔ "

خبیب کا دل کیا بھنگڑا ڈالے یہ احساس ہی بہت دلکش تھا کہ وہ بھی اسکو سوچنے لگی ہے۔

کر دوں گا پہلے ہمارے رشتے کو تو کسی پار لگا دوں" خبیب نے پھر سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حالانکہ دل اسے تنگ کرنے پر آمادہ نہیں تھا"

مگر وہ جان بوجھ کر ابھی وہبہ کو کوئی احساس نہیں دلانا چاہتا تھا۔

آج رات کوئی ریکارڈ بنانا ہے آپ نے ڈائجسٹ پڑھنے کا" وہ جو گم صم سی پاس پڑا تیسرا ڈائجسٹ کھول رہی تھی خبیب کے چوٹ کرنے پر" برا سا منہ بنا کر نہ گئی۔

""آپکو کیا ٹینشن ہے سو جائیں آپ مین کون سا بیٹھی آپکو کہانیاں سنا رہی ہوں"

ڈائجسٹ میں دھیان لگ جائے گا؟"خبیب نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کے لیمپ آن کئے۔ پھر لائٹ آف کر کے واپس بیڈ پر آ کر اسے" مخاطب کیا۔

جس کی نظریں ڈائجسٹ پر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہیں تھیں۔

کیا مطلب۔۔"اس نے حیرت سے خبیب کو دیکھا۔ "

کبھی کبھی دل کی بات مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔۔زندگی پر سکون ہو جاتی ہے۔۔اور شاید خوبصورت بھی۔۔۔ہر ایک کی زندگی" کا اپنا تجربہ ہوتا ہے۔۔دوسروں کی زندگی کے تجربات سے سبق ضرور حاصل کریں مگر ان کی وجہ سے اپنی زندگی کو خراب مت کریں۔۔ہو سکتا ہے آپکا تجربہ ان سے بہت بہتر ہو۔۔ گڈ نائٹ مجھے عینک لگی وریبہ بالکل اچھی نہیں لگے گی۔۔اپنی ان خوبصورت آنکھوں پر ظلم مت کریں۔" کہتے ساتھ ہی خبیب نے ششدر بیٹھی وریبہ کو دیکھا جو اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔

اسکے پاس آتے ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کیا۔ پیچھے ہو کر اسکی حیرت زدہ آنکھوں کو دیکھتے مسکرایا۔

یقین کریں زندگی آپکو بہت سی خوشیاں دینا چاہتی ہے ہاتھ بڑھا کر انہیں وصول کریں۔۔اس سے پہلے کہ کوئی اور ان پر اپنا حق جتا لے۔""" اسکے گالوں کو پیار سے انگلیوں سے چھوتے اسکے دل نے بہت سی خواہشیں کیں تھیں۔ مگر خبیب نے اسے ڈپٹ دیا۔ آہستہ سے اپنی جگہ پر تکیہ درست کر کے منہ دوسری جانب کر کے لیٹ گیا۔

اف یار کتنا لولی ہے کوئٹہ کا موسم۔۔۔اس قدر سنو پڑتی ہے "آج موسم نسبتاً زیادہ ٹھنڈا تھا کیونکہ ہلکی ہلکی برفباری بھی ہوئی تھی جس" کے بعد موسم کافی ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ ربیعہ لان میں پڑی برف کی تہہ کو دیکھ کر خوشی سے بولی۔

وہ لوگ لاہور کے رہنے والے تھے جہاں سردیوں میں برف کا تصور ہی نہیں تھا۔ ایک دو مرتبہ وہ لوگ پروگرام بنا کر شمالی علاقہ جات گئے تھے برفباری دیکھنے مگر اب اس دفعہ کوئٹہ آگئے جہاں برف پڑتی تھی۔ اسی لئے انکے لئے بہت ایکسائیٹنگ جگہ تھی۔

یار یہاں ہیوی سنو فال کب ہو گی" نیہا نے بھی پوچھا وہ لوگ اس وقت رہائشی حصے میں کمروں کے آگے بنے چھوٹے سے برآمدے میں" موجود تھے اور مزے سے روئی کے گالوں کو دیکھ رہے تھے۔ صبح گیارہ بجے کا وقت تھا۔

یار سنا ہے نتھیا گلی اور اس سے آگے زبردست سنو پڑی ہے۔۔۔کیوں نہ وہاں کا پلین بنائیں "سمارا بھابھی کے کہنے پر سب نے رضامندی"

ظاہر کی۔

خبیب سے کہیں چھٹیاں لے اور سب چلتے ہیں وہ تو اپنے ہنی مون پر بھی نہیں گیا" سمارا بھابھی کے کہنے پر وہبہ کے چہرے پر خون سمٹ "
آیا۔

ہاں یہ بیسٹ آئیڈیا ہے "سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔ "

وہاج نے اسی وقت خبیب کو فون کیا۔

کافی دیر بحث چلتی رہی آخر وہ مان ہی گیا۔ چھٹیوں کے لئے اپنے آفیسرز سے بات کی وہ بھی مان گۓ۔ کیونکہ اس نے شادی کے بعد کی چار چھٹیاں کینسل کروادی تھیں۔ لہذا وہی چھٹیاں اس کے پھر سے کام آگئیں۔

رات میں جب وہ گھر آیا تب اسلام آباد کے ٹکٹس لیتا آیا۔

یہ آپ سب کو ہوا کیا ایکدم صبح تو میں سب کو صحیح چھوڑ کر گیا تھا۔ "خبیب نے آتے ساتھ ہی سب کا ریکارڈ لگایا۔ "

ایسی پلیننگ میری بیگم کے علاوہ کسی کی ہو نہیں سکتی "خبیب کی بات پر اس نے تیکھے چتون سے اسے دیکھا۔ "

بدنام ہی کرنا مجھے ہر جگہ "اسکے جواب پر سب ہنس پڑے۔ "

نہیں بھئی میری دیورانی نے ایسی کوئی غلطی نہیں کی یہ سب پلیننگ میری ہے۔۔ خبردار جو اسے خوامخواہ کچھ کہا۔ "سمارا بھابھی نے فوراً"
اس کا ساتھ دیا۔

ویسے بھی تم لوگ ہنی مون پر نہیں گۓ تو ہم نے سوچا تمہارا ہنی مون بھی ہو جائے گا" بھابھی نے شرارت سے کہا۔ "

ایکسکیوزمی اپنے ہنی مون پر میں اتنی پلٹون کو کس خوشی میں لے کر جاؤں گا۔۔۔ رنگ میں بھنگ ڈالنے۔۔ اس پر تو میں کسی کی "
مداخلت برداشت نہیں کروں گا۔۔ صرف میں اور میری بیگم جائیں گے "خبیب کی بات پر جہاں وہبہ کے چہرے کا رنگ سرخ ہوا تھا۔۔ وہیں یہ سوچ کر ایک عجیب سا احساس بھی جاگا کہ وہ تو اپنی دوسری بیوی کی بات کر رہا ہے۔

اوہ ہ ہ ہ، بھائی بڑے رومینٹک نکلے "وہاج اور کاشف نے پھر مل کر اس کا خوب ریکارڈ لگایا۔ "

مگر وہبہ کا دل اس سارے منظر سے یکدم اکتا گیا۔

وہ اٹھ کر پیکنگ کرنے کے بہانے اندر چلی گئی کیونکہ ان کی صبح جلدی کی فلائٹ تھی۔ آج وہ خبیب کے آنے سے بھی پہلے لیٹ کر سوتی بن گئی۔

مگر نجانے کہاں سے دو آنسو پلکوں پر آکر ٹھہر گۓ۔ جو خبیب کے اندر آنے کے بعد اور بیڈ پر اسکی موجودگی محسوس کرنے کے پر پلکوں کی باڑھ توڑ کر باہر آگۓ۔

اگلے دن صبح اسلام آباد ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد خبیب نے پہلے سے ہی اپنے کچھ آفیسر ز کو کہہ کر ہائس کا انتظام کروالیا تھا۔

اس میں بیٹھ کر وہ لوگ سیدھا پٹریاٹا کی جانب بڑھے۔ پورے راستے گانے گنگناتے گۓ۔

وہبہ اور خبیب کو اسپیشل پروٹو کول دیا جارہا تھا۔ لہذا انہیں اکٹھے بٹھایا گیا۔ وہ لوگ سب کی موجودگی کی وجہ سے کچھ نہیں بولے۔

ساری رات جاگنے کی وجہ سے اس وقت وہبہ کو شدید نیند آرہی تھی۔ کافی دیر خود کو زبردستی جگانے کے باوجود کچھ ہی دیر بعد اس کا سر نیند کی زیادتی کے باعث ڈھلک کر کھڑکی کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

خبیب کا تو سارا وقت دھیان بھی اسی کی جانب تھا۔ جو بلیک جینز اور میرون اور کوٹ میں اسکے دل کے تاروں کو چھیڑ چکی تھی۔

خبیب نے آہستہ سے اس کا سر سیدھا کر کے اپنے کندھے پر رکھ کر بازو اسکے کندھوں پر حمائل کیا۔ اس خیال میں کتنی چاہت تھی کاش وہ اسے جان پاتی۔ خبیب نے سب کا دھیان ادھر ادھر دیکھ کر اسکے گھنے بالوں والے سر پر آہستہ سے اپنے لب رکھے۔ دل کیا اسکے سارے دکھ سب خدشے اس ایک پل میں ختم کردے مگر وہ اس کا اعتماد خود پر پہلے بحال کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس رشتے کو اس انداز میں سمجھے کہ خبیب کے بنا رہنا اور زندگی گزارنا اسے ناگزیر لگنے لگے اور یہ تبھی ممکن تھا جب ہر لمحہ اسے خبیب کی اتنی عادت ہو جاتی کہ وہ بالآخر اسکی چاہت اور محبت میں مبتلا ہو جاتی۔ مگر اس کے لئۓ خبیب کو اپنی محبت کو ظاہر کرنے کے لئۓ کچھ صبر سے کام لینا تھا۔ اور وہ لے رہا تھا۔ ہر لمحہ ہر پل۔

کچھ دیر بعد جیسے ہی انکی گاڑی ہوٹل رکی جہاں انہوں نے رہنا تھا۔ برف کے گالے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ سب نے اترتے ہی جوش اور خوشی سے چیخ وپکار مچائی۔

وہبہ کی آنکھ کھلی تو اپنا سر خبیب کے کندھے پر پایا۔ ایکدم پیچھے کو سرکی۔

سب کی موجودگی کے باعث ایسے ڈرامے تو کرنے پڑیں گے "اس نے آہستہ سے کہا تو وہ جو اپنی اتھل پتھل سانسوں کو ہموار کر رہی تھی۔" ایکدم خفیف سی ہو کر اترنے لگی۔

اترتے ساتھ ہی وہ سب لان کی جانب بڑھے جو برف سے ڈھکا ہوا تھا۔

خبیب اور وہاج بک کروائے ہوئے کمروں میں سامان رکھنے چلے گۓ۔

اف کتنی خوبصورت برف ہے "وہبہ نے آنکھیں بند کرتے چہرہ اوپر کر کے دونوں ہاتھ پھیلاتے اللہ کی اس خوبصورتی کو پوری طرح" محسوس کیا اور لان میں آتے خبیب کے موبائل کے کیمرے نے اس خوبصورت منظر کی چند یادگاریں خود میں محفوظ کیں۔

وہ سب لڑکیاں ابھی تصویریں کھینچنے میں مگن تھیں کہ نیہا اور سارا کے سروں پر برف کا گولہ پڑا۔ حیرت سے مڑیں تو ایک اور گولہ وہاج

نے انکی جانب اچھالا۔

تم لوگ کیا صرف برف کو دیکھنے آئی ہو" وہاج نے انہیں جوش دلایا۔ "

نہیں دیکھنے اور دکھانے آئی ہیں" سمارا نے کہتے ساتھ ہی ایک گولہ بنا کر وہاج پر پھینکا۔ اور سب شروع ہو گئے۔ سب چونکہ راستہ بھر" کچھ نہ کچھ کھاتے آئے تھے لہذا اس وقت بھوک محسوس نہیں ہوئی بس ماحول سے لطف اٹھا رہے تھے۔

برف کے گولوں کا طوفان چل پڑا تھا۔

خبیب نے برف لے کر وہبہ کے قریب آتے ہی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسکی آستین میں ڈال دی۔

وہبہ تیزی سے برف ہاتھ میں لئے خبیب کے پیچھے بھاگی کہ ایک بینچ کے قریب پھسلن سے پاؤں مڑا۔

اس سے پہلے کے وہ بینچ پر گرتی۔ اسکی جانب متوجہ خبیب نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچا۔

حواس بحال ہوتے ہی وہبہ کو اپنے ہاتھ میں پکڑی برف کا خیال آیا۔

اچانک پیچھے ہوتے برف خبیب کے منہ پر مل دی۔

وہ جو وہبہ کے اتنے قریب ہونے کو محسوس کر رہا تھا۔ اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ وہ کھلکھلاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ اور وہاں سے دوڑ لگا دی۔

کچھ دیر یہ سلسلہ چلتا رہا پھر سردی کی شدت کے باعث سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔

خبیب کو زکام لگ چکا تھا۔ چھینکوں پر چھینکیں مار رہا تھا۔

وہبہ جو مزے سے ہینڈ فری کانوں میں لگائے۔ کارپٹ پر آتش دان کے سامنے بیٹھی گلاس وال سے باہر پڑتی برف کو دیکھ رہی تھی۔

خبیب کچھ دیر ٹشو ڈھونڈتا رہا پھر یکدم نظر سامنے بیٹھی وہبہ پر پڑی تو اسکے پاس بیٹھ کر اسکے اسکارف سے ناک رگڑنے لگا۔

گلے میں کھچاؤ محسوس کرے جونہی اس نے اپنے پاس بیٹھے خبیب پر نظر گئی جو اسکے اسکارف سے ناک رگڑ رہا تھا۔ وہ اسکی اپنے پاس موجودگی سے بے خبر تھی۔

گندےےےےےےے" یکدم چلائی۔ "

اس سے کیوں صاف کیا۔۔۔ میرا اسکارف" اس نے دہائی دیتے ساتھ ہی اسکارف گلے میں سے نکال کر دور پھینکا۔ "

توزکام مجھے کس نے لگایا تھا۔ کس نے کہا تھا میرے منہ پر برف ملیں" خبیب نے سارا قصور اس کے کھاتے میں ڈال دیا۔ "

پھر بھی میرا اتنا پیارا اسکارف تھا" وہ صدمے سے بولی۔ "

میں بھی تو پیارا شوہر ہوں" خبیب نے اسکی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ "

کیا کر رہے ہیں "اس نے پیچھے ہونا چاہا مگر وہ پوری طرح لیٹ کر سر اسکی گود میں رکھ چکا تھا۔ "

بہت درد ہو رہی ہے یار پلیز دبا دیں "خبیب نے بے چارگی سے کہا۔ "

اپنی دوسری بیگم سے خدمتیں کروائیں "اس نے اسے کندھے سے پیچھے ہٹانا چاہا۔ "

"وہ تو ابھی میسر نہیں آپ ہیں اب کیا آپ اتنا سا بھی نہیں کر سکتیں "

جی نہیں۔۔۔ میں لگتی ہی کیا ہوں آپکی "اس ن پھولے منہ سے کہا۔ "

منکوحہ۔۔۔ کیا اس نکاح کے ناطے بھی مجھے کچھ نہیں سمجھتیں جس کے باعث ہارون کی جگہ میں آپکے پاس ہوں "وہبہ لاجواب ہو گئ۔

"اچھا اوپر چلیں یہاں سو گیٔ تو کیسے اٹھاؤں گی "

لیں اتنا ہلکا سا تو ہوں میں "خبیب نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا۔ "

جی بالکل بازو آپکا تو بازو ہی اس قدر موٹا ہے "وہبہ نے بھی اٹھ کر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "

آپ نے کب محسوس کیا۔ لورالیٔ کے اس گیسٹ روم میں گزری رات میں "خبیب نے مسکراتے ہوئے جس بات کا حوالہ دیا وہ اسے شرمندہ کر گئ جب اندھیرے کے ڈر کی وجہ سے اس نے خبیب کا بازو پکڑا تھا۔

اچھا اب فضول باتیں کر کے سر درد نہیں کرے گا "اس نے اپنی خفت مٹانی چاہی۔ "

آپکی گود میں سر رکھ سکتا ہوں "ابھی اس نے سر دبانا شروع کیا ہی تھا کہ خبیب نے پوچھا۔ "

کیوں "وہبہ کا دل تیزی سے دھڑکا "

بیماری میں یا تو ماں کے پاس سکون ملتا ہے یا بیوی کی گود میں۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے آپکی گود میں سر رکھ کر بہت سکون ملا تھا۔ سوچا پوچھ لوں۔۔ لیکن ہم میں تو ایسا رشتہ ہی نہیں "خبیب نے سوال کر کے خود ہی جواب دے دیا۔

رکھ لیں "نجانے کیا سوچ کر وہبہ نے کہا۔ "

خبیب نے پہلے تو اسے بے یقین نظروں سے دیکھا پھر آہستہ سے اسکی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

وہبہ نے لرزتے ہاتھوں سے سر دبانا شروع کیا اور پھر وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔ مگر وہ رات وہبہ پر بہت بھاری گزری۔ لمحہ بہ لمحہ وہ اسکے حواسوں پر چھا رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے اسکا سر تکیے پر رکھا اور خود بھی لیٹ گئ۔ مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ الجھن تھی پریشانی تھی۔

اگلے دن برف باری کم ہوئی اور اچھی سی دھوپ نکل آئی۔ تو وہ سب چیئر لفٹ کا مزہ لینے چلے گئے۔

وہبہ کو اونچائی سے ڈر لگتا تھا لہذا جب بھی وہ لوگ یہاں آئے وہ کبھی چیئر لفٹ پر نہیں بیٹھی۔

مگر اس مرتبہ خبیب نے دل میں پکا ارادہ باندھا تھا کہ اسے اپنے ساتھ ضرور بٹھانا ہے۔

"سب کے ٹکٹس لو" کاشف جو کہ چیئر لفٹ کے لئے ٹکٹس لینے جا رہا تھا خبیب نے اسے آواز دے کر کہا۔

"سب کے کیوں" پاس کھڑی وہبہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لیئے کہ سب جائیں گے" خبیب نے پر سکون انداز میں جواب دیا۔

"میں ہر گز نہیں جا رہی" اس نے گھبرا کر جلدی سے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہوتا یار یہ دیکھو اتنا کم فاصلہ ہے۔۔۔بس ایسے چلے گی اور دو منٹ میں پہنچ بھی جائیں گے" خبیب کے سنجیدہ انداز پر وہ کشمکش کا شکار ہوئی۔

"اور جو نیچے کھائیاں ہیں وہ۔۔۔" وہبہ نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"یار کوئی کھائی نہیں ہے نیچے سے تو سڑک نظر آتی ہے۔۔۔اچھا آپکو میری بات پر یقین نہیں وہاج بھائی بتائیں اسے کوئی کھائی نہیں ہے بلکہ سڑک ہے" خبیب نے وہاج کو اشارہ کرتے اس سے تصدیق چاہی۔

"ہاں یار ہبہ ایسے ہی ڈرتی ہو۔۔۔یار بہت ایڈونچرس ہے" وہاج نے بھی اسے راضی کرنا چاہا۔

"اور۔۔اور اگر لفٹ گر گئی" وہبہ نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"ڈئیر دھاگے سے نہیں بندھی ہوتی اتنی موٹی وائر پر ہوتی ہے۔ اچھی بات سوچ کر جائیں تو اچھا ہی ہوتا ہے۔ اور کس سواری کی آپ گارنٹی دے سکتی ہو کہ وہ بہت سیف ہے۔ گاڑی سے بھی لوگ مرتے ہیں، جہاز سے بھی اور بائیک سے بھی۔ بی پریکٹکل" خبیب کی بات دل کو لگی لہذا وہ خوف زدہ ہونے کے باوجود مان گئی۔

وہاج اور سمارا کے بعد ان دونوں کی باری تھی۔ جیسے ہی چیئر لفٹ پاس آئی خبیب نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"تیزی سے بیٹھنا ہے" اس نے ہدایت دی۔ جیسے ہی چیئر لفٹ آئی ایک جھٹکے سے انہیں بٹھاتی وہ آگے بڑھ گئی۔ مگر وہبہ کی چیخ پہاڑوں میں گونجی۔

خبیب نے اسکے سامنے کا کور بند کیا۔

جیسے جیسے پہاڑ کو چھوڑ کر چیئر لفٹ خلاء میں معلق ہوئی نیچے موجود گہری کھائیوں کو دیکھ کر وہبہ کا رنگ زرد ہوا۔ خبیب کے ہاتھ پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی۔

اسکی اڑی رنگت دیکھ کر خبیب سے ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

آپ نے مجھے کہا تھا کہ سڑک ہے "وہبہ نے اپنی خونخوار نظروں کا رخ ہنسی دباتے خبیب کی جانب موڑا۔ "

عنقریب بننے والی ہے۔ آج ہم نے یہاں سے گزر کر اسکا افتتاح کیا ہے۔ "خبیب کے مسکراتے لہجے پر وہ اور بھی روہانسی ہوئی۔ "

بہت برے ہیں آپ اب آپکی کوئی بات نہیں ماننی میں نے "وہ رونے والی ہو گئی۔ اس قدر گہری کھائیاں دیکھ کر۔ دل تھا کہ بس ابھی بند ہوا۔ "

کچھ نہیں ہوتا یار میں ہوں نا "خبیب نے اسکے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔ "

آپکے پاس کون سا پیراشوٹ ہے کہ اگر ہم گرے تو آپ مجھے سا بھ بچا لیں گے۔ آپ نے ایسے کیوں کیا میرے ساتھ۔۔۔ اف۔۔۔ "جیسے ہی لفٹ اونچائی کی جانب جا رہی تھی وہبہ کی حالت اور بھی غیر ہو رہی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ "

وہ دیکھیں وہ دو بچے کتنے مزے سے بیٹھے ہیں کچھ شرم کریں آپ سے کتنے چھوٹے ہیں۔ "خبیب نے اسکا دھیان بٹانا چاہا۔ "

مجھے نہیں دیکھنا "وہ آنکھیں بند کئیے آیت الکرسی پڑھتے ہوئے بولی۔ "

دیکھیں تو صحیح ہر طرف برف سے ڈھکے پہاڑ۔۔ کتنا رومینٹک ہے "اس نے دوبارہ اسکا بازو ہلایا۔ "

یہ باتیں اپنی دوسری بیگم سے کیجئیے گا۔۔ مجھ سے یہ رومانس والی باتیں نہ کیا کریں "وہ غصے سے بولی۔ "

کیا کروں اب وہ تو ہے نہیں پاس سو آپ پر ہی گزارا کرنا پڑے گا۔ ہبہ آنکھیں تو کھولیں "خبیب نے اپنی سی پوری کوشش کی مگر وہ ہبہ ہی کیا جو بات مان لے۔ جس وقت وہ پہاڑ پر اترے وہبہ کی حالت غیر ہو چکی تھی۔

سب آہستہ آہستہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ کچھ دیر وہاں گھوم پھر کر وہ واپس جانے لگے۔ اسکے لئیے انہیں دوبارہ چئیر لفٹ پر بیٹھنا تھا۔

کوئی اور طریقہ نہیں یہاں سے جانے کے اس منحوس چئیر لفٹ کے علاوہ۔ "وہبہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ "

اب آپ کے لئیے ہیلی کاپٹر تو آنے سے رہا۔۔ چپ کر کے چلیں "خبیب نے اسے سرزنش کرتے دوبارہ سے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ "

ایک مرتبہ پھر وہ دونوں اکھٹے بیٹھے۔ وہبہ کی وہی حالت تھی۔

وہبہ اب اگر آپ نے آنکھیں نہیں کھولیں تو میں نے یہ کور ہٹا دینا ہے "خبیب نے اسے دھمکی دی۔ "

پلیز خبیب ویسے ہی مجھے کہہ دیں وہبہ میری جان چھوڑ دو۔۔۔ ایسی باتیں کر کے ہارٹ اٹیک ضرور کروانا ہے "خبیب کی بات کو اس نے سیریس نہیں لیا۔ "

خبیب نے اسکے ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر یکدم سامنے کا کور ہٹا دیا۔

وہبہ کی تو چیخیں گونجیں۔۔

کیا کر رہے ہیں" وہ خوفزدہ نظروں سے کبھی نیچے اور کبھی خبیب کو دیکھ رہی تھی۔ "

آپ کو صرف یہ باور کروانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خوف تب تک خوف رہتا ہے جب تک آپ اسے خود پر حاوی کر کے آنکھیں بند کیئے رہتے ہیں۔ جب آنکھیں کھول لیں تب خوف نہیں رہتا۔" خبیب کی سنجیدہ بات پر وہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر خاموش ہو گئ۔ مگر منہ پھول چکا تھا۔ خبیب نے کور واپس آگے کر لیا۔

مگر جب وہ اترنے لگی اس نے خبیب کا ہاتھ تھامنے سے انکار کر دیا۔

وریبہ گر جائیں گی" خبیب نے سمجھانا چاہا۔ "

آپ نے جو میرے ساتھ کیا ہے نا اب مین آپ سے بات نہیں کروں گی۔" وریبہ اسکی بات کو خاطر میں لائے بنا بولی۔ "

ہبہ جھٹکے سے اترنا ہوتا ہے آپکو ابھی سمجھ نہیں آئ ہے۔۔۔ گر جائیں گی" وہ پھر ان سنی کر گئ۔ "

جیسے ہی وہ اترنے لگے وریبہ کا بیلنس خراب ہوا اور وہ گرنے لگی۔ گرتے ہوئے چیئر لفٹ کی اگلی سائیڈ اسکی گردن کے پچھلے حصے پر لگی۔

خبیب تیزی سے اسکی جانب بڑھا باقی جو لوگ آچکے تھے وہ بھی تیزی سے آئے۔

وریبہ تکلیف سے تڑپ رہی تھی۔

خبیب نے جلدی سے بازوؤں میں اٹھا یر گاڑی کی جانب دوڑ لگائ۔

فوراً اسے ہاسپٹل پہنچایا۔۔

ڈاکٹرز نے فوراً ٹریٹمنٹ دی جس سے اسکی گردن کی تکلیف اسکی ریڑھ کی ہڈی پر اثر انداز نہیں ہوئ۔

سب نے شکر کیا مگر اسکی گرد میں نیک لگ گیا جس سے کچھ دن وہ اپنی گردن کو ہلانے جلانے کی کوشش نہیں کر سکتی تھی۔

منع کیا تھا نہ میں نے میرا ہاتھ نہ چھوڑیں اب تو مکمل طور پر مجھ پر ڈپینڈ کریں گی۔" خبیب نے اسے چڑایا۔ "

مذاق اڑا رہے ہیں" وریبہ کے روہانسی لہجے پر وہ مسکرایا۔ "

نہیں ڈئیر وارن کر رہا ہوں آئندہ میری بات نہیں مانی تو نقصان آپکا ہی ہو گا۔" اس سے پہلے کہ وہ کوئ جواب دیتی سب کمرے میں" آگ ئے۔

شکر ہے تم نے توڈرا دیا تھا۔ خبیب نے بروقت تمہیں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا ورنہ میرے تو ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے" سمارا نے آتے ہی" بتایا۔

جس وقت وریبہ گری تکلیف اتنی شدید تھی کہ وریبہ کو ہوش ہی نہین تھا کہ کس نے اٹھایا اور کون اسے ہاسپٹل تک لے کر آیا۔

اس نے یکدم خبیب کی جانب دیکھا۔ جو اسکی دوائیاں چیک کرنے میں مصروف تھا۔

اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ بلیک جینز اور براون لیدر کی جیکٹ پہنے وہ وہبہ کے دل میں اتر رہا تھا۔

اس نے گھبرا کر اس پر سے اپنی ںظریں ہٹائیں۔

اور پھر خبیب نے سب کو باری باری ریسٹ کے لئیے بھیجا مگر خود وہبہ کا سایہ بن گیا۔

اسے اٹھا کر بٹھانا۔۔۔دوائیں کھلانا۔۔۔اس سے باتیں کرنا ایک لمحہ بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔

انکی آؤٹنگ تو درمیان میں ہی رہ گئ۔۔دو تین دن بعد جب وہبہ سفر کرنے کے قابل ہوئ خبیب نے ٹکٹس کروا کر واپسی کی راہ لی۔

واپس آتے ساتھ ہی اگلے دن اس نے ایک فل ٹائم ملازمہ کا بندوبست کیا۔ سب کو اس نے منع کر دیا کہ گھر میں کسی کو نہ بتائیں کہ وہبہ کے ساتھ یہ مسئلہ ہوا ہے۔

باقی سب کو بھی یہی مناسب لگا۔

ربیعہ اور باقی سب کی چھٹیاں ختم ہوئیں تو سب کشمکش میں تھے کہ جائیں کہ نہ جائیں۔

کیونکہ وہبہ کو ابھی ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ کا ہی کہا تھا۔

آپ لوگ ریلیکس ہو کر جائیں۔۔ریشم ہے نا اور پھر میں بھی جلدی آجایا کروں گا۔۔۔ہبہ کی طرف سے آپ لوگ ٹینشن فری ہو کر" جائیں "اس نے سب کو اطمینان دلایا۔

وہبہ کو بھی انہیں اپنی وجہ سے روکنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

سب کی آفس اور کالجز کی چھٹیاں ختم ہو رہی تھیں سو سب کا واپس جانا ضروری تھا۔

شام میں جب خبیب واپس آیا سب جا چکے تھے۔

کیسی ہے میری لڑاکا بیوی" وہیب نے کمرے میں داخل ہوتے سلام دعا کہ بعد اس کا حال پوچھا۔ "

کوئ لڑاکا نہیں ہوں۔۔۔۔"اس نے منہ پھلا کر کہا۔ "

میں چینج کر کے آتا ہوں" وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔ "

مری سے واپس آکر خبیب نے وہبہ کو اپنے ہی روم میں شفٹ کر لیا تھا۔ یہ کہہ کر کہ رات میں کسی وقت اسے کسی چیز کی ضرورت پڑی تو وہ خبیب کو کیسے اٹھائے گی۔

وہبہ حیران ہوتی تھی۔ وہ ابھی صرف ہلتی تھی تو خبیب اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔

کیا ہوا۔۔کیا چاہئیے "ایسے فریش لہجے میں پوچھتا جیسے سویا ہی نہ ہو۔ "

آفس میں ہوتا تو بار بار فون کر کے اسکی طبیعت۔۔دوااور ضرورت کا پوچھتا۔

وہبہ اسکے جاتے ہی اسکے اتنے کیئرنگ انداز کو سوچ کر رو پڑی۔

اور جب اسکی اصل بیوی آجائے گی تو میرا مقام کیا ہو گا۔

پھر آنسو پونچھے۔۔۔خبیب کی بات یاد آئی۔"خود آگے بڑھ کر خوشیوں کو وصول کریں نہیں تو کوئی اور ان پر اپنا حق جتائے گا"کتنا صحیح کہا تھا خبیب نے مگر اب کیسے وہ اسے بتائے کہ اسے خبیب کی عادت ہو گئی ہے۔

جب جب وہ اسے دیکھتا تھا اسے ایسا کیوں لگتا تھا کہ اسے دیکھتے ساتھ ہی اسکی آنکھوں میں اور ہی طرح کی چمک آتی ہے۔

یا پھر یہ سب اس کا وہم تھا۔۔وہم ایک بار ہوتا ہے دو بار ہوتا ہے بار بار نہیں ہوتا۔

پھر سے آنسو اسکی آنکھوں میں اکھٹے ہوئے اسی لمحے خبیب ڈریسنگ روم کے دروازے سے باہر آیا۔

"ارے کیا ہوا ہے۔۔۔درد تو نہیں ہو رہا گردن میں۔۔۔ڈاکٹر کے پاس لے چلوں"اس نے گھبرا کر اسکے قریب آتے بے قراری سے کہا۔

وہبہ کے رونے میں اضافہ ہوا۔

"ہبہ کیا ہوا ہے بتاؤ تو صحیح"پریشانی سے بولا۔

بیڈ پر اسکے قریب بیٹھ کر اسکا آنسوؤں سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

"کیا بات ہے"بے چارگی سے کہا۔

"میں آپکو بہت تنگ کرتی ہوں نا"الفاظ تھے کہ۔۔۔۔

خبیب کے دل کی دنیا بے چین کر گئے۔

"بہت زیادہ"خبیب کے لہجے کی آنچ کے آگے ٹھہرنا وہبہ کے لئے مشکل ہو گیا۔

پلکیں لرز کر عارضوں پر جھکیں۔

"اسے بھی ایسے ہی دیکھتے ہیں"وہبہ کے سوال پر خبیب خفیف سا مسکرایا۔

"نہیں"وہبہ نے چونک کر دیکھا۔

"وہ تو میری جان ہے۔۔۔لہذا اسے تو پیار سے دیکھتا ہوں آپ تو دشمن اول ہیں"خبیب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھے۔

اس نے ناراض نظروں سے اسے دیکھتے اپنے چہرے پر رکھے اسکے ہاتھ ہٹائے۔

کچھ کھانے کو دل کر رہا ہے ابھی" خبیب نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ پھر محبت سے پوچھا۔ "

کھانا نہیں ہے چائے پینی ہے "اس نے بے جھجھک انداز میں فرمائش کی۔ "

"اوکے میں بنا کر لاتا ہوں"

آپ بنائیں گے۔۔ رہنے دیں تھکے ہوئے آئے ہیں پھر آپکی نیند بھی پوری نہیں ہوئی ریشم کو کہہ دیں" وہبہ نے کام کرنے والی کا نام لیا۔ "

ہائے نیندیں تو اب اڑ ہی گئی ہیں "خبیب نے افسردگی سے کہا۔ "

پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آیا تو ہاتھوں میں دو کپ تھامے ہوئے تھا۔

تھینک یو" وہبہ نے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ "

ہبہ دادی کو معاف کر چکی ہیں "خبیب جو اسکے قریب بیڈ پر ہی بیٹھا تھا۔ کچھ دیر بعد پر سوچ لہجے میں کہا۔ "

ہاں شاید۔۔ بس دکھ ہے کہ انہوں نے میری ماں کو کبھی اپنا جانا ہی نہیں۔ محبت خود غرض کیوں ہوتی ہے۔۔ آپ نے تو کی ہے آپکو تو پتہ ہو گا نہ۔۔۔ کیا یہ کسی بھی رشتے میں ہو اسی طرح آزماتی ہے ؟" وہبہ کے لہجے پر خبیب کا دل کیا اسے بتائے کہ محبت خود غرض نہیں ہوتی کم از کم اسنے تو بے غرض محبت کی تھی۔ وہ کچھ دیر اسکی جانب دیکھتا رہا۔

نہیں۔۔۔ محبت آپکو مان دیتی ہے۔۔۔ اعتماد دیتی ہے۔۔۔ اگر وہ پورے دل کی آمادگی کے ساتھ کی جائے۔۔۔ بہت سے لوگ رشتے تو بنا لیتے ہیں مگر محبت سے مبرا۔۔۔ جہاں اپنی حیثیت۔۔ انا اور غرور ہو وہاں محبت نہیں ہوتی وقتی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ چاہے وہ کسی بھی رشتے میں ہو۔۔ ماں کے رشتے میں۔۔ اولاد کے رشتے میں۔۔ یا پھر میاں بیوی یا کسی بھی اور رشتے میں۔ محبت آپکو قید کرنا نہیں سکھاتی اس میں اتنا اعتبار اور یقین ہوتا ہے کہ جس سے بھی آپ محبت کریں آپ کو اس پر بھروسہ ہوتا ہے کو وہ جہاں بھی رہے دور یا نزدیک وہ آپ سے محبت کرتا ہے۔ نئے لوگوں اور رشتوں کے بن جانے سے پرانے رشتے اور لوگ اور ان سے ناطہ ٹوٹ نہیں جاتا۔ ہاں اگر ہم اسے محبت سے ہی قائم رکھیں تو وہ اور بھی پھلتا پھولتا ہے۔ دادی کے دل میں یہی ڈر تھا کہ خدیجہ چچی کے آجانے سے فراز چچا کے دل میں انکی محبت ختم ہو جائے گی۔ ماں کو کبھی بھی بیٹوں کی بیویوں سے اپنی محبت اور مقام کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئیے۔ ہر رشتے کی محبت الگ اور اپنی جگہ مستحکم ہوتی ہے ایسا نہ ہوتا تو اللہ اتنے رشتے ایک شخص کے ساتھ نہ باندھ دیتا۔" خبیب کا ایک ایک لفظ اسکے دل میں اتر رہا تھا۔

کتنی خوش قسمت ہے وہ لڑکی جس سے اس شخص نے محبت کی ہے۔

اس نے حسرت سے اپنے سامنے بیٹھے۔۔۔ اپنے وجیہہ شوہر کو دیکھا۔ جو اسکے پاس ہوتے ہوئے بھی کتنی دور تھا۔

ہیلو حسنہ بیٹے کیسی ہو" رقیہ بیگم جو پچھلے کچھ دنوں سے بیمار پڑیں تھیں۔ نجانے موسم کا اثر تھا یا کسی کی کمی کا اثر کے نقاہت اتنی طاری"

ہو گی ٗجس نے بیڈ کے ساتھ ہی لگا دیا۔

ٹھیک ہوں اماں آپ کیسی ہیں کل ہی کامران سے پتہ چلا ہے کہ طبیعت ٹھیک نہیں آپکی"اس نے بھی انکی خیریت معلوم کی۔ "

کل پتہ چلا تھااور آج میرے فون کرنے پر ہی تم نے میرا حال پوچھا ہے"انہوں نے تلخی سے کہا۔ "

ہاں تو اب فارغ تو نہیں ناہزاروں کام ہوتے ہیں کرنے کو"حسنہ کے بے رخی بھرے لہجے نے انہیں تکلیف پہنچائی۔ "

یہ سب انداز انہی کے تو دیئے ہوئے تھے۔وہ کب کسی کو خاطر میں لاتی تھیں۔اپنی اولاد تک سے ساری عمر فاصلہ رکھا تو اب کیسے ہو سکتا تھا کہ یکدم انکے قریب ہو جاتے۔ان کا احساس کرتے۔پہلی مرتبہ وہیبہ بہت شدت سے یاد آئی جو انکے بیمار ہونے پر آگے پیچھے پھرتی اور وہ نخوت کا مظاہر کرتیں۔

آکر مجھ سے مل ہی جاؤ"حسرت بھرا لہجہ۔۔"

"افوہ کیا ہے اماں آپ تو بچی بن رہیں ہیں۔دیکھوں گی ٹائم ہوا تو چکر لگالوں گی۔"

جسنہ میں اکیلی رہ گئی ہوں"نم لہجہ تنہائیاں لئے ہوئے تھا۔ "

تو وہ آپکی بہوئیں کہاں ہیں۔۔۔ کھینچ کر رکھیں انہیں کیوں خدمت نہیں کرتیں آپکی اب ہم اپنے گھروں کو چھوڑ کر وہاں آکر تو بیٹھنے سے رہے"وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہیں تھیں مگر رفیہ بیگم نے بجھے دل سے فون بند کر دیا۔

خدمت تو بہت سے کرنے والے تھے مگر اس تنہائی کا کوئی کیا کرتا جو انہوں نے اپنے لئے خود چنی تھی۔

وہیبہ کی جدائی سے بھی بڑھ کر اسکی بے رخی اندر سے انہیں مار رہی تھی۔شاید ایک وہی تھی جس سے انہوں نے محبت کی تھی۔

انتقام کی آگ میں ایک ماں کو تکلیف دے کر آج وہ بھی انہیں کی طرح آج اس پوتی کی محبت میں تکلیف سے دوچار تھیں جسے اولاد بنایا تھا مانا نہیں تھا۔۔مگر آج انہیں لگا تھا انکی اصل اولاد وہی تھی۔

جو انکے ڈپٹنے پر بھی چپکے سے انہیں آنکھیں موندا لیٹا دیکھ کر انکا سر دبانے بیٹھ جاتی۔۔وہ بھی آنکھیں موند کر لیٹی رہتیں۔

حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اسکی محبت کی عادی ہو گئیں تھیں۔

یہی سوچتی تھیں کہ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی وہ انہیں معاف کر دے گی مگر لگتا تھا وہ انہیں عذاب مسلسل میں مبتلا کر کے رہے گی۔

انہیں لگا یکدم ان کا دم گھٹنے لگا ہے۔خدیجہ کا آنسوؤں بھرا چہرہ راتوں کو انہیں سونے نہیں دیتا تھا۔

کچھ سوچ کر ہاتھ انٹر کام کی جانب بڑھایا جو کل ہی فراز انکے کمرے میں لگا کر گیا تھا تا کہ انہیں کچھ چاہیئے ہو وہ بآسانی کسی کو بھی انٹر کام کے ذریعے کسی بھی وقت اپنے پاس بلا لیں۔

کچھ دیر بعد خدیجہ ڈرتے ہوئے کمرے میں آئیں۔

میں آجاؤں "انہوں نے اسی خوفزدہ انداز میں اجازت لی۔ نفیسہ نہانے گئیں تھیں نہیں تو زیادہ تر بس وہی رقیہ بیگم کے کمرے میں آتی" تھیں۔

آجاؤ بیٹا" خدیجہ کے لئے انکا اتنا شیریں لہجہ حیرت زدہ کرنے کے لئے بہت تھا۔ "

وہ گنگ رہ گئیں۔

آؤنا میرے پاس "انہوں نے انہیں وہیں رکے دیکھ کر کہا۔ "

وہ جھجکتی ہوئی آئیں انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

سمجھ میں نہیں آرہا۔۔ کس منہ سے کہوں کیسے کہوں۔۔۔ بس ایک درخواست ہے۔۔۔"ان کی نگاہیں چھت پر تھیں۔ "

کہیں اماں" حلاوت بھرا لہجہ۔۔ انکی آنکھیں بھر آئیں۔ "

مجھے معاف کردو۔۔۔۔ میں اس قابل نہیں میں نے بہت غلو کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ مگر وہبہ سے کہو ایک بار مجھ سے مل" جائے۔۔۔ میں جب تک تم سے معافی نہیں مانگوں گی اسکا دل صاف نہیں ہوگا۔۔۔ میں آج بھی خود غرض ہوں مگر۔۔۔۔۔ مجھے آج پتہ چلا ہے میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔ میں نے اسکو تم سے ہر طرح الگ کرنے کی کوشش کی مگر تمہارے خون کی تاثیر الگ نہیں کر سکی جس میں محبت گھلی تھی۔۔۔ اس نے مجھے بے تحاشا محبت دی اور میں نے۔۔۔ میں نے اسکے ساتھ کیا کیا۔۔۔"وہ روتے ہوئے بولیں۔

وہ تمہارا پر تو ہے حالانکہ میں نے اس کو تمہارے سائے سے بھی دور رکھنا چاہا۔۔۔ میں نے کوئی رشتہ بھی صحیح نہیں نبھایا۔۔۔ میرے" "ساتھ یہی ہونا چاہئیے تھا۔۔۔ یہ تنہائیاں میں نے خود چنی ہیں۔ مگر اب یہ مجھے سانپ کی طرح ڈستی ہیں۔۔۔

پلیز اماں ایسے مت کہیں میں تو کبھی اس ڈر سے آپکے قریب نہیں آئی کہ آپکو میرا آنا برا لگتا تھا۔۔۔۔ بس یہ سب ایسے ہی ہونا تھا۔۔ پلیز" آپ دل پر مت لیں میں وہبہ کو سمجھاؤں گی "انہوں نے رقیہ بیگم کو تسلی دی۔

وہ آئے گی آپ سے ملنے۔۔۔ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے منہ موڑ لے۔" وہ انکی بات پر بس ہلکا سا مسکرائیں "

اف ہمارے ملک کے حالات نجانے کب ٹھیک ہوں گے "آج وہ کافی بہتر تھی لہذا شام میں باہر لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی۔ "

ٹی وی لگایا تو سامنے ہی کوئی نیوز چینل لگا تھا۔ جس پر کوئٹہ میں کسی ہونے والے خودکش بم دھماکے کے مناظر آرہے تھے۔

ریشم بھی اسکے پاس بیٹھی تھی۔

بس باجی لگتا ہے دنیا اسی طرح ختم ہونی ہے۔ قیامت لگتا ہے اب قریب ہی ہے "ریشم کی بات پر اس نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ "

ابھی وہ افسوس سے سب دیکھ رہی تھی کہ وہاج کی کال آئی۔

"اسلام علیکم ! کیسے ہین بھائ"

وعلیکم سلام ! ابھی ابھی نیوز دیکھیں ہیں بم دھماکے کا دیکھا تو سوچا خیریت پتہ کر لوں۔ خبیب آگیا ہے گھر "انکے لہجے میں پریشانی تھی۔ "

نہیں بھائ وہ تو نہیں آئے میسج آگیا تھا کہ ٹھیک ہیں۔۔لیں بلکہ آہی گ ئے ہیں یہ آپ خود بات کر لیں "ابھی وہ بات کر ہی رہی تھی کہ "

خبیب تیزی سے لاؤنج میں داخل ہوا۔

وہ حیران بھی ہوئ پھر فون اسکی جانب بڑھایا۔

خبیب نے اشارے سے پوچھا کہ کس کا ہے۔

وہاج بھائ ہیں "اس نے آہستہ سے بتایا۔ "

اس نے تھام کر اپنی خیریت کا بتایا۔

پھر فون رکھ کر وہبہ کا حال پوچھا اور تیزی سے کمرے کی جانب چلا گیا۔

وہبہ کو اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر کسی غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

اٹھ کر آہستہ قدموں سے اسکے پیچھے کمرے میں گئ۔

کیا ہوا ہے۔"وہ جو تیزی سے گنز لوڈ کر رہا تھا وہبہ کی جانب مڑے بغیر گنز لوڈ کرنے کے بعد کونے میں رکھی رائیٹنگ ٹیبل کی دراز سے "

کوئ فائل نکالنے میں مصروف ہوا۔

کچھ نہیں "اس نے مصروف انداز میں کہا۔ "

کچھ تو ہے۔۔۔ جلدی آگ ئے ہیں اور کپڑے بھی چینج نہیں کیئے۔"دل گھبرایا تھا نجانے کیوں۔"

اپنی مطلوبہ فائل لے کر وہ مڑا پھر وہبہ کے قریب آکر رکا۔

خاموش نظروں نے اسکے ایک ایک نقش کو دل میں اتارا۔

کیا ہوا ہے۔۔۔۔ عجیب سے کیوں لگ رہے ہیں۔اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ڈرائیں تو مت۔۔۔۔"وہ اسکی خاموشی سے گھبرا کر "

بولتی چلی گئ۔

کیا میں آج کوئ استحقاق استعمال کر سکتا ہوں "اسکی بات کا جواب دینے کی بجائے جو الفاظ خبیب کے منہ سے نکلے وہ اسے کچھ لمحوں کے "

لئے بے سن کر گ ئے۔

خبیب نے اسکی نظروں کا خاموش اقرار پڑھ لیا۔

فائل کو بیڈ کی جانب اچھالا۔۔دو قدم اور آگے بڑھ کر اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر پیار بھرا لمس اسکے ماتھے پر چھوڑا۔

وریبہ کی آنکھوں نے بند ہو کر اس محبت کو پوری شدت سے۔۔ حق سے وصول کیا۔ دل میں نجانے کیوں ایک انوکھا سکون اترا۔ وہ کیوں ہر مرتبہ اسکی جسارتوں کو روک نہیں پاتی تھی وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ جب جب اسکی جانب بڑھا وریبہ کو اپنا آپ بہت خاص لگا۔

کچھ دیر بعد خبیب پیچھے ہٹا۔

آپکو پتہ ہے ماتھے پر پیار کرنے کا کیا مطلب ہے "خبیب نے اسکی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔ "

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اس کا مطلب ہے کسی کے نزدیک آپ بہت قیمتی ہیں اور وہ آپکو محبت سے بھی پہلے عزت دینا چاہتا ہے۔ محبت سب کر لیتے ہیں ہبہ " عزت کوئی کوئی کرتا ہے۔۔ اور میں آپکو پہلے صرف عزت دینا چاہتا ہوں۔۔ تاکہ کل کو کوئی فراز اور خدیجہ کی کہانی نہ دہرائے۔۔ کوئی خدیجہ خود کو ارزاں نہ سمجھے۔۔ اور کوئی فراز محبت کیئے جانے پر شرمندہ نہ ہو "خبیب کی باتیں وہ چاہنے کے باوجود نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔

مجھے آپکی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی "سوچ نے لفظوں کا سہارا لیا۔ "

ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنی بات سمجھانے کی مہلت دے۔۔ آپکو یہ بتانے کی مہلت دے کہ " "میں نے کس سے کب اور کیسے اور کتنی محبت کی۔۔۔ میں آپکو اپنی محبت سے ملانا چاہتا ہوں۔۔ دعا کرنا مجھے موقع مل جائے

وہ کیا کہہ رہا تھا عجیب بے ربط باتیں۔۔۔ وریبہ کو الجھائے جا رہیں تھیں۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔ "کہتے ساتھ ہی اسکے ہاتھ پکڑ کر ان پر بھی بوسہ دیا۔ آج وہ ایسے کیوں کر رہا تھا۔ وریبہ کا دل خوفزدہ ہو رہا تھا۔ "

خبیب "وہ جو کمرے سے نکل رہا تھا وریبہ کی پکار پر رک گیا۔ "

جانے والوں کو پیچھے سے آواز نہیں دیتے ہبہ ڈئیر۔۔۔ کچھ فرائض کی ادائیگی کر آؤں پھر اپنا دل آپکے سامنے کھول کر رکھنا ہے "خبیب" اسے مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بنا نکلتا چلا گیا۔

وہ کب سے پریشان پھر رہی تھی۔۔۔ رات کے دس بج رہے تھے اور خبیب کا کہیں کوئی پتہ نہیں تھا۔

اس نے بار بار اسکے موبائل پر کال کی۔ بیل جا رہی تھی مگر وہ ریسیو نہیں کر رہا تھا۔

ریشم کے ہونے کی تسلی تو تھی۔ مگر وہ بیچاری بھی سارے دن کی تھکی ہوئی اب نیند میں جھول رہی تھی۔

اب وہ اسی کشمکش مین تھی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ خبیب کا میسج آگیا۔

میں رات میں لیٹ آؤں گا ایک ضروری کیس کے سلسلے میں نکلا ہوا ہوں۔ آپ کمرے اور مین ڈور لاک کر کے سو جانا۔ پریشان نہین ہونا۔ اپنا خیال رکھنا۔ اور میرے لئے دعا کرنا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں "خبیب کا میسج پڑھ کر گھبراہٹ بڑھتی چلی گئ۔

اس نے کبھی ایسے نہین کہا تھا۔

تمام دروازے لاک کر کے ریشم کو دوسرے کمرے میں جا کر سونے کا کہہ کر وہ بھی کمرے میں آئ۔

کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے۔

یکدم یاد آیا کہ نفیسہ اکثر کہتی تھیں "گھبراہٹ ہو تو وضو کر کے دو نفل پڑھو اور دعا مانگو اللہ سکون دے دیتا ہے "جلدی سے واش روم کی جانب بڑھ کر وضو کیا۔ جائ نماز بچھا کر دو نفل پڑے۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

اے اللہ میرے دل کو پر سکون کر دے۔ جو سوچیں آرہی ہیں وہ سب باطل ثابت ہوں۔۔۔ خبیب کو ان کے مقصد میں کامیاب کرنا۔" نجانے کیوں اور کیسے مجھے لگتا ہے کہ وہ شخص مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔ مجھے معاف کر دینا میں آپکے بندے کی محبت کا جواب محبت سے نہیں دے پا رہی۔۔۔ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا کہ اس دنیا میں کوئ مجھ سے بھی محبت کر سکتا ہے۔

ایک طرف دل کہتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور دوسری جانب دل کہتا ہے اسکی زندگی میں کوئ اور ہے۔ مجھے اس بے چینی سے نکال دیجیئے۔۔

دل اس بات سے انجان ہے کہ اسکی زندگی میں میری کیا حیثیت ہے مگر یہ ضرور جانتا ہے کہ میں اب اسکے ساتھ کی عادی ہو گئ ہوں۔ مجھے اب اسکی ضرورت ہے ہر لمحہ اور ہر پل۔ اس کے بغیر رہنا نا گزیر لگتا ہے۔ وہ میرے لئے لازم و ملزوم بن گیا ہے۔ مجھے اس کا ہمیشہ کا ساتھ بخش دیں۔۔ آمین "دعا کر کے وہ جاء نماز سے اٹھی تو لگا دل کو یک گونہ سکون ملا ہے۔

لائٹس آف کرتے وہ بیڈ پر لیٹی۔

خبیب بے تحاشا یاد آرہا تھا۔ اسکی آواز اسکی ہنسی۔

اندر کا شور بڑھنے لگا تو اس نے گھبر کر خبیب کی سائیڈ والی جگہ کی جانب کروٹ لی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

نجانے کیا ہوا اچانک اسکا تکیہ پکڑ کر بازوؤں میں بھینچ کر عجیب سی تسکین ہوئ۔

پھر اسے سوچتے سوچتے کب نیند آئ پتہ ہی نہ چلا۔

رات کے تین بجے موبائل کی بیل کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی ہڑ بڑا کر اٹھی۔ نگاہ سامنے گئی خبیب کی جگہ ابھی بھی خالی تھی۔ حالانکہ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ اسکے پاس ہی تھا۔

پھر یاد آیا خواب میں اسے دیکھا۔

بیل مسلسل ہو رہی تھی۔ اسکی جانب متوجہ ہوتے اس نے فون اٹھایا۔ نمبر انجان تھا۔

اسلام علیکم "کوئی مردانہ آواز تھی۔ "

وعلیکم سلام جی "وہبہ نے پہچاننے کی کوشش کی۔ "

وہبہ بھابھی بات کر رہی ہیں "اس طرز تخاطب پر دل پھڑ پھڑایا کسی انہونی کا احساس ہوا۔ "

جی "ڈرتے ڈرتے کہا۔ "

بھابھی وہ۔۔۔۔۔ میں خبیب کا کولیگ آفیسر ہوں "اس نے اپنا تعارف کروایا۔"

جی بھائی "وہبہ نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "

اصل میں ہم ابھی رات میں ایک مشن پر گئے تھے۔ آپ کو شاید پتہ ہو شام سے کچھ دیر پہلے یہاں کوئٹہ میں ایک خودکش حملہ ہوا" تھا۔ اسکے ماسٹر مائنڈ کا سراغ ہمیں مل گیا تھا۔ خبیب کچھ دنوں سے اسی گینگ پر کام کر رہا تھا۔ ہم رات میں انہیں کے اڈے پر ریڈ کرنے گئے تھے کہ "وہ خاموش ہوا۔ اور وہبہ کا دل کیا اب وہ کبھی نہ بولے۔۔۔ دل کی حالت بری ہو رہی تھی۔

میرے لئے دعا کرنا "خبیب کے میسیج میں لکھے یہ الفاظ اسکی آنکھوں کے سامنے آئے۔ "

بھابھی۔۔۔ خبیب ہمیں لیڈ کر رہا تھا "۔۔۔۔ تھا وہبہ کو لگا اس تھا پر اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ "

الحمدللہ اس نے آگے بڑھتے ہوئے ان کے سرغنہ کو تو مار دیا مگر اسکے جسم پر نو گولیاں لگی ہیں اس وقت ہم اسے ہاسپٹل میں لے آئے" ہیں مگر اسکی حالت بہت کریٹکل ہے۔۔ "وہبہ کو لگا اب موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

آپ پلیز اس کے گھر اطلاع کر دیں۔ میں آپکو لینے آرہا ہوں "کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ "

وہبہ کے ہاتھوں سے موبائل چھوٹ کر بیڈ پر گرا۔

گلے میں آنسوؤں کا گولہ پھنس گیا۔

اسی لمحے نفیسہ کا فون آنے لگ گیا۔

ماں تھیں نا کیسے نا بیٹے کے حال سے واقف ہوتیں۔

وہبہ کی اپنی حالت غیر تھی انہیں کیسے بتاتی۔ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو بمشکل صاف کر کے فون اٹھایا۔

ہیلو وہبہ سب ٹھیک ہے نا ایک دم سوتے میں بے چینی ہوئی۔ خبیب کے لئے دل پریشان ہوا تو اسے کال کی وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا تو" دل اور خوفزدہ ہوا۔ سوچا تمہیں کرلوں شاید اٹھالو۔۔ جانتی ہوں بے وقت فون کر دیا سورہے ہوگے تم دونوں بس اتنا بتادو ٹھیک ہو نہ۔۔۔" انکی بات پر اس کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے اور کہے آپکا دل صحیح کہہ رہا ہے آپکے جگر کا ٹکڑا ٹھیک نہیں۔

تائی۔۔۔ تایا جاگ رہے ہیں" اس نے انکی بات کا جواب نہ دیا۔۔ اسکے پاس جواب تھا ہی نہیں۔ "

کیا بات ہے ہبو میری بات کا جواب نہیں دیا" وہ پریشان ہوا ٹھیں۔ "

آپ بس تایا جی کو فون دیں۔۔ سورہے ہیں تب بھی اٹھادیں" اس کے عجیب سے لہجے پر انہوں نے پاس لیٹے حبیب صاحب کو اٹھا کر وہبہ" سے بات کرنے کا کہا۔

اور پھر جو خبر اس نے سنائی۔۔

تم فکر نہ کرو ہاسپٹل پہنچو ہم پہلی فلائٹ پکڑ کر آتے ہیں۔ میرا بچہ پریشان نہیں ہو اللہ بہتر کرے گا۔" وہ تیزی سے اٹھے۔ فون بند کیا" ہوا کیا ہے" نفیسہ چیخیں۔"

خبیب کسی کیس میں زخمی ہو گیا ہے دعا کرو وہبہ اکیلی ہے میں اور وہاج جارہے ہیں۔ وہاج کو اٹھاؤ" یکدم پورے گھر میں یہ خبر پہنچ گئی۔"

اس نے اپنے حواس قائم کرتے ہوئے ریشم کو اٹھایا اسے مختصراً ساری سچوئیشن سمجھائی۔

اتنی دیر میں خبیب کا دوست آچکا تھا۔ اس نے باہر کھڑے گارڈز کو بریف کیا۔ بیل دی۔

وہبہ اسی کے انتظار میں لان میں کھڑی تھی۔

ہے سلام کیا۔ اسکے لئے بڑھ کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ جیسے ہی اس نے بیٹھ کر دروازہ باہر آئی۔ خبیب کے دوست نے نظریں جھکا بند کیا اس نے گاڑی آگے بڑھادی۔

ہاسپٹل کی جانب جاتے ایک ایک پل اس پر کڑا گزر رہا تھا۔

وہ جو آج شام میں اسے اپنے وجود کا مان بخش گیا تھا اس وقت زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔

وہبہ کی آنکھوں کے کنارے سوکھ ہی نہیں رہے تھے۔ اسکی تکلیف کا احساس وہبہ کو اپنے وجود پر ہو رہا تھا۔

کاش اسے پتہ ہوتا وہ کس مقصد کے لئے جارہا ہے۔ تو وہ اسے کبھی نہ جانے دیتی۔

کاش وہ جان جاتی ان چند لمحوں کے احساس کے بعد ایسے قیامت خیز لمحے آئیں گے تو وہ وقت کو روک لیتی۔

مگر ایسا ہم انسانوں کے بس میں کہاں

ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی اپنے پیاروں کو خود سے دور نہ جانے دیتا۔ اگر وقت کو قید کرنا اتنا آسان ہوتا تو ہماری زندگیاں دکھوں کا مزہ کبھی چکھ ہی نہ پاتیں۔

کیا کیا لمحے اسکی نظروں میں نہ گھوم رہے تھے۔۔۔ وہ لمس تو ابھی تک اسکے ماتھے اور ہاتھوں پر تازہ تھا۔ اتنی جلدی وہ اس سے دور کیسے جا سکتا تھا۔

تمام راستہ درد۔۔۔ ہر لمحہ بڑھنے والے درد میں گزرا۔

ہاسپٹل پہنچ کر وہ ایمرجنسی کی جانب بڑھی۔ مگر ابھی چونکہ خجیب کا آپریشن جاری تھا لہذا اسے خبیب کو دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔

وریبہ نے گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ حبیب اور وہاج دونوں کو فلائٹ مل چکی ہے۔

وریبہ نے وہاں کے اسٹاف سے جاء نماز لی۔

خبیب کے دو تین اور کولیگ بھی وہاں موجود تھے۔ حبیب اور وہاج سے انکی بھی بات ہو گئی تھی لہذا انکے آنے تک انہوں نے وہیں رکنے کا ارادہ کیا تا کہ وریبہ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

وریبہ نے ایک کونے میں جاء نماز بچھالی۔ وہ اللہ ہی تو ہے جو انسان کی زندگی اور موت کا مالک ہے پھر ہم بندوں سے کیوں لو لگائیں۔

وریبہ نے نیت کر کے نوافل ادا کرنے شروع کئیے۔ آنسو لڑی کی صورت گالوں سے بہہ رہے تھے۔ آتے جاتے لوگ اسکی حالت دیکھ کر ہمدردی کا اظہار کر رہے تھے۔ مگر وہ دریا جہاں سے بے خبر آج اس شخص کے لئیے دعا کر رہی تھی جس نے اسے محبت کا احساس دلایا تھا۔ جس نے یہ بتایا تھا کہ وہ دنیا میں صرف ٹھوکریں کھانے کے لئیے پیدا نہیں ہوئی۔

دو گھنٹے بعد حبیب صاحب اور وہاج اسکے پاس ہاسپٹل میں موجود تھے۔

انہیں دیکھ کر وہ پھر سے بکھر گئی۔

ڈاکٹر سے بات ہوئی" انہوں نے وریبہ سے پوچھا اس نے نفی میں سر ہلایا۔

خبیب کے یہ کولیگز ہی ان سے ڈسکس کر رہے تھے میری تو ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔" وریبہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے بتایا۔ "

حبیب اور وہاج ان سے مل چکے تھے۔ اتنی دیر میں ڈاکٹر پھر آپریشن روم سے باہر آیا۔

سر کوئی پروگریس" وہاج نے ڈاکٹر کو اپنا تعارف کروانے کے بعد پوچھا۔ "

بیٹا خون کافی بہہ چکا ہے۔۔ لیکن یہ شکر ہے کہ یہاں پہنچتے ساتھ ہی خبیب کے دوستوں نے خون کی بوتلیں ارینج کر دیں تھیں۔ پھر بھی " بلٹس بہت زیادہ لگی ہیں۔ مگر یہ شکر ہے کہ میں ایریاز جیسے کہ دماغ اور ریڑھ کی ہڈی سیف ہیں۔ مگر پھر بھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ دنیا بھر میں بہت سے ایسے کیسز ہیں جو بیس بلٹس کے بعد بھی سروائیو کر گئے۔ تو یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔ ہم اپنی سی کوشش کر

رہے ہیں آپ اللہ سے دعا کریں۔ زندگی ہوئی تو یقیناً" وہ بچ جائے گا۔ اللہ بہت رحیم و کریم ہے" ڈاکٹر کی بات کے بعد تسلی تو ہوئی مگر پریشانی اپنی جگہ قائم تھی۔

ہر گزرتا لمحہ ان سب کی پریشانی میں اضافہ کر رہا تھا۔ گولیاں تو نکل چکی تھیں مگر ابھی تک اسے ہوش نہیں آرہا تھا۔

ملک ہاؤس سے مسلسل فون آرہے تھے۔ پڑھائیاں وظیفے جس کو جو سمجھ آرہا تھا سب اس کی زندگی کے لئیے کچھ نہ کچھ پڑھ کر اللہ سے اسکی زندگی کی درخواست کر رہے تھے۔

"وہبہ ممی بات کرنا چاہ رہی ہیں" وہ جو بینچ پر بیٹھی تسبیح ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی چونک کر وہاج کو دیکھا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر موبائل لے لیا۔

"اسلام علیکم" رونے کے باعث اسکی آواز بے حد بھاری ہو رہی تھی۔

"وعلیکم سلام کیسی ہو" انکی بات پر اس کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے انہیں بتائے کہ 'آپ کے بیٹے نے مجھ پر بہت ظلم کیا ہے۔۔۔ مجھے زندگی کی جانب لاتا لاتا آج خود ہی زندگی اور موت کے دوراہے پر کھڑا ہے۔۔۔ اس کے بنا وہبہ کیسی ہو سکتی تھی خالی۔ بنجر ویران۔ آنکھیں بھینچ کر فقط اتنا بولی۔

"بس ٹھیک"

"خبیب کو دیکھا ہے۔" ماں تھیں نا اور دور بھی پل پل گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔

"نہیں تائی ابھی تو کسی کو اسے دیکھنے اک اجازت نہیں۔ سرجری تو ہوگئی ہے گولیاں بھی نکل گئیں ہیں لیکن ابھی ہوش نہیں آرہا" وہ بمشکل ضبط کر کے بولی۔

"ایک پل نہیں کٹ رہا یہاں۔۔۔" انہوں نے روتے ہوئے کہا۔

وہبہ نے ہونٹ کاٹے۔۔

"کل ہی مجھے فون کر کے کہہ رہا تھا۔۔۔ ممی بہت یاد آرہی ہیں کچھ دنوں کے لئے کوئٹہ آجائیں۔ آپکی بہو بھی خوش ہو جائے گی۔ مجھے سارا وقت آپکی نصیحتیں سناتی ہے۔ مجھ سے زیادہ تو آپ سے پیار کرتی ہے۔ اور میں جیلس ہوتا ہوں" وہبہ نے آنکھوں پر ایک ہاتھ رکھ کر آنسوؤں کو ہتھیلی میں جذب کیا۔ دل بس ایک ہی بات دہرا رہا تھا۔

"خبیب آجاؤ۔۔۔ واپس آجاؤ۔۔۔ جیسے بھی ہو۔۔۔ زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔" تائی اور بھی نجانے کیا کہہ رہیں تھیں۔۔ وہاج نے اسے روتا دیکھ کر پاس آکر فون اسکے ہاتھ سے آہستہ سے لے کر تائی کو حوصلہ دلایا۔

پھر وہیبہ کے پاس بیٹھ کر اسکا سر کندھے سے لگالیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ایک گھنٹہ اور تکلیف دہ گزر گیا۔ نقاہت اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ خبیب کی ول پاور کم ہو گئی تھی۔ جس وجہ سے وہ ہوش میں نہیں آ پا رہا تھا۔

بالآخر چار گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد خبیب کو ہوش آ گیا

وہ جو روز اس آس میں دروازے کی جانب دیکھتا تھا کہ وہیبہ اس سے ملنے آئے گی مگر اس نے تو جیسے قسم کھالی تھی نہ آنے کی۔

آج پورے بیس دن ہو گئے تھے خبیب کو ہاسپٹل میں۔ وہ تیزی سے ری کور کر رہا تھا۔ مگر جس کے لئیے وہ اپنی ول پاور کا استعمال کر رہا تھا وہ ہی اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔

نفیسہ بیگم اسکے پاس آ گئیں تھیں۔ ان کے ساتھ سبحان بھی ادھر ہی تھا۔ ویک اینڈ پر گھر کے اور بھی لوگ چکر لگا لیتے۔

نفیسہ بیگم سے ہی پتہ چلتا تھا کہ وہیبہ نے آج سوپ بنایا ہے آج جوس بھیجا ہے۔ اس کا احساس خبیب کے ارد گرد تھا مگر وہ خود اس کے پاس نہیں تھی۔

بیس دن کے بعد اسے دیکھنے کی شدت زور پکڑتی جا رہی تھی۔

ڈاکٹرز سے پوچھ کر اس نے گھر پر بیڈ ریسٹ کو ترجیح دی تھی۔

بازو اور ٹانگ کی پٹی ابھی موجود تھی۔ پیٹ اور سینے کے زخم جلدی بھر گئے تھے۔

آخر پچیسویں دن وہ گھر پر تھا۔

سارا دن گزرنے پر بھی اسکی ایک جھلک نظر نہیں آئی تھی۔

وہ ایسی بے رخی کیوں برت رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ سب کے بتانے کے مطابق اس کا رو رو کر برا حال تھا اور اب جب اللہ نے اسے ایک نئی زندگی دے دی تھی تو وہ اس کی پرواہ ہی نہیں کر رہی تھی۔

وہ جھنجھلا گیا۔

"ممی اب تھوڑی دیر میں آرام کرنا چاہتا ہوں کوئی ملنے آئے بھی تو سب کو کہئیے گا میں آرام کر رہا ہوں" نفیسہ نے غور سے اسے دیکھا۔ گھر آنے کی رٹ لگا کر اب وہ بیزار نظر آ رہا تھا۔

وہ اچھا کہہ کر لائٹس بند کر کے باہر چلی گئیں۔

وہ جو خود سے لڑتا ابھی غنودگی میں جانے ہی والا تھا کہ کمرے کے دروازے کے کھلنے کا احساس ہوا۔

بازو آنکھوں پر رکھے بھی اسے دشمن جاں کی خوشبو آ گئی تھی۔

اسکی سرسراہٹیں اسکے آس پاس جگمگانے لگیں تھیں۔

وہ خاموشی سے لیٹارہا۔

بازو ہلکا ساہٹا کر آنکھ کی جھری سے اسے دیکھ رہا تھا۔پچیس دن بعد اس چہرے کو دیکھ رہا تھا جو موت کے قریب جاتے ہوئے بھی اسکی نظروں میں قید تھا۔

نڈھال سی لگ رہی تھی۔

نفیسہ کی باتیں سچ معلوم ہوئیں۔

وہ جو یک ٹک اسے دیکھنے کے بعد کچھ پڑھ کر پھونکنے کے بعد جانے ہی والی تھی مگر ہاتھ کسی مضبوط شکنجے میں محسوس کر کے ٹھٹھک گئ۔

یہ ظلم کیوں کر رہی ہو" کتنے دنوں بعد یہ آواز۔۔۔یہ محبت بھرا لہجہ سنا تھا۔آنکھیں بھیگنے کو تیار تھیں۔ "

اس نے بازو کو جھٹکا دیا وہ بے جان مورتی کی طرح اسکے پاس بیڈ پر بیٹھ گئ۔

میرے لئیے دعائیں کرنے والی میرے ٹھیک ہونے پر میرے سائے سے بھی گھبرا رہی ہے۔۔۔وجہ پوچھ سکتا ہوں؟"خبیب نے" اسکی جھکی نظروں کو دیکھا۔

آپ کو اس حالت میں دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔جانتی تھی کہ آپکے سامنے آکر خود پر اختیار کھو دوں گی۔آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتی" تھی۔۔اسی لئیے روز رات میں آپکو آکر دیکھ جاتی تھی۔جب آپ سو رہے ہوتے تھے"اس کے صاف گوئ سے کہنے پر خبیب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گالوں کو چھونے والی لٹ کو چھوا۔

بہت انتظار کیا میں نے آپکا"خبیب کے کہنے پر اس نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔ "

سوری" نظریں جھکاتے معافی مانگی۔ "

اس نے آج بھی خبیب کی جسارت پر کوئ مزاحمت نہیں کی۔

میرا فون کہاں ہے؟"خبیب نے اچانک پوچھا۔"

"یہیں ہے کیوں خیریت"

ہاں لے کر آئیں میرے پاس"خبیب کے کہنے پر وہ اٹھ کر سامنے ٹیبل پر موجود موبائل اٹھا لائ۔ "

آج ہی اس نے چارجنگ کی تھی۔

خبیب نے اسکے ہاتھ سے لے کر ایک کانٹیکٹ کھولا اور وہبہ کو موبائل تھمایا۔

میری دوسری بیوی کو تو بتا دیں میں خیر خیریت سے ہوں نجانے کتنا پریشان ہو رہی ہو گی"خبیب کی بات پر وہ کچھ دیر بے یقینی سے"

اسے دیکھتی رہی۔

وہ تو بھول ہی گئی تھی کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا وجود بھی ہے۔ جس سے خبیب سچی محبت کرتا ہے اس سے تو بس ہمدردی ہے۔

اس نے غصے سے کھولتے دماغ کے ساتھ موبائل جھپٹنے والے انداز میں خبیب کے ہاتھ سے لیا۔

اس نے مسکراہٹ دبائی۔

کیا لکھوں "کانٹیکٹ پر مائی پرٹی ڈول کے الفاظ پڑھ کر اسے باقی کچھ نظر نہیں آیا۔ آنکھیں دھندلا گئیں۔ "

لکھیں یور گجراز پر فیکٹلی آل رائٹ اور اب شان کی جگہ وہ ہی پنجابی فلموں میں کام کرنے کے لئے تیار ہے "اسکی بات پر وریبہ کے دماغ" میں اپنے کبھی کے کہے الفاظ گونجے جو اس نے خبیب کی مونچھوں کے حوالے سے کہے تھے۔

خبیب نے شرارتی نظروں سے اسکی جانب دیکھ کر موبائل اسکے ہاتھ سے پکڑا۔

نمبر غور سے پڑھیں "خبیب کے کہنے پر جو نہی اسکی نظر نمبروں پر گئی یہ تو اسی کے موبائل کا نمبر نکلا۔ "

میری دوسری۔۔ تیسری اور چوتھی بیوی بھی صرف آپ ہیں آپکے علاوہ نہ کوئی زندگی میں آیا ہے نہ آئے گا۔۔ یہی میں نے اس رات" بتانا تھا مگر وقت نے موقع نہیں دیا۔

میری محبت نہ تو ہمدردی ہے نہ ترس یہ صرف اور صرف محبت ہے۔ جو نرم خو اور احساس کرنے والی وریبہ کو جاننے کے بعد خود بخود ہو گئی۔ جس کے اندر ایک معصوم سی لڑکی چھپی ہے جسے ایک مضبوط سہارے کی آرزو ہمیشہ سے رہی اور میں اس کا مضبوط سہارا بننا چاہتا ہوں جس کے بعد نہ اسے کہیں سے نکالے جانے کا ڈر ہو نہ محبت کے چھن جانے کا۔۔ "خبیب کے اظہار نے اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر کر دیا۔

میری محبت مجھے کب ملے گی؟ "خبیب کے سوال پر اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "

پتہ نہیں۔۔۔ کبھی کی ہی نہیں۔ کبھی ملی ہی نہیں تو مجھے اندازہ ہی نہیں اسے کیسے سنبھالتے ہیں اور اس کا جواب کیسے دیتے" ہیں۔۔۔ آپ نے مجھے اتنا اہم کیوں بنایا۔۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی کیا کروں اور کیا کہوں" وریبہ نے روتے ہوئے جواب دیا۔ خبیب نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر محبت کی مہر ثبت کی۔

کوئی جلدی نہیں نہ میں فورس کروں گا۔۔۔ اپنے پورے دل کی آمادگی کے ساتھ جب آپ کو لگے کہ محبت ہو گئی تب اظہار" کر دینا۔۔۔ میں انتظار کر سکتا ہوں اور پتہ ہے ہبہ اس انتظار میں بھی ایک عجیب سا مزہ ہے۔ ہونے نہ ہونے کی کشمکش۔۔۔۔ مجھے انتظار رہے گا جب آپ خود سے چل کر میرے پاس آئیں اور مجھے بتائیں کہ آپ نے میری محبت کو قبول کیا۔۔۔ مجھے یقین ہے یہ لمحہ جلد آئے گا۔ "خبیب کے یقین پر اس کا دل کیا وہ کہہ دے۔ مگر محرومیوں نے اس سے گزیا اقرار کی گویائی ہی چھین لی تھی۔

جیسے ہی اسکی ٹانگ اور بازؤوں کی پٹیاں اتریں۔اس نے

آفس جکنے کاارادہ کیا۔ٹانگ میں ابھی تھوڑی سے لنگڑاہٹ تھی۔مگر ڈاکٹرز نے کہا تھا کہ جیسے جیسے وہ چلے گا یہ لنگڑاہٹ بھی ختم ہو جائے گی۔

ابھی دو دن تو ریسٹ کر لیں" وہ جو وہبہ کو اپنی کل کی تیاری کا کہہ کر مزے سے بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کسی دوست سے چیٹنگ کر رہا" تھا۔

آپ تنگ نہیں پڑھیں میرے نخرے اٹھا اٹھا کر" وہبہ نے اسکی بات پر مسکراتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔وہ ابھی ابھی نفیسہ سے بات" کر کے فارغ ہی ہوئی تھی جو آج ہی لاہور واپس گئیں تھیں۔

میں تو تنگ نہیں پڑھی۔۔ہاں آپکا کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔شاید مجھے دیکھ دیکھ کر تنگ ہی نہ پڑ گ ئے ہوں "اس نے ڈائجسٹ پکڑتے ہوئے" بے نیازی کا مظاہر کرتے کہا۔

بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔۔۔۔میں حیران ہوتا ہوں لوگ ایک ہی بیوی کے ساتھ کیسے ساری زندگی گزار لیتے ہیں۔۔تنگ نہیں پڑ " جاتے صبح شام وہی شکل دیکھ دیکھ کر "خبیب کی بات پر اس کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

پھر غصے سے ڈائجسٹ بیڈ پر پٹخ کر رخ اسکی جانب موڑا۔

ہاہاہا! "خبیب اسکی جانب دیکھ کر قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکا۔ "

ہسن کیوں رہیں ہیں۔۔بہت ہی فضول بات کی ہے آپ نے "اس خبیب کو شرمندہ کرنا چاہا۔ "

میرے پاس بیٹھ کر۔۔مجھ سے باتیں کرنے کی بجائے آپ اپنے یہ فضول ناولز پڑھیں گی تو مجھے اس سے بھی زیادہ فضول باتیں کرنی" پڑیں گی "اس نے شرارتی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

اور خود جو یہ فیس بک میں گھسے ہوئے ہیں تو میں کیا خاک آپ سے باتیں کروں۔۔"اس نے گھورا۔۔۔"

چلیں بند کرتا ہوں "اس نے کہتے ساتھ ہی بند کرنا چاہا کہ وہبہ نے یکدم ہاتھ لیپ ٹاپ کی اسکرین پر رکھ کر اسے واپس کھولا۔ "

ایک منٹ۔۔ایک منٹ۔۔۔یہ اپنی کس آنٹی سے باتیں کر رہے ہیں "وہبہ نے چیٹ باکس میں کسی لڑکی کا آئی ڈی پڑھ لیا تھا۔ "

یار یہ لڑکی نہیں ہے میرا دوست ہے لڑکی کے نام سے آئی ڈی بنائی ہوئی ہے "خبیب نے جلدی سے اپنا دفاع کیا۔ "

صبر کریں ابھی پتہ چلتا ہے۔۔اس نے کہتے ساتھ وہ چیٹ ونڈو کھولی جسے خبیب نے منی مائز کر دیا تھا۔ "

کیا کر رہی ہیں "اس نے وہبہ سے لیپ ٹاپ لینا چاہا۔ "

نہیں نہیں یہ جانو تو آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔۔۔مائی گاڈ۔۔۔دوست کو جانو۔۔۔میری جان یہ کوئی کہتا ہے بھلا "وہبہ تو صدمے سے بے"

حال ہو رہی تھی۔

یہ بھی نہیں جانتی تھی کا کیا کہہ رہی ہے۔

آپ تو مجھے خود کو جانو اور جان کہنے نہیں دیتیں اب دوستوں کو بھی نہ کہوں تو کسے کہوں۔۔۔ پھر کسی لڑکی کو کہا تو آپ نے غصہ کرنا ہے"""

خبیب نے بے چاری سی شکل بنائی۔

اور یہ کل ملاقاتیں بھی سیٹ ہو رہی ہیں۔ اوہ تو میں اب سمجھی کل آپ آفس جانے کے لئے اتنے بے قرار کیوں ہو رہے ہیں۔" وریبہ "

خبیب کی کوئی بات نہیں سن رہی تھی تیزی سے اسکے سارے میسجز چیک کر رہی تھی۔

ساتھ ساتھ تبصرے بھی جاری تھے۔

یار سیریسلی یہ لڑکا ہے۔۔۔" خبیب کو اب بات سنبھالنی مشکل ہو گئی۔ "

میں کیسے مان لوں" وریبہ کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔ "

اس بات سے بھی بے خبر تھی کہ خبیب سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھی ہے۔

اچانک خبیب نے اسے اپنی بازوؤں کے حصار میں لے کر خود سے لگایا۔

اتنی بے اعتباری؟" خبیب کے آنچ دیتے لہجے نے وریبہ کی بولتی بند کروادی۔ "

میں اسی آئی ڈی پر ابھی کال کرتا ہوں" کہتے ساتھ ہی اس نے وہیں سے کال ملائی۔ "

آگے سے واقعی کوئی لڑکا تھا۔ خبیب نے کچھ دیر اس سے بات کرنے کے بعد کال بند کر دی۔

اب یقین آگیا؟" خبیب کے استفسار پر اس نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔"

محبت میں بے اعتباری کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی وریبہ" خبیب نے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھ کر کہا۔ "

میں نے تو ابھی محبت کا اقرار ہی نہیں کیا" وریبہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اسکی قربت وریبہ کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔ "

خبیب تو اب اسکی ایک ایک جنبش سے اسکے دل کا حال جاننے لگ گیا تھا۔ لہذا آہستگی سے اپنے بازو اسکے گرد سے ہٹائے اور اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

انکار بھی کب کیا ہے" خبیب کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "

ہاں۔۔۔ اصل میں ابھی سمجھ ہی نہیں آرہی کہ محبت ہوتی کیسے ہے۔۔۔ بس اتنا جانتی ہوں کہ آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔۔۔ جب وہ" تکلیف دہ خبر سنی اور آپکے ہوش میں آنے سے پہلے وہ چند گھنٹے مجھے ہر گزرتے پل کے ساتھ ایسا لگ رہا تھا کہ کچھ بھی غلط سنا تو میری سانسیں بھی بند ہو جائیں گی۔

گھٹن تھی کہ بڑھتی جارہی تھی۔ میں نہیں جانتی یہ محبت ہے یا کیا ہاں مگر آپکے بغیر رہنا اب میرے بس میں نہیں " وہ نظریں نیچے کئے اپنے دل کی کیفیت بتاتی خبیب کو اتنی پیاری لگی کہ اس نے فوراً نظر ہٹالی۔ اسے شک گزرا کہیں اسکی ہی نظر وہبہ کو نہ لگ جائے۔

یہ سب محبت کے ہی آثار ہیں ڈئیر۔۔۔ ویسے مجھ جیسا گجر اتنا پیارا کیسے لگنے لگ گیا۔ جس کی گھنی داڑھی اور مونچھیں آپکو زہر لگتی تھیں " خبیب نے اسے پھر سے اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔ ں ظریں اس پر سے ہٹنے کو آمادہ نہیں ہو رہیں تھیں۔

وہ تو کرنشپ غصہ تھانا۔۔ اب آپکا یہی روپ سب سے پیارا لگتا ہے " اس کی نرم نظروں نے خبیب کی داڑھی کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا" اور وہیں سے واپس ہو گئیں۔ اس سے آگے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

اوہ ہوئے۔۔۔۔ آج تو دل کی باتیں شئیر کی جارہی ہیں۔ لگتا ہے آپ چاہتی ہیں میں ابھی مزید کچھ دن آفس نہ جاؤں " خبیب کی بات پر وہ ہنس پڑی۔

نہیں جی آپ جائیں تاکہ میرا ابھی ریسٹ ہو۔۔ توبہ ہر وقت پھرتیاں دکھاد کھا کر میری تو ہمت ہی جواب دے گئی ہے۔ " وہبہ یکدم پینترا بدلتی ہوئی کچھ دیر پہلی کی معنی خیز سچوئیشن کا اثر زائل کرنے کے لئے بولی۔

چچ۔۔ چچ۔۔۔ بہت ہی کوئی اعلی پیس اللہ نے میری قسمت میں رکھا ہے بیویاں شوہروں کی خدمت کر کے خوش ہوتی ہیں یہاں طعنے دئیے جارہے ہیں " خبیب نے لیٹتے ہوئے لطیف سا طنز کیا۔

ہاں تو آپ نے میری خدمت کرنے کا بدلہ لے لیا ہے نا۔۔ جب میری گردن پر چوٹ لگی تھی۔۔ میں نے تو کچھ ہفتے خدمت کروائی تھی" آپ نے تو پورے تین ماہ خدمتیں کروائیں ہیں "" وہ جو اٹھ کر لائٹ آف کر کے نائٹ بلب آن کر رہی تھی اس نے پھر پنجے تیز کئیے۔

اب اگر لڑا کا کہا تو میری شامت آنی ہے۔ "

سچے لوگوں کی کوئی قدر ہی نہیں " اس نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔ "

"بہت قدر ہے۔۔۔ جناب اب اگر خاموش ہو کر نہیں لیٹیں اور صبح مجھے آفس سے دیر ہوئی تو میں نے۔۔۔ "

تو کیا" وہ خونخوار تیوروں سے خبیب کو دیکھ کر بولی۔ "

تو کچھ نہیں یار بیویوں کا کوئی کیا بگاڑ سکا ہے۔۔۔ چاہے جس مرضی پوسٹ اور رینک کا بندہ ہو دنیا اس سے ڈرتی ہو۔۔ مگر وہ بچارا اپنی" بیوی سے لازمی ڈرتا ہو گا۔ سو میں بھی ایسا ہی شریف شوہر ہوں " خبیب کے بے بسی سے کہنے پر وہبہ ہنس پڑی۔

"گڈ ڈرنا بھی چاہئیے"

ویسے ایک بات ہے۔۔۔ میں نے تو ہمیشہ سنا ہے کہ پولیس والے بہت خونخوار ٹائپ کے ہوتے ہیں آپ اتنے سوفٹ نیچر کے کیسے " ہیں " خبیب جو آنکھیں موندے اب سمجھ رہا تھا کہ وہ چپ کر کے لیٹ جائے گی اسکے بولنے پر آنکھیں کھول کر اسے گھورا۔

یہاں ٹیپ پڑی ہے یا روئی موجود ہے" اپنے سوال کے جواب میں خبیب کی اتنی بے تکی بات پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "

"کیوں"

"اسی لئے کہ اگر ٹیپ ہے تو آپکے منہ پر لگانی ہے اور اگر روئی ہے تو اپنے کانوں میں ٹھونسنی ہے کتنا بولتی ہو یار"

خود کو ہی شوق تھا کہ ڈائجسٹ نہ پڑھو مجھ سے باتیں کروں اور جب بات کر رہی ہوں تو کہہ رہے ہیں کہ کتنا بولتی ہو۔۔بس اب آپ سے" کوئی بات نہیں کروں گی" وہ منہ پھلا کر منہ دوسری جانب کر کے لیٹ گئی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔

ہبہ "خبیب نے آواز دی۔۔اب منانا بھی تو تھا۔۔دل کو اسکی ناراضگی کہاں چین لینے دے رہی تھی۔ "

وہبہ "اٹھ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا وہ پھر بھی خاموش۔۔۔"

"اچھا یار ویسے ہی تنگ کر رہا تھا ناراض ہو کر تو نہ سوئیں"

آئندہ مجھے ایسے کہیں گے "اس نے انگلی اٹھا کر وارننگ دی۔ "

نہیں میری توبہ میرے باپ کی بھی توبہ "اس نے فوراً صلح جو انداز اپنایا۔ "

تایا جی کو کیوں بیچ میں لا رہے ہیں" پھر سے گھورا۔ "

اچھا سوری میری توبہ میرے بچوں کی بھی توبہ "اب کی بار لہجہ شرارتی ہوا۔ "

اور وہبہ کا چہرہ گلنار۔

فضول باتیں "فوراً رخ دوسری جانب موڑا۔ "

ناراض تو نہیں "خبیب نے تصدیق چاہی۔"

نہیں "اسکی آواز کی لرزش پر خبیب مسکرایا۔"

صبح جانے سے پہلے اس نے تاکید بھی کی تھی کہ وہ جلدی گھر آئے۔خود کو ایک ہی دن میں پینڈنگ کاموں کو کرنے کے چکر میں تھکا نہ لے۔

مگر پھر بھی وہی بات ہوئی جس کا وہبہ کو شک تھا۔رات کے گیارہ بج چکے تھے مگر خبیب ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"اور ہر بار کال کرنے پر یہی کہتا" بس ابھی نکل رہا ہوں

یہ اب میرا آپکو آخری فون ہے اور یہ وارننگ کال ہے۔۔اب بھی اگر آدھے گھنٹے کے اندر آپ گھر نہیں آئے تو مین گیٹ پر بھی میں"

نے تالا لگا دینا ہے اور اندر کے ڈور زپر بھی۔ پھر مزے سے باہر بیٹھنا ساری رات اور گارڈز کو بھی میں نے کہہ دینا ہے آپکی کوئی مدد نہ کریں۔ پھر دیواریں پھلانگتے پھرنا۔۔۔ حد ہو گئی تین ماہ کا کام کیا ایک ہی دن میں پورا کرنا ہے" وہ تو غصے سے بھری بیٹھی تھی۔

"اف اف اتنی دھمکیاں میری جگہ میرے گھر والوں کو پولیس فورس میں ہونا چاہئیے۔"

آرہے ہیں کہ نہیں ادھر ادھر کی باتیں نہ کریں میرے ساتھ "اس نے پھر رعب سے کہا۔ "

آرہا ہوں یار آفس سے باہر ہوں اور گاڑی میں بیٹھ چکا ہوں۔۔ بس پہنچتا ہوں "خبیب کے کہنے پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔"

ایک عجیب سامان کا رشتہ بن چکا تھا انکے نزدیک۔ نہ وہبہ کا اسکے بنا دل لگتا تھا نہ ہی اس کا وہبہ کے بنا۔

اور وہ یہی چاہتا تھا۔۔ کہ وہ اسے اسکی اہمیت کے بارے میں بتائے۔ وہ اسے یہ یقین دلائے کے اسکی بھی کسی کی زندگی میں کوئی اہمیت ہے۔ وہ کسی کے لئیے بہت خاص ہے۔۔ او یہی ہو رہا تھا۔ اسکے ارد گرد بنا نارسائی اور خود ترسی کا خول چیخ رہا تھا۔ اب تو بس کچھ ہی قدم رہ گۓ تھے جب اس نے بڑھ کر اپنی محبت کا اعتراف کر لینا تھا۔

ایک جھجھک تھی جو اسے روک رہی تھی۔۔ رشتوں نے اس بری طری اسکا اعتبار توڑا تھا کہ اسے بحال ہوتے کچھ تو وقت لگنا تھا نا۔

جی ممی میں بات کرتا ہوں۔۔ ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ جی جی جانتا ہوں۔۔ اسی لئیے کہہ رہا ہوں کوشش کرتا ہوں "وہ جو آج کافی دنوں بعد چھوٹی والے دن ریلیکس بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر پہلے نفیسہ کی کال آئی اور وہ ان سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

پچھلے کچھ دن تو وہ اس قدر مصروف رہا تھا کہ وہبہ کو اسکے ساتھ فرصت سے بیٹھنے کا ٹائم ہی نہیں مل پا رہا تھا۔

سب پینڈنگ رپورٹس مکمل کر رہا تھا۔ حتی کہ اتوار والے دن بھی کام گھر لے آتا اور پھر وہ ہوتا اور اسکی فائیلیں۔

وہبہ کو غصہ تو آتا مگر اسکی مجبوری کو بھی سمجھتی تھی۔

کیا کہہ رہیں تھیں تائی "وہبہ کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا۔ "

کہہ رہیں تھیں وہبہ تمہیں بہت تنگ کرتی ہے اسے ہمارے پاس بھیجو سیدھا کرتے ہیں "خبیب نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔ "

جی نہیں مجھے پتا ہے تائی ایسے نہیں کہہ سکتیں "اس نے خبیب کی بات کو ہوا میں اڑایا۔ "

ہائے ہائے۔۔۔ گھر والے بیوی کے ساتھ ہوں تو وہ اور بھی شیر بن جاتی ہے "خبیب کچن کے دروازے پر کھڑے درد بھرے انداز" میں بولا۔ نظریں تیزی سے کھانا پکاتی وہبہ پر تھیں۔ آجکل ریشم چھٹیاں لے کر اپنے گاوں گئی ہوئی تھی۔

صحیح بتائیں نا "وہبہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ "

ممی کو اپنی بہو بہت یاد آرہی ہے۔۔ انفیکٹ سب آپکو بہت مس کر رہے ہیں۔ تو وہ چاہ رہیں تھیں کہ میں چھٹی لے کر کچھ دن آپکو لے کر"

لاہور آجاؤں اور ہم سب سے مل بھی لیں۔ مگر مجھے اب اتنی چھٹیوں کے بعد اتنی جلدی چھٹی دوبارہ سے نہیں مل سکتی تو میں نے سوچا آپکو بھیج دیتا ہوں آپ کچھ دن وہاں رہ کر آجانا"

خبیب کی بات پر اس نے ناراض نظر اس پر ڈالی۔

"مجھے آپکے بغیر نہیں جانا" اس نے پھولے منہ سے کہا۔

"کچھ زیادہ محبت نہیں ہو گئ" آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے اسے دیکھتا اپنی نرم نظروں سے پگھلاتا ہوا بولا۔

"مجھے نہیں پتہ محبت ہے یا کیا ہے بس اتنا پتہ ہے کہ مجھے اکیلے نہیں جانا" اس نے ہٹیلے لہجے میں کہا۔

"بری بات ہبہ میں نے ممی کو اب کہہ دیا ہے کہ آپکو بھیج دوں گا۔۔ وہ سب بہت اداس ہو رہے ہیں" خبیب نے اسے سمجھانا چاہا۔

"تو آپ اکیلے کیا کریں گے" وہبہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"رہ لیں گے مجبوری ہے کوشش کروں گا کہ واپسی پر ایک دن کی چھٹی لے کر آجاؤں اور پھر آپ کو لے کر اکھٹے آجاؤں" اسکے بال سنوارتا وہ وہبہ کو اس وقت بہت برا لگا۔

"پھر جدائ" وہ اتنا پرسکون کیسے تھا جبکہ وہبہ کا اس سے دور جانے کے خیال سے ہی دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"ارے کچھ دنوں کی تو بات ہے۔۔۔ ایک تو آپ نیگیٹو بہت سوچتی ہو۔۔۔ اچھا سوچتے ہیں میری جان" اسکے ماتھے پر پیار کرتا اسے ساتھ لگاتا بولا۔

"ویسے بھی اچھا ہے نہ تھوڑی سی جدائ کے بعد ہو سکتا ہے مجھے آپکے اعتراف محبت کے لمحے نصیب ہو جائیں۔ پتہ ہے جو کام قربت نہیں کر پاتی کبھی کبھی کچھ دیر کی جدائ کر جاتی ہے۔ میں تو اسی امید پر آپکو بھیج رہا ہوں کہ مجھ سے دور جا کر شاید آپ میں بھی اظہار کے جراثیم جاگ جائیں۔" خبیب نے اسے کندھوں سے تھام کر اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ جہاں ناراضگی کی جھلک تھی۔

پھر رات تک نفیسہ اور خدیجہ کے آنے والے بالترتیب فونز نے وہبہ کی ناں کو ہاں میں بدلوا دیا۔

خبیب اگلے دن ہی اسکی شام کی ٹکٹس لے آیا۔

"بڑی جلدی ہے آپکو مجھے بھیجنے کی" وہ ابھی بھی خفا تھی۔

خبیب نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ دل اس قدر خوش تھا اپنے لئ ےوہبہ کہ یہ انداز دیکھ کر کہ وہ کچھ بھی کہہ کر ان لمحوں اور اس کیفیت کا مزہ خراب نہیں کرنا چاہا تھا۔

چاہے جانا کتنا خوبصورت احساس تھا خبیب کو اب اندازہ ہو رہا تھا۔ ابھی تک تو وہ ہی وہبہ کے لئ ےاپنی بے قراریاں دکھاتا آیا تھا اب اسکا بھی تو حق بنتا تھا۔

گو کہ سچی محبت تو بس دئیے جانے کا نام ہے اور خبیب کی محبت اسکے لئے ایسی ہی تھی۔

اس نے اس لمحوں مین اسے چاہا تھا جب وہبہ اسکی شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں تھی۔اس نے تو تب بھی صلہ کی خواہش نہیں کی تھی۔

مگر اب جب وہ اسکی محبت کی ڈور کے ساتھ بندھ گئی تھی تو اسکی شدتیں دیکھنے میں مزہ آرہا تھا۔

اب وہ وقت آگیا تھا جب وہ خبیب کے علاوہ کسی اور کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

یہ احساس کتنا خوش کن ہوتا ہے کہ آپکا محبوب آپکو ویسے ہی چاہے جیسے آپ نے اسے چاہا۔یہیں سے تو محبت کی تکمیل شروع ہوتی ہے۔

اور ابھی تو آغاز تھا ابھی تو اس سے اظہار محبت سننے کی خواہش تھی۔

جس وقت خبیب اسے ائیر پورٹ چھوڑنے جا رہا تھا نجانے کیوں دل ویسے ہی بے چین تھا جیسے اس دن خبیب کے زخمی ہونے والے دن تھا۔

خبیب کا اپنا دل اس کا اداس چہرہ دیکھ کر بھیجنے کو نہین کر رہا تھا مگر نفیسہ نے بتایا تھا کہ رقیہ بیگم تھوڑا بیمار ہیں اور وہبہ کو بہت یاد کر رہی ہیں۔

وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ انہوں نے خدیجہ سے معافی مانگ لی ہے۔

اب وہ انہی کی طرح ظالم بن کے انہیں وہبہ کی اتنی لمبی جدائی نہیں دینا چاہتا تھا۔

اور صبح میں تو رقیہ بیگم نے خود فون کر کے خبیب سے معافی مانگ کر اسے بھیجنے کا کہا تھا۔

کسی کو اسکی غلطی کا احساس دلانے کے لئیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ شخص اپنی غلطی کا اعتراف کر لے۔لہذا خبیب اس سے زیادہ ان کا امتحان نہیں لینا چاہتا تھا۔اس نے اسی وقت انہیں بتا دیا تھا کہ شام مین وہبہ آرہی ہے۔

مگر یہ سب اسے نے ابھی وہبہ سے چھپایا تھا۔

آپ واقعی میرے بغیر اداس نہیں ہوں گے "وہبہ نے ایک آخری کوشش کے تحت اسے اموشنل کرنا چاہا۔ "

نجانے دل میں کیا ٹھان بیٹھا تھا۔

نہیں بلکہ میں تو بیچلر لائف انجوائے کروں گا۔جب دل چاہا گھر سے باہر جب دل چاہا گھر آؤں گا۔ڈھیر ساری موویز دیکھوں گا اور بھرپور " آؤٹنگ کروں گا" وہ وہبہ کے غصے کا گراف بڑھا رہا تھا۔

بس ٹھیک ہے اب آپ بلائیں گے تو بھی نہیں آؤں گی۔ میرا بھی جتنا دل چاہے گا اتنا عرصہ رہوں گی" اس نے دھمکی دی۔ "

ویری فنی میں ایک کال کرنی ہے خدیجہ چچی کو انہوں نے فوراً آپکو بھجوا دینا ہے۔اگر آپکے اپنی ساس سے بہت اچھے تعلقات ہیں تو" میرے اپنی ساس سے آپ سے بھی زیادہ اچھے تعلقات ہیں۔کسی خوش گمانی میں مت رہئیے گا" خبیب کی بات پر اس نے منہ بنایا۔

یہ تو وہ ہمیشہ سے جانتی تھی کہ خدیجہ خبیب کے ساتھ بہت پیار کرتی ہیں اور جب سے انکی شادی ہوئی تھی تو یہ پیار اور بھی زیادہ ہو گیا تھا۔

"مجھے مس کریں گی؟" ابھی فلائٹ کی اناؤنسمنٹ نہیں ہوئی تھی لہذا وہ اسکے پاس باہر کی کھڑی تھی۔ وہ ٹائم سے کچھ پہلے ہی آ گئے تھے۔

"بالکل بھی نہیں" اس نے ٹکا سا جواب دیا۔

"کال کریں گی؟" ایک اور سوال

"بالکل بھی نہیں" پھر سے وہی جواب۔ خبیب نے اب کی بار مسکراتی نظریں اسکے چہرے پر جمائیں جو ادھر ادھر دیکھ کر خبیب کو اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اس نے ہلکے سے کندھا اسکے کندھے سے ٹکرایا۔

"کیا ہے" اب کی بار آگ برساتی نظروں نے اسے گھورا۔

"اتنا غصہ۔۔۔ایک دفعہ اپنی کیوٹ سی سمائل تو دکھا دیں۔۔۔تاکہ یہ کچھ دن تو سکون سے گزر سکیں۔ ناراض ہو کر جائیں گی تو پریشان رہوں گا۔" خبیب نے اب کی بار کچھ سنجیدگی اور بے چارگی سے کہا۔

"اچھی بات ہے پریشان رہیں۔۔۔کوئی نہیں مسکرا رہی میں۔۔۔پتہ چل گیا ہے مجھے کہ آپکو مجھ سے کتنی محبت ہے۔۔۔سب باتیں ہیں بس۔۔۔کوئی پیار نہیں کرتے آپ مجھ سے" بالآخر اسکی آنکھوں میں آنسو سمٹ آئے۔۔۔

"ہبہ۔۔۔۔" خبیب نے بے ساختہ اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ سسک پڑی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے" وہ ہبہ نے اپنے خدشے بتائے۔

"ہبہ اپنے گھر جا رہی ہیں اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔۔۔۔میری طرف سے پریشان مت ہوں۔۔ میرے لئے بھی آپکے بغیر رہنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا آپکے لئے مگر ہمارے ساتھ بہت سے اور بھی رشتے جڑے ہیں۔ ایک سال بعد میں یہاں سے اپنا ٹرانسفر کروا سکوں گا تو پھر ہم واپس لاہور چلے جائیں گے۔ اب جب تک یہاں ہیں تب تک تو ہمیں اسی طرح آتے جاتے رہنا ہو گا نا آخر ہمارے گھر والوں کا بھی ہم پر کچھ حق ہے۔ اور خدیجہ چچی اور دادی آپکو بہت مس کر رہی ہیں بس اسی لئے میں فورس کر رہا ہوں" خبیب نے رسانیت سے اسے سمجھایا۔

خاموشی سے سر اثبات میں ہلاتی وہ اس سے الگ ہوئی۔

اناؤنسمنٹ ہوتے ہی وہ اندر کی جانب بڑھ گئی مگر خبیب کی جانب پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔ جانتی تھی کہ پھر جا نہیں پائے گی۔

خبیب تب تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

پھر اس نے بھی واپسی کی جانب قدم بڑھائے۔

ابھی کار اسٹارٹ ہی کی تھی کہ وہیبہ کا میسج آگیا۔

بہت برے ہیں آپ۔۔۔اللہ کرے میرا بھوت گھر رہ گیا ہو وہ آپکو بہت زیادہ ڈرائے "اسکی معصوم سی بد دعا پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

بھوت مرنے والوں کے ہوتے ہیں "خبیب نے میسج سینڈ کیا۔ "

جی نہیں زندہ کے بھی ہوتے ہیں۔۔۔وہی عم زاد ٹائپ۔۔۔میں اسے کہہ کر آئی ہوں کہ میرے میاں کو بہت زیادہ ڈرانا "اسکے ایک ایک لفظ میں بے خبیب کے لئیے بے تحاشا محبت چھپی ہوئی تھی۔جو ان کچھ دنوں میں بڑی واضح نظر آنے لگی تھی۔اسکی ایک ایک بات سے ایک ایک ادا سے۔۔

اگر عم زاد اتنا خوبصورت ہے تو مجھے اس سے خوف نہیں آئے گا بلکہ اور بھی پیار آئے گا۔کیونکہ وہ تو آپ جیسا ہو گا نہ۔۔۔بلکہ ہو گی۔۔سوچ لیں آپکا پیار بھی اسی کو دے دیا تو۔۔۔۔۔۔۔"خبیب نے میسج سینڈ کرتے ساتھ ہی کار اسٹارٹ کی۔

وہیبہ نے رونے والا اور کئی غصے والی اموجی سینڈ کئیے۔

خبیب خفیف سا سر ہلا کر مسکرانے لگا

جس وقت وہ لاہور پہنچی رات کا وقت ہو چکا تھا۔

اس کے گھر میں داخل ہوتے ہی سب گھر والے اسکے ارد گرد جمع ہو گئے۔

کتنا صحیح کہا تھا خبیب نے ہمارے گھر والوں کا بھی ہم پر حق ہے "سب سے مل کر وہ خوش تو بے حد ہوئی مگر ایک عجیب سی یاسیت تھی" ادھورا پن تھا جیسے وہ نامکمل ہو۔

اماں سے مل آؤ تمہارا بہت دیر سے انتظار کر رہیں تھیں۔طبیعت ٹھیک نہیں ورنہ یہاں نیچے ہی ہوتیں "خدیجہ نے کچھ دیر بعد کہا تو وہ" تھوڑا پریشان ہوئی۔

کیا ہوا ہے "چاہے رقیہ بیگم نے جس دل سے بھی وہیبہ کی ذمہ داری اٹھائی تھی مگر وہ ان سے بہت محبت کرتی تھی۔ "

کچھ نہیں بس ایسے ذرا موسمی بخار ہے "ان کے کہنے پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔فوراً سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔ "

دروازہ کھٹکھٹایا اجازت ملنے پے اندر آئی۔

میرا بچہ آگیا "جو نہی اس نے سلام کیا بیڈ پر لیٹی رقیہ نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہتے اپنے بازو اسکی جانب وا کئیے۔ایسا محبت کا اظہار" تو انہوں نے کبھی نہیں کیا تھا۔

وہ حیران ہوتی ان کے نحیف بازوؤں میں سمٹ گئی۔

کیسی ہے میری جان۔۔۔ کتنا مس کیا تمہیں۔۔۔ تم تو ایسے ناراض ہو کر گئی کہ بوڑھی اماں کو یاد تک نہیں کیا۔۔اتنی ناراضگی تھی کہ "

میرا نمبر بھی ڈائیورٹ پر لگا دیا۔

وہ تو خبیب مجھے نہ بتاتا تو میں تو پریشان ہو جاتی۔

میری جان میں جان گئی ہوں کہ میں غلط تھی میں نے سب کے ساتھ بہت برا کیا۔

خدیجہ سے بھی معافی مانگ لی ہے اب بس تم سے معافی انگنا رہتا تھا۔۔ ہو سکے تو اپنی اماں کو معاف کر دوں میں پتہ نہیں کیسے فرعون بن گئی تھی۔" اسے دیکھتے وہ خود پر سے اختیار کھو گئیں۔

وہ جلد از جلد اس سے معافی مانگنا چاہتی تھیں۔

اماں ایسے مت کہیں۔۔۔ ٹھیک ہے آپ نے جو بھی کیا وہ غلط تھا مگر میں جانتی ہوں کہ آپ ہم سب سے بہت محبت کرتی ہیں۔ مجھ سے " اس طرح معافی مانگ کر مجھے گناہگار نہیں بنائیں۔۔ آپ ہم سب کی بڑی ہیں "اس نے جلدی سے کہہ کر انہیں اس تکلیف سے نکالا جس نے کئی مہینوں سے ان کو روگ لگا دیا تھا۔

رات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے کی جانب جانے کی بجائے اس نے خبیب کے کمرے میں ہی جانے کو ترجیح دی۔

کمرے میں آتے ہی اسے لگا خبیب کی خوشبو ہر جانب پھیلی ہوئی ہے۔

نفیسہ نے بتایا تھا کہ وہ روزانہ اس کا اور خبیب کا کمرہ صاف کرواتی تھیں۔

اسی لئیے اسے ہر چیز قرینے سے رکھی ہوئی نظر آئی۔

ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑے ہوتے اسے وہ دن یاد آیا جب خبیب نے سب کو ٹریٹ دی تھی۔

دل کیا وہ کہیں سے آجائے۔ ہاتھ بڑھا کر ڈریسنگ پر پڑا خبیب کا پسندیدہ پرفیوم سی کے او بسیشن کی بوتل اٹھا کر اس کا اسپرے کیا۔

اسے لگا خبیب اسکے آس پاس ہر جگہ موجود ہے۔

کیا محبت یہی ہوتی ہے کہ جس میں انسان خود کو بھول جائے۔۔۔ اپنا آپ صرف ایک شخص کے بنا ادھورا لگنے لگے۔یہاں سب تھے " بس ایک وہ ہی نہیں تھا۔ اور اس کے بنا وہبہ کو ہر منظر ہر لمحہ ادھورا لگ رہا تھا۔

اف کیا کر دیا ہے آپ نے مجھے "وہ خبیب کے ہیولے سے مخاطب ہوئی۔ "

اسی لمحے خبیب کا فون آگیا۔

شیطان کو یاد کیا اور شیطان حاضر شاید آپ جیسے لوگوں کے لئیے ہی کہا گیا ہے "اس نے فون اٹھاتے ہی مسکراتے لہجے میں کہا۔ "

آہاں۔۔۔۔تو اس کا مطلب ہے مجھے یاد کیا جا رہا تھا۔۔جبکہ مجھے تو کوئی بڑے دعوے سے کہہ کر گیا تھا کہ آپکو یاد نہیں کروں گی"""

خبیب نے اسے اسی کے الفاظ یاد کروائے۔

ہاں بس یاد تو نہیں کرنا چاہ رہی تھی پھر کر ہی لیا۔۔۔اچھا مجھے یہ بتائیں اماں کا نمبر میرے موبائل پر آپ نے ڈائیورٹ کالز میں کر دیا"

تھا"یکدم اسے یاد آیا۔

جی بالکل یہ نیک کام میں نے ہی کیا تھا"اس نے شرمندہ ہوئے بغیر کہا۔ "

کتنی بری بات ہے۔ میں اتنی شرمندہ ہوئی جب اماں نے مجھے یہ کہا۔۔انہوں نے جو کچھ بھی میرے ساتھ کیا کم از کم میں ایسا کچھ بھی" ان کے ساتھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔"اس نے پھر سے خبیب کو سرزنش کرنی چاہی۔

آئی نو آپ ایسا نہیں کریں گی مگر میں انہیں احساس دلانا چاہتا تھا کہ کسی کی بھی اولاد کو اس طرح سے جدا کر کے ماں باپ پر کیا بیتتی ہے۔" اگر میں یہ سب نہ کرتا تو نہ تو انہیں اپنی زندگی میں آپکی اہمیت کا پتہ چلتا نہ ہی انہوں نے کبھی خدیجہ چچی سے معافی مانگنی تھی۔ہم بڑوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر تو ان کی غلطی کا احساس نہیں دلا سکتے ہاں مگر کوئی ایسی حکمت عملی تو اپنا سکتے ہیں نا کہ انکی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو۔۔ہمارے حصے مین بھی بے ادبی کا گناہ نہ لکھا جائے اور مقصد بھی پورا ہو جائے۔بس اسی لئیے میں نے یہ سب کیا"خبیب کی بات اسکے دل کو لگی۔

اچھا کہاں ہیں اس وقت "خبیب نے اسکی خاموشی محسوس کر کے کہا۔ "

آپکے کمرے میں" وریبہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بتایا۔ "

کیا محبت کا اظہار ضروری ہے ؟"یکدم وریبہ نے سوال کیا۔ "

خبیب مسکرایا۔

بالکل۔۔۔ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے سے پہلے میں آپکے منہ سے اپنے لئیے محبت کا اظہار سننا چاہوں گا" خبیب نے واضح طور" پر بتایا۔

کیا میری آپکے لئیے اداسی۔۔پریشانی یہ سب کافی نہیں ؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "

نہیں "خبیب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔مگر وریبہ کو اسکی مسکراہٹ میں کھلی شرارت سمجھ آگئی۔ "

بس ٹھیک ہے اب بیٹھے رہیں آپ وہیں میری جب مرضی ہو گی تب آؤں گی" وریبہ نے بھی اسے چڑانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی" دیکھتے ہیں "اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ساری رات خبیب نے اسے باتون مین الجھائے رکھا۔ "

بس کر دیں اب میری نیند سے بری حالت ہو گئی ہے" وریبہ کی جو نہی نظر گھڑی پر گئی تین بج چکے تھے۔ "

میرے بغیر نیند آجائے گی" خبیب کا آنچ دیتا لہجہ۔ "

آپ کون سا مجھے لوریاں سناتے تھے۔اور اگر آپکو نیند نہیں آرہی تو یہ مجھے یہاں بھیجنے سے پہلے سوچنا تھا" اب اسے چڑانے کی باری وہبہ" کی تھی۔

کوئی بھی اور بات کہے بنا اب کی بار وہبہ نے کال کاٹ دی۔

وقفے وقفے سے خبیب کی آنے والی کالز کو اس نے مسلسل اگنور کیا۔

تھوڑی دیر بعد میسیج آیا۔

محبت ظالم ہوتی ہے یہ تو مجھے پتہ تھا۔۔ مگر محبوب اس سے بھی زیادہ ظالم ہوتا ہے آج دیکھ لیا ہے۔۔۔۔ اب ہاتھ لگیں ذرا گن گن کر" بدلے لینے ہیں۔گھر والوں کی بات ماننے کے چکر میں میں تو اپنا نقصان کر بیٹھا ہوں۔۔۔۔اب تو جلد ہی چھٹی لینی پڑے گی۔۔ آپ تو وہاں جا کر بدل ہی گئیں ہیں۔اس سے پہلے کے مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دیں۔۔۔ مجھے کل ہی چھٹی کے لئے اپلائی کرنا ہوگا" خبیب کی بے بسی پر اسے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گئی۔

اسے زبان چڑانے والا اموجی سینڈ کر کے وہ سو گئی۔

اف یار تم تو شادی کے بعد بہت ہی ڈل ہو گئی ہو" نیہا نے اکتا کر اسے دیکھا جو صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔ "

نہیں بلکہ یہ کہو کوئٹہ جا کر ہماری پارٹی سے الگ ہو کر یہ ڈل ہو گئی ہے" فارا نے اسکی تصیح کی۔ "

اف یار تمہارے بھائی نے کسی کام کا نہیں چھوڑا اتنا کام کرواتے ہیں مجھ سے وہاں" اس نے جان بوجھ کر دہائیاں دیں"

اچھا ہے نا سدھر گئی ہو" نفیسہ جو پاس ہی بیٹھی تھیں انہوں نے بھی لقمہ دیا۔ "

آپ تو نہ ہی بات کریں مجھ سے میرے خلاف بیٹے کے ساتھ پارٹی بنا لی" اسے یہاں آکر پتہ چلا کہ خبیب اسے کس مقصد کے تحت کوئٹہ" لے کر گیا تھا۔تب سے وہ نفیسہ سے ناراض تھی۔

میری بیٹی اب کیسے مانے گی۔" وہ اسکے پاس بیٹھ کر محبت سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولیں۔ "

میں ان سب کو لے کر آؤٹنگ پر چلی جاؤں۔۔۔ان کی شکایت بھی دور ہو جائے گی۔۔۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم لڑکیاں اکیلی جائیں" گی۔۔اور خبیب کو آپ بالکل نہیں بتائین گی۔۔۔انہوں نے سختی سے منع کیا تھا کہ میں نے ڈرائیو نگ نہیں کرنی یہاں آکر" اس نے منہ لٹکا کر کہا۔

ایک دن خبیب کو ڈاکٹر پر وہ خود ڈرائیو کر کے لے کر گئی۔اور اس دن سے اسکی ڈرائیو نگ پر خبیب نے پابندی لگا دی۔

ہم کسی ریس میں حصہ نہیں لے رہے۔۔۔اس قدر خطرناک ڈرائیونگ ہے آپکی۔۔آج سے آپکا کار ڈرائیو کرنا بند۔۔آپ پو جہاز کی طرح چلاتی ہو" خبیب تو گھبرا ہی گیا۔

تو صحیح کہتا ہے نا ایسے چلاتی ہے جیسے جہاز چلا رہے ہوں۔۔۔بلکہ چلاتی بھی کہاں ہے اڑاتی ہے" خدیجہ کے بولنے پر اس نے بھنا کر انہیں دیکھا۔

صحیح کہتے ہیں خبیب۔۔۔۔ممی کبھی خبیب کی کسی بات سے انکار نہیں کر سکتیں۔۔اب بھی انہی کو فیور کر رہی ہیں" اس نے دل میں سوچا۔

بس ٹھیک ہے میری واپسی کی ٹکٹ کروائیں پھر۔۔۔۔سمجھ ہی نہین آرہا میکے آئی ہوں کہ سسرال۔۔۔ساس ماں والا سلوک کر رہی ہے" اور ماں ساس والا۔۔۔" غصہ عروج پر تھا۔

اچھا بس خدیجہ اب میری بیٹی کو کچھ مت کہنا۔۔۔ٹھیک ہے جاؤ مگر احتیاط سے چلانا۔۔۔اب تم خبیب کی امانت ہو ذرا سی اونچ نیچ ہوئی" اس نے ہمیں نہیں چھوڑنا۔" نفیسہ نے اسے محبت سے سمجھایا۔

یاہو۔۔۔۔شکر ہماری پہلے والی وہبہ واپس آئی" وہ سب جو خاموشی سے تبصرے سن رہی تھیں خوشی سے نعرہ لگا کر بولیں۔ "

کچھ دیر بعد فارا، نہیا، ربیعہ اور وہ خود گاڑی میں گھر سے باہر نکلیں۔فضا اور زوہا کو انہوں نے راستے سے لے لیا تھا۔

ایک مرتبہ پھر انکا پورا گروپ اکٹھا تھا۔بے فکرے قہقہے اور ہر احتیاط کو بالائے طاق رکھے وہ لاہور کی سڑکوں پر مٹر گشت کر رہی تھیں۔

مگر وہبہ اس بات سے انجان تھی کہ اسکی ان چند لمحوں کی بے فکری اور بے احتیاطی اسے کتنی بڑی مشکل سے دوچار کروانے والی ہے۔

سالٹ اینڈ پیپر سے نکلتے ہوئے وہ قہقہے لگاتی ہارون کی نظروں کی زد میں آگئی۔جو کار پارکنگ میں کھڑا سگریٹ سلگائے اسے دیکھ کر چونکا۔۔

بدلے کی آگ نے پوری طرح اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔وہ جیل میں گزارے وہ لمحے کبھی نہیں بھول سکتا تھا جو اس لڑکی سے رشتہ جڑنے کی پاداش میں اس نے گزارے تھے۔

جب اس رات ہارون نے اسے وہ فون کیا تھا جس میں اس نے مغلظات کہیں تھیں۔اس کے بعد صبح ہی پہلے منگنی کی انگوٹھی واپس آئی اور اسی شام باوردی پولیس اسے شراب کے نشے میں دھت جیل میں لے گئے۔

خبیب کے ماتحتوں نے اسے شدید قسم کی مار لگائی کے وہ ادھ موا ہو گیا۔

وہ پہلے بھی دو مرتبہ جیل گیا تھا مگر اس کے باپ کا اثر و رسوخ اسے چند گھنٹے سے زیادہ رہنے نہیں دیتا تھا۔مگر اس بار وہ خبیب کے ہتھے چڑھا تھا۔جس کے آگے کسی کی نہیں چلتی تھی۔

اس نے ایسے ایسے لوگوں کو پکڑ کرا تنے بڑے بڑے کیسیز حل کئے تھے کہ بڑے بڑے آفیسرز بھی اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔
اسی وجہ سے اس مرتبہ اسکے باپ کی ہر سفارش بے کار گئی تھی۔
مگر جونہی خبیب نے اپنی پوسٹنگ کوئٹہ کروائی۔ وہاں جا کر وہ اتنا مصروف ہو گیا کہ پیچھے سے اسکے باپ نے ہارون کو چھڑوالیا۔
جیل سے باہر آتے ہی اسکی ماں نے اسے کچھ مہینوں کے لئے باہر بھیج دیا۔
کچھ ہی دنوں میں وہ سب بھول بھلا کر اپنی دنیا میں مگن ہو گیا۔
مگر آج وریبہ کو دیکھ کر سب پرانے زخم یاد آئے تھے۔
اس نے لمحوں میں فیصلہ کیا۔
اپنے دوستوں سے معذرت کر کے وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔
تیزی سے کار پارکنگ سے نکالتے اس نے گاڑی وریبہ کی گاڑی کے پیچھے لگی۔
ایک جگہ وہ جیسے ہی کسی کالونی کی جانب مڑیں وہاں سنسان سڑک دیکھ کر ہارون نے اپنی گاڑی کو آگے بڑھا کر انکی گاڑی کے سامنے اس طرح سے ٹیڑھا کھڑا کیا کہ وریبہ کو تیزی سے بریک لگانے پڑے نہیں تو انکی گاڑی ہارون کی گاڑی میں لگ جانی تھی۔
وریبہ نے غصے سے جونہی نظر سامنے کی سب کو سانپ سونگھ گیا۔
وہ اپنی گاڑی سے اترتا لمحہ بہ لمحہ اسکی گاڑی کے قریب آرہا تھا۔
ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے گھسیٹ کر باہر نکالا۔
سب کی چیخیں نکل گئیں۔
"چھوڑو اسے" وہ سب چلاتی ہوئی باہر آئیں اس سے پہلے کے وہ ہارون پر جھپٹتیں۔ہارون نے اپنی پسٹل دکھا کر انہیں خاموش کروایا۔
وریبہ کی مزاحمت بھی دم توڑ گئی۔
"خاموشی سے میرے ساتھ چلو نہیں تو تمہارے سامنے ان سب کو بھون دوں گا" وہ وریبہ کے کان کے قریب آہستگی سے غرا کر بولا۔
وریبہ نے سوکھتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر قدم اسکی گاڑی کی جانب بڑھائے۔
ہر اٹھتے قدم پر اسے اپنی موت نظر آرہی تھی۔ آنکھیں بند کر کے پہلے شدت سے اللہ کو پھر خبیب کو پکارا
وہ جو وریبہ کو یہ خوشخبری سنانے والا تھا کہ اسے دو دن کی چھٹی مل گئی ہے اور وہ اسکے پاس لاہور آرہا تھا۔ تاکہ سب سے مل کر اور ایک دن رہ کر وریبہ کو اپنے ساتھ واپس لے آئے۔
چار دن ہو گئے تھے اسے دیکھے ہوئے۔۔ اپنے گرد اسکی موجودگی کو محسوس کئے ہوئے۔ عجیب بے کیف دن ہو گئے تھے اسکے

بغیر۔

وہ مزید اس سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔

لہذا جیسے ہی چھٹی کا کنفرم ہوا وہ اسے فون کرنے لگا۔

مگر وہ فون اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔

رات بھی انکی کسی بات پر بحث ہوئی جس کے بعد اس نے ناراضگی سے فون بند کر دیا۔

خبیب یہی سمجھا کہ وہ ابھی بھی ناراض ہے لہذا اس نے میسجز کئے جب کچھ دیر تک انکا بھی جواب نہیں آیا تب خبیب کو تشویش شروع ہوئی۔

اور پھر اچانک دل گھبرانے لگا تو اس نے گھر فون کر دیا وہاں سے پتہ چلا کہ وہ کہیں باہر گئی ہوئی ہے۔

نفیسہ نے یہ نہیں بتایا کہ اکیلی سب کو لے کر نکلی ہے۔

مگر خبیب کو تسلی نہیں ہو رہی تھی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

اور کچھ دیر بعد نیہا کی آنے والی کال نے جو خبر سنائی اسکے بعد خبیب کو اندازہ ہوا کہ کیسے لوگوں کے قدموں تلے سے زمین کھسکتی ہے۔

بھائی۔۔۔بھائی" نیہا کی کال آتے دیکھ کر اس نے فورا فون اٹھایا مگر آگے سے اسکی روتی آواز سن کر پریشانی سوا ہوئی۔ "

کیا ہوا ہے نیہا" دل بیٹھتا جا رہا تھا۔ "

بھائی وہ ہارون۔۔۔وہبہ کو لے گیا ہے" اس نے روتے روتے پوری بات بتائی۔ "

خبیب نے بمشکل یہ خبر برداشت کی۔

اسی لمحے اس نے نیہا کا فون بند کر کے حبیب صاحب کو فون کیا تھ معلوم ہوا انہیں بھی یہ اطلاع مل چکی ہے۔

وہ فوراً ائیر پورٹ کی جانب بھاگا۔

پہلی فلائٹ ملتے ہی وہ فوراً لاہور پہنچا۔

ابھی اس واقعے کو بیتے تین گھنٹے ہی گزرے تھے مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ انکے گھر پر بہت بڑی قیامت گزر گئی ہو۔

میرا بچہ آ گیا۔۔۔خبیب کہیں سے ڈھونڈ لاؤ میری بیٹی کو۔۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔وہ خبیث کیسے پہنچ گیا" نفیسہ خدیجہ اور رقیہ کا رو رو" کر برا حال تھا۔

خبیب انہیں تسلی دے کر کاشف کو لے کر وہاں سے نکلا اور ہارون کے گھر پہنچا۔

"ہم نے پتہ کیا ہے اسکے ماں باپ کچھ نہیں جانتے"

کاشف نے اسے سمجھانا چاہا۔

وہ تمہیں کبھی بھی نہیں بتائیں گے۔۔۔۔"خبیب نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "

پولیس والے گونگوں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں دیکھتا ہوں کیسے اسے خبیث کے کرتوتوں سے ناواقف ہیں۔"اسی لمحے اسکے" موبائل پر کال آئی۔

وہ جو اسے گھسیٹتا ہوا اپنے فلیٹ میں لے آیا تھا جو فلیٹ کم اور فحاشی کا اڈا زیادہ تھا۔

وریبہ کا پورا وجود اس وقت دعا بنا ہوا تھا۔

مجھے مجھے جیل بھجوایا تھا نہ تیرے اس کزن نے اب میں اسے بتاؤں گا کہ مجھ سے ٹکر لینے کا انجام کیا ہے"اندر لا کر وریبہ کو صوفے پر پٹختا" ہوا وہ بھوکے شیر کی طرح دھاڑا۔

اب تو ہمیشہ یہیں رہے گی۔۔ہماری دھول کو بھی نہیں پا سکے گا۔وہ (گالی)۔۔۔۔"وریبہ نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔اسکی محبت" کو یہ گھٹیا درندہ کن الفاظ میں پکار رہا تھا وریبہ کے لئے سننا ناگزیر ہو گیا۔

میں اسکی بیوی ہوں اب۔۔۔پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔میں امانت ہوں کسی کی"وریبہ نے منت کرتے ہوئے ایک آخری کوشش کی۔ "

کچھ لمحوں کے لئے تو ہارون یہ سچ سن کر ساکت ہو گیا۔

کیا۔۔کیا کہا ہے تم نے"اسے لگا اسکی سماعتوں نے غلط سنا ہے۔ "

میں خبیب کی بیوی ہوں"اسے لگا شاید وہ درندہ یہ سن کر اسے چھوڑ دے گا۔مگر وہ یہ بھول گئی تھی درندوں میں احساس اور انسانیت" نہیں ہوتی اسی لئے انہیں درندے کہتے ہیں۔

اوہ ہہ ہ۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔بیوی۔۔واہ۔۔مجھے ہمیشہ شک گزرتا تھا کہ اسکا تیرے ساتھ کوئی چکر ہے۔۔۔۔ہر مرتبہ وہی (گالی) تھا نہ جو" تجھے میرے شکنجے سے بچا لیتا تھا"وہ پھنکارا۔اپنی لال انگارہ آنکھیں وریبہ کے چہرے پر گاڑھیں۔

اب تو اور بھی مزہ آئے گا اسکی بیوی ی ی ی۔۔۔۔۔۔سے کھیلنے کا۔۔۔کتنا درد اور تکلیف سے تڑپے گا"اس کے گھٹیا انداز پر وریبہ کو لگا" اسکی سانسیں اب بند ہو جائیں گی۔

اس نے تیزی سے دماغ لڑانا شروع کیا کہ کیسے اس گھٹیا بندے سے خود کو بچائے۔

میں برتی ہوئی ہوں۔۔۔تمہارا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ ایک برتی ہوئی عورت کو اپنا نشانہ بنا رہے ہو"وریبہ نے اسے اموشنل کرنا چاہا۔" مگر وہ تو ایک گھاگھ انسان تھا۔۔۔

وہبہ کی بات پر قہقہہ لگایا۔

دشمنی کی آگ میں کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ عورت برتی ہوئی ہے کہ ان چھوئی" وہبہ کے پاس آکر اسکے بالوں کو اپنے ہاتھوں کے سخت شکنجے" میں پکڑتا ہوا وہ جس قدر ہوس سے اسکا ایک ایک نقش دیکھ رہا تھا وہبہ کی سانس رک گئی۔

مگر فکر نہ کرو ابھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔۔۔جب تک تمہارے شوہر کو نہ بتادوں کہ اسکے دل کا سکون اور چین اب میری زندگی کو رنگین" کرے گی" وہ منہ بگاڑ کر بولا۔

وہبہ کا دل کیا کہ کاش اسکے ہاتھ میں تیزاب ہوتا اور وہ اسکے منہ پر پھینک دیتی۔

اسی لمحے ہارون کے موبائل پر کوئی فون آیا

ہیلو" ٹھیک ہے میں آتا ہو" نجانے دوسری جانب کیا کہا گیا کہ وہ پریشان نظر آیا۔ "

میں ابھی ایک ضروری کام سے جارہا ہوں دو گھنٹے بعد تم سے یہیں ملاقات ہوگی۔۔تب تمہاے منہ سے نکلے ہوئے ہر اس لفظ کا بھی" بدلہ لینا جو تم نے ہماری منگنی کے دوران مجھے کہا تھا۔اور پھر میرے اور تمہارے پیار کی پیاری سے تصویریں تمہارے شوہر کو بھیجوں گا" وہ گھٹیا پن کی ہر حد کراس کر چکا تھا" بات سنو کسی خوش فہمی میں مت رہنا میرا شوہر کچھ ہی لمحوں میں تمہیں اس قابل بھی نہیں چھوڑے گا کہ تم اپنی ان گندی نظروں سے مجھے دیکھ بھی سکو۔۔۔تم اسے ابھی جانتے نہیں" وہبہ اس سے زیادہ خود کو روک نہیں پائی ایک ایک لفظ چبا کر کہتی وہ اسے حیران کر گئی۔

بھئی ایسے ٹیلنٹڈ آفیسر کی بیوی ہی اتنی جی دار ہو سکتی ہے جو ایسی سچویشن میں بھی مجھے دھمکی دے رہی ہو۔۔آئم امپریسڈ" اس نے تالی بجا" کر گویا اس کا مذاق اڑایا۔

میں بھی دیکھتا ہوں دو گھنٹے بعد تمہیں یہاں کون بچانے آتا ہے۔۔۔" کہتا ہوا تیزی سے فلیٹ کو لاک لگا کر چلا گیا۔"

دو کی جگہ تین گھنٹے بعد وہ فلیٹ میں واپس آیا۔

ہاں بھئی ابھی تک تو تمہارا وہ جی دار میاں پہنچا نہیں۔۔۔۔۔ہاہاہا بس دعوے ہی تھے تمہارے" وہ اسے چڑاتے ہوئے بولا۔ "

جس نے اپنے پیچھے اسی کی ایک شراب کی بوتل کچن سے نکال کر توڑ کر چھپائی ہوئی تھی۔

وہ صوفے پر اس انداز میں بیٹھی تھی کہ اسکے پیچھے کشن کے نیچے وہ بوتل دھری تھی۔

نمبر دو اپنے جان نثار شوہر کا" اسکے سامنے صوفے پر بیٹھتا ہوا وہ بولا۔ "

وہبہ نے جلدی سے نمبر بتایا۔

خبیب جو ابھی گاڑی میں اسکے گھر کے باہر ہی تھا۔

فون کی بیل بجنے پر تیزی سے کال اٹھائی۔

"ہیلو"

اوہ ہیلو مسٹر شوہر۔۔۔ کیسے ہو۔۔ پہچان تو گ ئے ہو گے" ہارون کی آواز کو وہ کیسے نہ پہچانتا اس وقت وہی تو ایک شخص تھا جو دنیا میں"

اسے یاد تھا۔

وہبہ کہاں ہے" وہ غرایا"

ہاہاہاہا۔۔۔ بڑا درد ہے آواز میں۔۔۔ لواٹ" گھٹیا پن سے وہ قہقہہ مار کر بولا۔ "

کیا چاہتے ہو۔۔۔ پیسہ۔۔ کوئی معافی نامہ "خبیب اس وقت سب کرنے کو تیار تھا بس وہبہ مل جاتی۔ "

ارے بہت سستی چیزیں گنوائیں ہیں" وہ پھر سے وہبہ کو دیکھتا مکاری سے ہنسا جو اس وقت پر سکون نظر آ رہی تھی۔ وہ حیرت کا شکار بھی"

ہوا۔

تو پھر کیا چاہتے ہو" وہ غصے سے چلا کر بولا۔۔ کاشف نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا اسے تسلی دی۔ "

تمہاری بیوی" خبیب کو لگا اسکا رواں رواں آگ میں جل گیا ہے۔۔۔"

اگر تم نے اسے ہاتھ بھی لگایا تو یاد رکھنا میں تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا۔" غصے سے کہتا وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلا اور"

دھماکے سے دروازہ بند کرتا اسکے گھر کے دروازے کی جانب بڑھا۔

کاشف کو ان کا چوکیدار جانتا تھا لہذا اسے نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔

فون خبیب کے کان پر لگا ہوا تھا۔

میں نہ صرف اسے ہاتھ لگاؤں گا بلکہ پوری طرح وصولی کروں گا اس ایک ایک تکلیف کی جو تمہارے کہنے پر مجھے جیل میں ملی۔" کہتے"

ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

خبیب نے تیزی سے ایک نمبر پر اسکا نمبر سینڈ کر کے پھر فون کیا۔

مجھے کچھ ہی سیکنڈز میں اس نمبر کی لوکیشن چاہیئے جو تمہیں ابھی بھیجا ہے سیکنڈز منٹ کی سوئی کراس نہ کرے" اسکے چہرے پر"

پتھریلے تاثرات تھے۔

وہ پہلے بھی یہ گھر دیکھ چکا تھا لہذا سیدھا لاؤنج کی جانب بڑھا

ہارون کی ماں وہیں موجود تھی۔

پولیس والے یہ نہیں دیکھتے کہ مجرم سے تعلق رکھنے والا کس عمر کا ہے۔۔۔مجھے ایک سیکنڈ کے اندر اسکے ٹھکانے کا نہیں بتایا جہاں وہ" میری بیوی کو لے کر گیا ہے تو میں پولیس والا بننے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگاؤں گا۔"اسکی ماں کو اپنی غصیلی آنکھوں سے دیکھتا خبیب سرد لہجے میں بولا۔

دیکھو مجھے واقعی۔۔۔"اس سے پہلے کہ اسکے منہ سے انکار نکلتا خبیب کا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر پڑا۔ "

کاشف بھی اپنی جگہ ششدر رہ گیا۔

بتاتی ہوں "ایک تھپڑ نے ہی اسکے سارے کس بل نکال دئیے۔ "

اسی لمحے خبیب کے فون پر کال آئی اور اسکی ماں نے جو جگہ بتائی اور جہاں سے وہ فون کی لوکیشن خبیب کے بندے نے ٹریس کی وہ ایک ہی جگہ تھی۔

خبیب الٹے قدموں واپس گاڑی کی جانب گیا۔

فون بند کر کے مکاری سے ہنستا وہ وہبہ کی جانب دیکھنے لگا۔

وہبہ نے کوئی تاثر نہیں دیا اور نہ اسکے دیکھنے پر کسی اشتعال کا مظاہرہ کیا۔

ہارون اٹھ کر فریج کی جانب گیا پھر وہاں سے اپنا پسندیدہ مشروب گلاس میں انڈیل کر پیتا وہبہ کو جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہبہ کا دل کیا اسکی آنکھیں نوچ لے۔

پتہ ہے مجھے منگنی والے دن اندازہ ہو گیا تھا کہ تمہارا یہ کزن تمہارے معاملے میں کچھ گڑ بڑ کرے گا۔۔۔اسکی نظریں جیسے تم پر اٹھیں" تھیں۔۔۔وہ میں بھول نہیں سکتا۔۔۔۔اور دیکھ لو۔۔۔ تمہیں مجھ سے الگ کر کے اڑا کر لے گیا۔۔۔ مگر آج وہ اپنی قسمت پر روئے گا۔۔کہ کاش مجھ سے پنگا نہ لیتا۔۔۔۔"وہبہ نے اسکی کسی بات کا جواب نہیں دیا

پیو گی؟"اس نے وہبہ کی خاموشی پر جان بوجھ کر اسے اکسا کر کہا۔ "

حرام چیزیں تمہیں ہی مبارک ہوں"آہستہ سے کہتی وہ چہرہ موڑ گئی۔"

ہارون نے وحشیانہ انداز مین پھر سے اسکے بال پکڑے۔

مگر اس مرتبہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ واقعی ایک پولیس والے کی بیوی پر غلط ہاتھ ڈال بیٹھا ہے۔وہبہ کا ایک ہاتھ جو اسے نزدیک آتا دیکھ کر پیچھے کھسک چکا تھا۔

تکلیف کی شدت کے باوجود اس نے اپنے حواس برقرار رکھ کر تیزی سے شراب کی ٹوٹی بوتل والا ہاتھ ہارون کے منہ پر پے در پے مارا۔

وہ تکلیف سے بلبلا کر رہ گیا۔

پھر اتنی ہی پھرتی سے اس نے ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل اٹھایا۔

اپنی زیرک نگاہ سے وہ یہ دیکھ چکی تھی کہ اسکے موبائل پر کوئی پاس ورڈ اور پیٹرن نہیں ہے۔

وہ بھاگتی ہوئی اس سٹور نما کمرے میں پہنچی جسے وہ ہارون کی غیر موجودگی میں پہلے ہی دیکھ چکی تھی اور وہاں پر موجود لوہے کی الماری کو ہلا جلا کر وہ دروازے کے قریب لا کر پلین بنا چکی تھی کہ اسے خود کو بچانے کے لئے کیا کرنا ہے۔

اس نے جلدی سے دروازہ بند کر کے اسے لاک لگاتے وہ الماری اس دروازے کے آگے گرائی ایک زوردار دھاکے کی آواز آئی اور اس بھاری بھر کم الماری نے دروازہ کھلنے کا راستہ بند کر دیا۔

وہبہ نے تیزی سے موبائل کھولا۔

ریسینٹ کال لسٹ چیک کی جہاں خبیب کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

دھندلائی آنکھوں سے اس نے جلدی سے فون ملایا۔

فون اٹھاتے ہی خبیب نے ایک گالی نکالی وہ یہی سمجھا کہ دوسری جانب ہارون ہے۔

وہبہ نے خوف کی شدت میں بھی مسکرا کر اپنے محبوب کی یہ گالی سنی۔۔۔ جس میں وہبہ کے لئے شدید محبت چھپی تھی۔

میں ہوں خبیب "وہبہ کی آواز سن کر کچھ لمحے دوسری جانب سناٹا چھا گیا۔ "

ٹھیک ہو میری جان میں بس آ رہا ہوں "خبیب کی آواز میں گھلی شدتیں اس نے پوری طرح محسوس کیں۔اور اپنی کارگزاری بتائی۔ " خبیب کو اس پر فخر ہوا۔

وہ باہر سے پوری کوشش کر رہا ہے دروازہ کھولنے کی" وہبہ نے ہارون کی آوازیں سنی جو لاک کھول کر اب اس الماری کو ہٹانے کی" کوشش میں تھا مگر کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا لہذا گالیوں کی بھرمار جاری تھی۔

ہم بس پہنچ گئے ہیں۔۔اس کمینے کو موقع نہیں ملے گا آپ تک آنے کا ڈونٹ وری "خبیب نے اسے تسلی دلائی۔۔ جو آج گاڑی کو اڑاتا" ہوا وہاں پہنچا تھا

پارکنگ میں گاڑی کھڑی کرتے لاک لگاتے وہ بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ کاشف بھی اسکے پیچھے تھا۔

ہارون کے فلیٹ کے آگے پہنچتے جیسے ہی اس نے ناب گھمائی دروازہ بند ملا۔اس نے ایک سیکنڈ بھی ضائع کیئے بنا لاک کی جانب گن کر کے فائر کیا۔دروازے کا لاک جل گیا۔

باسانی وہ کھلتا چلا گیا۔

ہارون جو سٹور والے دروازے کے ساتھ نبرد آزما تھا۔

اتنا دوازہ کھول چکا تھا کہ اس میں سے باسانی الماری پر چڑھ سکتا تھا۔

تو کیا سمجھتی تھی تو بچ جائے گی۔اب تو تیرا وہ حشر کروں گا کہ تو سسک سسک کر روئے گی" وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا کہ اتنی دیر مین پہلے" مین ڈور کی ناب گھمی اور پھر فائر کی آواز نے ہارون کو کچھ سوچنے کا ٹائم نہ دیا۔

اور وہ جسے اس نے فون پر بڑے دعوے کے ساتھ اکڑ کر۔۔ غرور کے نشے میں چور یہ کہا تھا کہ میں تمہاری بیوی حاصل کروں گا۔اس وقت اپنی موت کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

فائر کی آواز پر باقی فلیٹ کے لوگ بھی باہر آ چکے تھے۔

کاشف نے خبیب کے ایک بندے کو کال کرکے پولیس کے لوگوں کو اسی فلیٹ پر آنے کا کہا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی میری عزت پر ہاتھ ڈالنے کی" خبیب خطرناک تیوروں سے اسکی جانب بڑھا پھر مکے، تھپڑ، ٹھڈے مار مار کر اس" نے ہارون کو ادھ موا کر دیا۔

کاشف اتنی دیر میں وریبہ تک پہنچ گیا تھا۔

الماری پر چڑھ کر احتیاط سے اسے باہر لے کر آیا۔

وریبہ کا دوپٹہ ہارون سے بچنے کے چکر میں لاؤنج میں گرا ہوا تھا۔

کاشف نے تیزی سے اسے اٹھایا۔

خبیب اندر آتے ہی اس کا دوپٹہ دیکھ چکا تھا جو کارپٹ پر پڑا تھا اور اس نے بھی خبیب کے غصے کو اور ہوا دی تھی۔

خبیب بس کر و یار یہ اب پولیس کیس ہے تم اتنے انوالومت ہو۔۔ تمھیں تو زیادہ آئیڈیا ہو گا کہ مجرم پر تم کسی بھی ایف آئی آر کے بغیر" ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔" کاشف نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے رسان سے سمجھایا۔

پولیس کیس۔۔۔ یہ میرا پرسنل کیس ہے اور میں اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتا" اسی لمحے خبیب کے کچھ ماتحت اندر آئے۔ "

خبیب کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

ایک پورا مجمعہ فلیٹ کے باہر کھڑا تھا۔

ایسے درندوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہین جو اپنی ہوس پوری کرنے کے لئے یہ تک نہیں سوچتے کہ جس لڑکی کو یہ نشانہ بنا رہے ہیں وہ" کسی کی بیٹی، بہن، حتی کہ بیوی یا ماں ہے" خبیب نے ہارون کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے دو چار جھٹکے اسکے سر کو مارے۔۔

کاشف وریبہ کو دوسرے کمرے میں جانے کا اشارہ کر چکا تھا۔

بڑی مشکل سے خبیب کو اسکے بندوں اور کاشف نے مل کر ٹھنڈا کیا۔

مجھے ان کاؤنٹر میں مرنے والوں میں اب سب سے پہلے اس بندے کا نام پتہ چلنا چاہئیے۔اس کو میں اب مزید کوئی مہلت نہیں دے سکتا۔ نجانے کس کس لڑکی کو برباد کر چکا ہے۔" خبیب نے اپنے ایک ماتحت کو آہستہ سے کہتے انہیں ہارون کو لے جانے کا کہا۔

باقی پولیس کے بندوں نے وہاں کے لوگوں کو رش ہٹانے کا کہا۔

فلیٹس کی انتظامیہ وہاں آچکی تھی۔

جس کو کاشف نے وہبہ کا نام بیچ میں لائے بنا یہ کہا کہ کسی لڑکی کو یہ بندہ اپنا شکار بنا کر لایا ہمیں پتہ چل گیا اور ہم یہاں اسے بچانے پہنچے۔

خبیب نے انہیں اپنا پولیس کا کارڈ دکھایا تب کہیں جا کر انکی تسلی ہوئی۔

خبیب ان سے نمٹ کر اندر وہبہ کو ڈھونڈتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔

یہ غالبا بیڈروم تھا۔

وہبہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی رو رہی تھی۔

"ہبہ" خبیب کے پکارنے پر اپنے آنسو پونچھتی وہ سیدھی ہوئی۔

خبیب اسکے قریب بیٹھتا اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

اس کے رونے کی شدت میں اضافہ ہوا۔

"کام ڈاؤن جان" خبیب نے اسکی پیٹھ سہلا کر اسے تسلی دی۔

"مجھے لگ رہا ہے کوئی بہت بھیانک خواب دیکھا تھا" ہبہ نے اپنی کیفیت بتائی وہ ابھی بھی خوفزدہ تھی۔

"ہاں یہ بھیانک خواب ہی تھا۔۔۔ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو گیا ہے نا۔۔الحمداللہ یو آر سیف" خبیب نے اسکے ماتھے پر پیار کرتے اسے اپنے ساتھ بھینچا۔

"آپ نہ آتے تو۔۔۔"اور اس تو سے آگے سوچنے کی ہمت نہ وہبہ کی تھی نہ خبیب کی۔

"بس کوئی فضول بات نہیں سوچیں۔۔۔بس اللہ نے آپکی حفاظت کرنی تھی اور اس نے کی۔۔۔۔سب ٹھیک ہو گیا ہے نہ تو الٹی سیدھی باتوں کو دماغ میں مت لائیں" خبیب نے اسے ٹوکا۔

"چلیں اٹھیں اچھے سے اپنے فیس کو کور کر لینا کیونکہ باہر میڈیا کہ اور یہاں کے فلیٹس کے لوگ بھی کھڑے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہیں بھی اس بات کے حوالے سے کسی بھی خبر میں آپکا نام ہو" خبیب کے کہنے پر اس نے تیزی سے دوپٹہ سر پر جما کر ایک جانب سے اسکا کونا نقاب کی طرح آگے کر کے منہ چھپایا۔

اب صرف اسکی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

خبیب اس کا ایک ہاتھ پکڑتا ہوا۔

باہر کھڑے لوگوں کے رش کو چیرتا ہوا اسے وہاں سے نکال لے گیا۔

گاڑی میں بٹھایا اتنی دیر میں کاشف بھی آچکا تھا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے اس نے گھر کے راستے پر ڈالی۔

جب وہ گھر آئی سب کی جان میں جان آئی۔ سب نے لپٹا لپٹا کر اسے پیار کیا۔۔ صدقے اور خیرات کیئے گ ئے۔ حتی کہ ثمینہ، شبانہ اور حسنہ بھی وہاں موجود تھیں۔

ثمینہ نے آگے بڑھ کر وہیبہ، خدیجہ اور فراز سے معافی مانگی۔

مجھے معاف کر دو میں غصے میں اتنی اندھی ہو گئی تھی یہ تک بھول گئی تھی کہ اپنے گھر کی بیٹی کو کس کیچڑ میں دھکیلنے لگی ہوں۔ ہارون میرا" ہی چنا ہوا لڑکا تھا۔ جس نے آج ایک مرتبہ پھر ہمارے پورے گھر کو تکلیف سے دوچار کیا۔

ہو سکے تو تم سب مجھے معاف کر دو۔۔۔ اگر خدانخواستہ کچھ بھی غلط ہو جاتا تو میں ساری زندگی خود کو معاف نہ کر پاتی۔" وہ رو رو کر معافی مانگ رہی تھیں۔

ارے آپا بس کریں ہمیں آپ سے کوئی گلہ نہیں۔۔ اچھا ہوا تب آپ نے ہارون والا قصہ چھیڑا اگر وہ سب نہ ہوتا تو مجھے اتنا پیارا داماد کہاں" سے ملتا" خدیجہ نے انکے جڑے ہاتھ پکڑ کر انہیں ساتھ لگاتے انہیں شرمندہ ہونے سے روکا۔

وہیبہ بھی بڑھ کر انکے ساتھ لگ گئی۔

جو بھی تھا وہ اسکے باپ کی ماں جائی تھی۔

فراز نے بھی بڑھ کر انکے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی۔

اور آج کا جو واقعہ ہوا بس وہ بھی یونہی ہونا تھا اور اس لڑکے کی پکڑ ایسے ہی ہونی تھی۔۔ بس ہماری بیٹی ہمیں باحفاظت مل گئی ہمیں کیا" چاہئیے" انہوں نے بھی بہن کو سرزنش کی۔

سب ہلکے پھلکے ہو کر خوش گپیوں میں مصروف ہو گ ئے۔

اسی دن کاشف اور نیہا کی شادی کی تاریخ بھی رکھ دی گئی۔

رات میں جب خبیب کمرے میں آیا وہیبہ نماز پڑھنے میں مصروف تھی۔

خبیب پہلے ہی مسجد میں جا کر نماز پڑھ آیا تھا۔

بیڈ پر بیٹھا وہ اسکے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

جو نماز ختم کر کے دعا مانگنے بیٹھی تو رو رو کر ہچکی بندھ گئی۔

وہیبہ "خبیب اٹھ کر اسکے پاس بیٹھتا اسے اپنے ساتھ لگا کر خاموش کروانے لگا۔ "

اٹھیں یہاں سے بیڈ پر آئیں "اسے اٹھا کر جاء نماز طے کر کے وہ اسے لئیے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ "

کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہیں۔"اس نے تاسف سے اسے دیکھا۔ "

مجھے آپ سے اقرار نہ کرنے کی اتنی بڑی سزا ملنے لگی تھی جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ "

اللہ نے اتنا خوبصورت رشتہ میرے اور آپکے درمیان بنایا جسے میں اپنے خدشوں اور اپنی محرومیوں کی نذر کر رہی تھی۔اللہ نے مجھے سزا دی ہے۔۔"وہ بس روتی جا رہی تھی۔خبیب نے بڑھ کر اسے ساتھ لگاتے بیڈ کر واؤن سے ٹیک لگا ئی۔

"ایسے نہیں سوچتے یار"

نہیں میں ٹھیک سوچ رہی ہوں۔۔۔مجھے معاف کر دیں خبیب۔۔۔میں آپکی محبت کو قبول تو کب کا کر چکی تھی ہاں مگر اس پر یقین نہیں" آ رہا تھا۔۔۔

آج مجھے یہ اعتراف کر لینے دیں۔کہ آپ ہی وہ واحد رشتہ ہیں جس نے مجھے یہ بتایا کہ محبت ہوتی کیا ہے۔۔۔نہ تو یہ خود غرض ہے اور نہ ہی یہ جھوٹی ہوتی ہے۔۔۔محبت کو ہم جس انداز میں کرتے ہیں وہ انداز اسے غلط بنا دیتے ہیں۔لوگوں کا محبت پر سے اعتبار ختم کر دیتے ہیں۔

آپکی محبت نے صرف مجھے دیا ہی دیا ہے۔۔۔بدلے کی کوئی امید ہی نہیں رکھی۔

کوئی کسی سے اتنی بھی محبت کر سکتا ہے کہ اسکی ہر کڑوی کسیلی بات کو ہنس کر سن لے۔۔۔

مگر آپ نے ایسے کیا ہے۔۔۔میں کتنی خوش قسمت ہوں جسے آپ جیسا شوہر اور محبوب اللہ نے دیا اور میں آپکی قدر نہیں کر پا رہی تھی۔

خبیب میں آپکے بغیر ادھوری ہوں۔۔۔بالکل ادھوری۔لوگوں کو محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔

مگر آپ سراپا محبت ہیں اور مجھے ہر لمحہ۔۔ہر وقت صرف اور صرف آپکی ضرورت ہے۔۔۔اور یہ ضرورت شاید محبت سے بھی بڑھ کر ہے۔

اور جہاں محبت کچھ قدم آگے نکل جاتی ہے وہاں سے عشق کی منزل شروع ہو جاتی ہے۔

مجھے آپ سے عشق ہے۔۔۔۔مجھے اب کبھی خود سے دور مت کریئے گا۔میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔

میں آپکی ذات کا حصہ ہوں اور آپ میری۔۔۔۔آئی ٹرولی میڈلی ڈیپلی لو یو"خبیب کی جانب دیکھتے ہوئے وہ اپنا ایک ایک جذبہ آج اس پر

آشکار کر رہی تھی۔

اور خبیب گنگ بس اسے سنے جا رہا تھا۔

وہ دونوں ہی خوش قسمت تھے جنہیں ایک دوسرے کی محبت ملی تھی۔

غرض سے پاک۔۔۔پاکیزہ اور سچی محبت۔

ہاں ہم ایک دوسرے کی ذات کا حصہ ہیں۔۔۔۔ میں بھی آپکے بغیر نامکمل ہوں۔ میری ذات کی تکمیل آپ سے ہے ہبہ۔۔۔۔"اس" نے وہبہ کو خود میں سموتے محبتوں کے در وا کر دئیے تھے۔

آپ نے کیا مجھے چھوٹی سی بچی بنادیا ہے۔۔۔اتنا عجیب لگ رہا ہے آج۔۔۔ میں کوئی چھوٹی بچی ہوں جس کی برتھ ڈے سیلبریٹ کی جا رہی ہے" کل والے تکلیف دہ واقع میں سب بھول چکے تھے کہ آج وہبہ کی سالگرہ تھی۔

مگر وہ جس کے ساتھ اللہ نے اسے ساری عمر کے لئے باندھ دیا تھا۔وہ کیسے بھول سکتا تھا۔

اس نے وہبہ کی نہ صرف برتھ ڈے سیلبریٹ کرنے کا سوچا بلکہ اسکی ارینجمنٹ بھرپور طریقے سے گھر سے دور کسی جگہ کی تھی۔ جہاں کا صرف کاشف اور اسے ہی پتہ تھا۔

آج کے دن اللہ نے دنیا میں میرے گم شدہ حصے کو اتارا تھا تو میں کیسے اس دن کی خوشی نہ مناؤں" اپنے سامنے وائٹ اور ڈل گولڈ کے" ہلکے سے کام والے فراک اور چوڑی دار پاجامے میں کھڑی وہ اسے کوئی حور ہی لگ رہی تھی۔

خبیب خود بلیک ڈریس کوٹ میں ملبوس بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

وہبہ نے مسکراتے ہوئے

کچھ پڑھ کر خبیب پر پھونک ماری۔

وہ چونکا۔

یہ کیا" حیرت سے پوچھا۔ "

نظر نہ لگنے والی دعا پڑھ کر پھونکی ہے" اس نے اپنی محبت پاش نظروں سے اپنے محبوب شوہر کو دیکھا۔ "

اب کسی کی نظر نہیں لگتی مجھے۔۔۔آپکے عشق میں مجھے اندھا دیکھ کر کون بے وقوف ہے جو مجھے نظر لگائے گی" خبیب نے محبت سے" اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر محبت کی مہر ثبت کی۔

بہت خوبصورت سا کسی ہوٹل کا وہ گارڈن تھا جہاں خبیب نے سارا ارینجمنٹ کیا تھا۔

گول میزوں کے گرد کرسیوں کا انتظام تھا۔ جن پر وائٹ اور گولڈن ہی کپڑے چڑھے ہوئے تھے۔

سامنے خوبصورت سا فلور بنا کر اسے اسٹیج کی شکل دی گئ تھی جس کے ارد گرد سب وائٹ ڈیکوریشن کی گئ تھی۔

فلور کے ساتھ بڑی سی ایل سی ڈی پر وریبہ کی وہ تصویریں چینج ہو رہی تھیں جو خبیب نے اپنے موبائل میں برف میں لی تھیں۔

جن میں وہ ہاتھ پھیلائے برف کے گالوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔

وریبہ تو یہ سب دیکھ کر بس خوشی سے حیرت زدہ تھی۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا خبیب اس دن کو اسکے لئے اتنا یادگار بنا دے گا۔

سب گھر والے موجود تھے۔

وریبہ نے بھرپور تالیوں کی بیچ کیک کاٹا۔

"اپنی خوبصورت سی بیوی اور آجکی مہمان خصوصی کے لئے ایک خوبصورت سا ایک اور سرپرائز۔"

خبیب فلور پر آکر مائیک میں بولا۔

وریبہ جو سامنے ہی کرسیوں پر بیٹھی تھی دل تھام کر رہ گئ۔

اب کون سا سرپرائز "دل میں سوچا۔ "

تمام لائٹس آف ہو کر ایک سپاٹ لائٹ کہیں سے اسٹیج کے بیچ گول دائرے کی شکل میں موجود تھی۔

خبیب آہستگی سے وریبہ کی جانب آیا۔

اسکا ہاتھ تھام کر اس روشنی کے بیچ لے آیا۔

فلور پر وہ جگہ باقی پورے فلور کی نسبت تھوڑا اوپر کی جانب اٹھی ہوئی ایک گول دائرے کی شکل میں تھی۔

وہیب اسکو لئے وہاں کھڑا ہو گیا

دونوں آمنے سامنے تھے۔ خبیب کی آنکھوں میں فقط محبت تھی۔

جو وریبہ کو پگھلا رہی تھی۔

یکدم ساؤنڈ سسٹم پر

Carry brothers

کی آواز گونجی۔ اور ساتھ ہی فلور کا وہ حصہ ہلکے سے گھومنا شروع ہوا

Just a voice inside you head
Whispering all the hope is dead
All the times you had to prove
That no one really loves you

I found you in a reflection
You didn't want me to see
I will give you all I have
Just look up, break down and believe

This is a glass parade
A fragile state
And I am trying not to break
And the stars are shining
The moon is right
And I would kill to be with you tonight

Wish you told me all the truth
So afraid to face an absolute
All the fights you had to lose
All the fear was put upon you

Urdu Novels Ghar

I found you when you were broken

Too many cracks of deceit

I will give you all I have

Just look up, break down and believe

This is a glass parade

A fragile state

And I am trying not to break

And the stars are shining

The moon is right

And I would kill to be with you tonight

This is the feeling, falling

So much I want to say

Show me the same emotion

Show me what's at stake

And how much can you take

When you realize your fate?

Hold me now as the car lights fade

And we are dancing in the glass parade

Urdu Novels Ghar

Dancing in the glass parade

We are dancing in the glass parade

It's just a voice inside your head

پھولوں کی پتیاں ان پر گر رہیں تھیں۔ خبیب ہلکے ہلکے اسٹیپ لیتا اسے اپنے ساتھ ڈانس کروا رہا تھا۔
وہبہ آنسو آنکھوں میں لئے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس نے اسکی زندگی کو خاص الخاص بنادیا تھا۔
خبیب اپنے موز روک کر آہستہ سے اسکے سر کے ساتھ اپنا سر ٹکائے۔۔اسے محسوس کر رہا تھا۔
سا تالیاں بجاتے اس خوبصورت منظر کو دیکھنے میں محو تھے۔
آپکے کل کے اظہار کا گفٹ "خبیب سیدھا ہوتا اسکی آنکھوں میں دیکھتا سرگوشی نما آواز میں بولا۔"

ختم شد